

کلیات بیدم واری



بیدم واری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلیات
پیداوار

﴿ملئے کے تھے﴾

بیال گالی ہاؤس لیاقت روڈ میاں چنوں 662650
 میاں ندیم میں بازار جبلم 0544-621126
 دارالاوب تکمیلہ روڈ میاں چنوں الرحبت شیشوری ڈسکرے
 اشرف بک انجمنی ٹکٹی چوک راولپنڈی
 شمع بک انجمنی فیصل آباد
 رضا لاہوری شاہ کوٹ
 ہاشمی برادرز کتب و رسائل گوردوت سنگھ روڈ کوٹ
 الیاس بک ڈیو جمال پور جہاں
 کارواں بک شیشور بہاو پور
 الاخوان القادری، سندھ کارنڈروں نو بزرگیت ملماں
 اسلامی کتب خانہ حافظ آباد
 خان بک ڈیو حافظ آباد
 نظامی کتب خانہ پاکستان شریفہ
 ٹکلیل بک ڈیو سندھی
 خالد کتاب محل اوگرگی سیاں کوٹ روڈ
 لامائی لاہوری ربوہ
 زمان لاہوری ربوہ
 سلیمانی بک ڈیو احمد پور شرقیہ
 جائندھر بک ڈیو ڈسکرے
 بک ٹاؤن ایف-10 مرکز اسلام آباد 2299604
 پاکستان بک ڈیو میں بازار جمال پور جہاں
 کارنڈ شیشوری مارت میں بازار کھاریاں 510274
 کتاب گر حسن آرکنڈ ملماں کینٹ 061-510444
 37230780 صابر بک شال نسبت روڈ لاہور
 کارواں بک شیشور ملماں کینٹ
 37320318 گل قریب پبلی کیشن لاہور
 علی بک ہاؤس لاہور
 عزیز شیشوری مارت میں بازار کھاریاں
 کتاب سرانے الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور
 سلطان بک پبلی سمجھرات پنجاب بک ڈیو سکر روڈ سمجھرات
 حافظ بک انجمنی اقبال روڈ سیاں کوٹ
 وارث شیز بک ڈیو صرافہ بازار پنڈ دادخان جبلم
 کارواں بک شیشور بہاو پور
 نکہ بک شہر جمال جہاں
 مکتبہ شیرالله موسیٰ
 رائل بک شیشور چوک نواب سمجھرات

مکتبہ رحمانیہ اقراء شر اردو بازار لاہور 37355743
 مکتبہ العلم 17 اردو بازار لاہور 37211788
 اسلامی کتب خانہ فضل الہی مارکیٹ لاہور 37223506
 مشتاق بک کارنڈ اردو بازار لاہور 37230350
 علم و عرفان پبلی کیشن اردو بازار لاہور 37232336
 منیر برادر میں بازار جبلم
 سعید بک بینک اسلام آباد
 احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی
 بخش بک ڈیو اردو بازار سیاں کوٹ
 چودھری بک ڈیو میں بازار دینہ
 ضیاء القرآن پبلیشرز سج بخش روڈ لاہور
 کتاب گھر علامہ اقبال روڈ راولپنڈی
 نیو انیس کتب محل پکھری بازار جزاں والہ
 اوریں کتاب محل میں بازار منڈی سمزدی یاں
 عمر بک شیشور جی نی روڈ سرانے گلکیر 653057
 چغتائی بک ڈیو پودھہ یاں آزاد شیر
 اتفاق بک ڈیو بھلوال
 کوئی فسیل شور کانج روڈ بورے والا 3355889
 شاہین بک ہاؤس منڈی بہاؤ الدین
 بخار شریز قصہ خواہی بازار پشاور
 ملال بک ڈیو گجرات
 الفضل کتاب گھر میر پور آزاد شیر
 مسیح بکس پر مارکیٹ اسلام آباد 5-2278843
 جہانگیر بک ڈیو لاہور 37220897
 سعد پبلی کیشن فست فلور اردو بازار لاہور 37122943
 مسلم بک لینڈ بینک روڈ مظفر آباد
 یونا یمنڈ بک ہاؤس پکھری روڈ منڈی بہاؤ الدین
 نیو وہاڑی کتاب گھر جناح روڈ وہاڑی 62310
 الکریم نیوز انجمنی گول چوک اوکاڑہ
 شانہ بک انجمنی محلہ چودھری پارک ثوبہ بینک سنگھ
 ڈار براور تھیصل بازار جبلم
 فضیلی شریز اردو بازار کراجی
 کوکھر بک شال مسلم بازار، گجرات
 مکتبہ رشیدیہ چکوال
 بیٹی بک ڈیو جبلم
 اشناق بک ڈیو پاؤ یاں والہ



”معروف به مخف بیدم“

”ارمخان بیدم“

سراج الشعراً بیدم وارثی

خرزینه علم و ادب

الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور

فون: 37314168 - 37211468

دیدہ زیب اور
خوبصورت کتب کا
واحد مرکز

ترمیں و اہتمام
نذری محمد، طاہر نذری

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : کلیات بیدم وارثی
شاعر : سراج الشعراً بیدم وارثی
اہتمام : محمد نذری، طاہر نذری
مطبع : ریاض شہباز پرنٹرز، لاہور
قیمت : 60/- روپے

نَاکام کو کامیاب کرنے والے
قطرے کو نہ خوب شاب کرنے والے
بیدم کی بھی قسمت کا ستارہ جھیکا
ای نئے کو آفتاب کرنے والے



قریب

صفحه

عنوان

”معروف به مخفی بیدم“

37

پیشگش

دیباچه از خامه حقیقت نگار معین الملک مصور فطرت

39

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ذہلوی مدظلہ

تقریظ از قلم مجذوب رئیس العلماء حضرت مولانا محمد صبغۃ اللہ

40

صاحب شہید الصاری رزاقی القادری، فرنگی محل لکھنؤ

تقریظ از کامل الفن نقادخن حضرت علامہ بیخود صاحب

43

موہانی ایم اے پروفیسر شیعہ کالج لکھنؤ

تقریظ خن از سخنور یکتسان الحقیقت حضرت مولانا سید

46

افقر صاحب موہانی وارثی مالک و مدیر جام جہاں نما لکھنؤ

تقریظ و تعاری از نقاش معانی

49

حضرت علامہ حکیم ابوالعلاء صاحب ناطق لکھنؤی

* تقریظ از مصور جذبات حضرت ڈاکٹر متن صاحب

51 قزلباش صدر انجمن بہارستان ادب لکھنؤ

* تقریظ از فصح الفصیح حضرت مولانا
52 شفیق صاحب عمار پوری صوبہ بہار

* تقریظ از نظر الاطبا و حید العصر عالم علوم صوری و معنوی
حضرت مولوی حکیم سید احمد صاحب احمد وارثی لکھنؤ 55

* باب السلام 58

* پیامِ سلام، بحضور شہنشاہ کونین سرکار امام الاولیاء
وارث پاک روح اللہ روحہ 59

* سلامِ شوق 60

* سلامِ مقبول 62

* سلامِ نیاز 63

* سلامِ بھجوں 64

* رباعی 69

* آئی نسیم کوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم 70

* یہ ادنیٰ ہے وصفِ کمالِ محمد 71

72	❖ عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول
73	❖ محشر میں محمد کا عنوان نزاں ہے
75	❖ قبلہ و کعبہ ایمان رسول عربی
77	❖ ادا کی رئے رہی ہے عرش کی پہلو نشین ہو کر
78	❖ ماہ و رخشاں نیر اعظم صل اللہ علیہ وسلم
79	❖ سراجاً منيراً نگارِ مدینہ
80	❖ شوق دیدار میں اب جی پہ مرے آن بنی
81	❖ کیا پوچھتے ہو گری بازارِ مصطفیٰ
	❖ مناقفُ امام الطائفہ
82	حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہ
83	❖ کعبہ ول قبلہ جاں طاقِ ابروئے علیؒ
	❖ مدح حضرت غوث الاعظم محبی الدین
84	شیخ عبدال قادر جیلانی قدس اللہ سرہ
85	❖ پھر ول میں مرے آئی یادِ شہر جیلانی
86	جان پر بن گئی اب آئیے شینا اللہ
	❖ مدح حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند

87	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ
89	* پیانہ پہ دے بھر کر پیانہ معین الدین
90	* مدح حضرت شیخ المشائخ سلطان الدارین
91	* خواجہ نظام الدین محبوب الہی قدس اللہ سرہ
92	* وہی دیتے ہیں مجھ کو اور انہیں سے مانگتا ہوں میں
93	* مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیان
95	* خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ
96	* دلبر خواجہ فرید الدین گنج شکری
97	* چادر شریف
98	* مدح حضرت شیخ الشیوخ مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردوی صاحب توشہ قدس سرہ
99	* مدح محبوب جل و اعلیٰ
100	حضرت سیدنا امیر ابوالعلا احراری اکبر آبادی قدس سرہ
	* مدح حضرت شاہ عبدالمنعم
	کنز المعرفت قادری شاہ ولایت دیوبہ شریف
	* چادر شریف

❖ مدح حضرت امام الاولیاء

- 101 سیدنا وارث پاک طاب اللہ ثراوہ نور اللہ ضریحہ
- 102 ہے روزِ است سے اپنی صد او ارش مجھ میں میں وارث میں
- 103 بلائے جان ہے حسن رُونے وارث
- 103 مرے دل کا دل جان کی جان وارث
- 104 ہے آئینہ پختگی شان وارث
- 105 ابن حسین وآل نبی وارث علی
- 106 مہمان ہے خدا کا ہر میہمان وارث
- 107 فدا ہے جان تو دل بتلائے وارث ہے
- 108 قدسیوں میں ہے شمارِ خادمان وارثی
- 109 تری سرکار ہے عالی مرے وارث مرے والی
- 110 دل اڑائے لئے جاتی ہے ہوادیوے کی
- 111 فضل خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاء
- 112 تمہیرِ تمنا ہے نہ عنوانِ تمنا
- 114 ترے جلوؤں کی نیرنگی سے دل ہے منتشر اپنا
- 116 نہ محابِ حرم سمجھے نہ جانے طاقِ بخانہ

- 118 * مرے درد نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو
- 120 * مرے ہوتے ہوئے کوئی شریک امتحان کیوں ہو
- 121 * یہ نہیں معلوم کوئی زینت آغوش ہے
- 122 * کاش مری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو
- 123 * میں اور حسن یار کا جلوہ لئے ہوئے
- 124 * کاش سمجھے مرا سوزِ غم پنهان کوئی
- 126 * میری تربت پہ ہے انگشت بدنداں کوئی
- 127 * ہنچلی پر لئے سر عشق کے دربار میں آیا
- 128 * قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی
- 129 * چومی رکاب اٹھ کے کسی شہسوار کی
- 131 * دلِ وحشی مرا شیدائے ڈلفِ عنبریں ہو کر
- 132 * دل کو میرے جلوہ گاہِ روئے روشن کر دیا
- 133 * طور والے تری تنوری لئے بیٹھے ہیں
- 134 * بھر دیا دامنِ مرا درُخ سے نقاب اٹھا دیا
- 135 * محمل کے قریں رہ کر مجنون تو رہے محروم
- 137 * پہلو میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے

- 138 ﴿ گھونگھٹ اُس رُخ سے گر جدار ہو جائے
- 139 ﴿ اس کو دنیا اور نہ عقیٰ چاہئے
- 141 ﴿ ساتھ دے کون ترے عشق میں وحشت کے سوا
- 142 ﴿ بیگانگی دل کے افسانے کو کیا کہئے
- 143 ﴿ سورج کی کرن یا کا ہکشاں یا عقدِ ثریا سہرا ہے
- 144 ﴿ ان کے ناک آکے سینہ میں مرے کیا دیکھتے
- 145 ﴿ غمزہ پیکان ہوا جاتا ہے
- 146 ﴿ اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے
- 148 ﴿ ذرہ ذرہ سے ترا حسن نمایاں ہو جائے
- 149 ﴿ جنابِ وارثِ آل عبا کی چادر ہے
- 150 ﴿ یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بناؤالی
- 151 ﴿ قلبِ مضطرب سے سنی جب داستانِ آرزو
- 152 ﴿ تنگِ چینچی اس نے اور تیور بدلت کر رہ گیا
- 154 ﴿ کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالہ شب گیر کا
- 156 ﴿ خیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں
- 157 ﴿ جس جگہ دل ہے وہیں یار کا پیکان بھی ہے

- 159 کعبہ کا شوق ہے نہ ضنم خانہ چائے
- 160 جب خیالِ یار کا مسکن مرا سینہ ہوا
- 162 سنانے کو ہیں بتلائے محبت
- 163 تجھ سے پاتے نہیں اے دوست یہ منزلِ خالی
- 164 صبر آئے کس طرح ترے قول و قرار پر
- 165 دل تاگ رہی ہے تری دزدیدہ نظر آج
- 167 گزارِ محبت کی فضا میرے لئے ہے
- 168 ہم بھی ہوں یار بھی ہو لطفِ ملاقات بھی ہو
- 169 وہ کیا نہیں کرتے ہیں، وہ کیا کرنہیں سکتے
- 170 کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے
- 171 دل میں جوتے تیر نظر آئے ہوئے ہیں
- 172 شمعِ حرمِ جاں سے یا مشعلِ بٹ خانہ
- 174 اک ذرا سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا
- 177 دل کی دُنیا کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا
- 178 تجلیٰ رُخ روشن کا کیا ٹھکانا تھا
- 179 کچھ گلہ اُس سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخ پیر کا

180	وہ جام کیوں مجھے پیر مغاں نہیں ملتا
182	تم ملو میری قسمت رسما ہو
182	تم خفا ہو تو اچھا خفا ہو
184	کھیچنی ہے تصور میں تصویر ہم آنکھی
186	شادی والمب سے حاصل ہے سبکدوشی
187	ہے رُخ کا پہلو نشین سہرا
188	بت خانے میں کعبہ کی تنور نظر آئی
189	مبارک باد
190	دُشمن کی دُعا جا کے پھرے باب اثر سے
191	غش ہوئے جانتے ہو کیوں طور پر موسیٰ دیکھو
193	نہ ہے کوچہ اُلفت میں وحشت کی فراوانی
194	میں غش میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش
195	یہ بت جو کعبہ دل کو کسی کی ڈھادیں گے
197	تیری پشمِ مست کا ساتی اثر آنکھوں میں ہے
198	اہم دادِ وفالیں گے وہ دادِ وفادیں گے
200	کتنا سکون خاص تھا دستِ حسین ساز میں

- 201 نہ نکلے ہیں نہ یوں نکلیں تمہارے تیر کے ٹکڑے *
- 202 میں کیا کہوں کہ کیا غلکہ فتنہ گر میں ہے *
- 204 اب آدمی پچھہ اور ہماری نظر میں ہے *
- 206 اسیروں میں اٹھائے لطفِ باغِ آشنای کے *
- 207 سنبھل سنبھل کے وہ کرتے ہیں وارچتوں کے *
- 208 ہم اپنے طالعِ خفتہ کو جب بیدار دیکھیں گے *
- 209 دنیا کی پچھے خبر تھی نہ عقیٰ کا ہوش تھا *
- 210 داروںے درد نہیں راحتِ جانی صنمای *
- 211 یہاں تو پھنسنے والوں کو ہمیں دوچار دیکھیں گے *
- 212 رُزخِ نوشاد قرآن ہے تو بسم اللہ کا سہرا *
- 213 زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق *
- 214 دُشمن کے پر کترتا ہے میرا بیانِ شوق *
- 215 ادا پر ترنی دل ہے آنے کے قابل *
- 216 مبارک ساقیِ رستاں مبارک *
- 217 اگر کعبہ کا رُزخ بھی تجانبِ میخانہ ہو جائے *
- 219 کہیں محشر میں بھی وہ مائل پر وانہ ہو جائے *

- 220 وہ پردے سے نہیں نکلے تو کیا جانِ حزیں نکلی
- 221 آنکھوں کی راہ سے مرے دل میں اُتر گئی
- 223 فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھر گئی
- 224 جب سے دل کشکش گیسو درخسار میں ہے
- 226 لانہیں سکتا انہیں شورِ قیامت ہوش میں
- 227 نکلے ہیں حج کے جملہ نشیناں اضطراب
- 228 یوں ہر اک جلوہ میں ہے جلوہ نما کی صورت
- 229 کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے
- 230 ہے دلِ محروم مکانِ دردِ دل
- 231 قیس کوئے لیلی میں جب پئے نماز آیا
- 232 ہلاک تبغِ جفا یا شہید ناز کرے
- 233 حال ابتر ہے بھر میں دل کا
- 235 ہوا ختمِ ہستی کا میری فسانہ
- 236 نورِ نظر احمد مختار کی چادر
- 237 سہارا موجوں کا لے لے کے بڑھ رہا ہوں میں
- 239 بحال خستہ و گم کردہ را ہے

- سینہ میں دل ہے دل میں داغ داغ میں سوز و سازِ عشق 240
- جو دیتا ہے تو ایسا جام دے پیرِ مغاں مجھ کو 241
- وہ گھبرائے کچھ ایسے آج میرے شور و شیون سے 243
- لڑکھراتا کیوں ہے آخر بزم میں پیانہ آج 244
- نہ ہے یلی زیبِ محمل اور یادِ قیس ہے دل میں 246
- کامِ میرا کسی تدبیر سے آسائ نہ ہوا 247
- ہم میکدے سے مر کے بھی باہر نہ جائیں گے 248
- یہ خردی و شوکتِ شاہانہ مبارک 249
- اس طرف بھی کرم اے رشکِ مسیحا کرنا 250
- یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیضِ مے پرستی ہے 252
- کیا نائے بتلائے درودِ دل 254
- کون سا گھر ہے کہ اے جاں نہیں کاشانہ ترا 255
- حشر بھی یوں ہی جائے گا اے دل بے قرار کیا 257
- تیرے خیال میں دلِ دُنیا کو دیکھتا ہے 258
- بت بھی اس میں رہتے تھے دل پار کا بھی کاشانہ تھا 259
- محشر کو پانچال کرے یا بپا کرے 261

- 263 پڑا ہے نوشہ کے رُخ پر نقاب سہرے کا
- 264 مہماں ہے خیال رُخ جانا نہ کسی کا
- 265 ترے کمال ستم کی یہ یادگار رہے
- 267 وہ چلنے جھٹک کے دامن مرے دستِ ناتواں سے
- 269 خیال ہے کہ انہیں بے نقاب دیکھیں گے
- 271 اُس سنگِ آستان پہ جمینِ نیاز ہے
- 272 موت کی ہچکی کے آتے ہی رشۂ دُنیا ٹوٹ گیا
- 273 جس طرف دیکھتا ہوں جلوہ جانا نہ ہے
- 274 دشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یار آ، ہی گیا
- 275 بہارِ جن کے لئے ہے انہیں بہار بست
- 276 ساقی نے جسے چاہا مستانہ بنادا
- 277 گلی کو ہم تیری دارا لا اماں سمجھتے ہیں
- 278 جامِ غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے
- 279 کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں
- 280 ہاں یاد ہے وہ موسمِ دیوانہ گر مجھے
- 282 اٹھتا ہوا ہستی کا پردہ نظر آتا ہے

- 283 * گل کا کیا جو چاک گریاں بہار نے
- 284 * مجھے شکوہ نہیں بر بادر کھ بر بادر ہنے دے
- 285 * مجھے جلوؤں کی اس کے تمیز ہو کیا
- 285 * بہار آتے ہی لائیں رنگ ٹھنڈی گرمیاں میری
- 284 * دردِ دل اٹھا ہے محفل میں بٹھانے کے لئے
- 288 * چھڑا پہلے پہل جب سازِ ہستی
- 289 * مرا وقار یہ وقت وداعِ جاں ہوتا
- 291 * نہ کنشت و کیسا سے کام ہمیں دردِ رینہ بیتِ حرم سے غرض
- 291 * جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے
- 293 * ناز والے اب تجھے کیوں ناز ہے
- 294 * ہر طرف سا غربکف ہیں میکساراں بہار
- 295 * یادِ ایا مے کہ جتو زینت آغوش تھا
- 296 * برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلمان کرنا
- 298 * سرکار پہ ہونے کو ہیں قربان ہزاروں
- 299 * یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے
- 301 * بتا ہی دیں تجھے زاہد کہاں سے آتے ہیں

- 302 ﴿ نہ جانے میری لحد پر کہاں سے آتے ہیں ﴾
- 304 ﴿ اللہ اللہ عروج حسنِ مجاز ﴾
- 305 ﴿ نہ سنو میرے نالے ہیں درد بھرے دار داڑھے آہ سحرے ﴾
- 306 ﴿ تصور میں کسی کا زینت آغوش ہو جانا ﴾
- 307 ﴿ چمن میں ذکرِ گل سن کر سراپا کوش ہو جانا ﴾
- 308 ﴿ جانبِ میکدہ آنکھے ہیں متانے چند ﴾
- 309 ﴿ تمہارے ہی ہونے سے آباد ہئے ﴾
- 310 ﴿ میری نظروں میں کوئی مست خرام ناز تھا ﴾
- 312 ﴿ وہ بھی اس غارت گر جان کا شریک راز تھا ﴾
- 313 ﴿ کیے جا شکر قسم کا گلہ کیا ﴾
- 315 ﴿ رنگ تاثیر محبت یوں دکھانا چاہئے ﴾
- 316 ﴿ پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی اوہ نظر بھی ہے ﴾
- 317 ﴿ آتا شپ وعدہ وہ ستم کیش ادھر کاش ﴾
- 318 ﴿ سرخیل عاشقاں ہوئے سردار ہو گئے ﴾
- 319 ﴿ سرِ مقتل سناء ہے بہر قتل عام آتا ہے ﴾
- 320 ﴿ اپنے دیدار کی حضرت میں تو مجھ کو سراپا اول کر دے ﴾

- 321 کبھی یہاں لئے ہوئے کبھی وہاں لئے ہوئے
- 322 میں یار کا جلوہ ہوں
- 323 پیری میں ہے جذبات محبت کا مزا خاص
- 324 ملکینِ دل نہ سمجھے پرده دارِ لامکاں سمجھے
- 326 نہ گل کا راز جانے تو نہ بلبل کی زبان سمجھے
- 327 مر کے بھی دل نے اک قیامت کی
- 328 جہاں پر ختم ہوتی ہیں حدیں دُنیا کے امکاں کی
- 330 رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسوائیاں میری
- 332 منکشف تجھ پہ اگر اپنی حقیقت ہو جائے
- 334 ز ہے نصیب تری خاکِ آستان ہوں میں
- 335 سجدہ اسی کا سجدہ ہو سروہی سرفراز ہو
- 336 قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آشیاں تک ہے
- 339 بے پرده ڈلف بدوش کوئی جب عرصہ حشر میں آئے گا
- ”کلامِ پوری بحاشا“
- 340 برابر گ
- 346 اب آن پڑی ہے موری منجد ہمار میں بیتا

347	﴿ اج موئین سہرا گوندھاؤں گی ﴾
350	﴿ میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام ﴾
352	﴿ خواجگاں کے جھرمنٹ میں اک وارث چھیل چھبیلا ہو
352	﴿ ہولی ﴾
353	﴿ داروہ ﴾
354	﴿ شجرہ وارثیہ نسب نامہ عالیہ ﴾
356	﴿ مقطع فقیر مصنف ﴾
357	﴿ شجرہ عالیہ قادریہ رزاقیہ وارثیہ ﴾
361	﴿ شجرہ طیبیہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ ﴾
قطعات تاریخ	
﴿ قطعہ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر ﴾	
364	حضرت جلیل جانشین امیر مینائی
﴿ قطعہ تاریخ ترتیب ازنا خداۓ سخن نوح ناروی ﴾	
365	جانشین حضرت داغ دہلوی
﴿ قطعہ تاریخ از سرآمد شعراء پنجاب ﴾	
365	پیرزادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری اثر جالندھری

367	دارالنعتیہ	✿
368	دارادیگر	✿
369	دیگر	✿
370	غزل بھاشا	✿
371	بھجن	✿
373	بھجن دیگر	✿
374	ہولی	✿
375	ہولی	✿
376	ٹھمری	✿
377	داردا	✿
378	گاگر	✿
379	بھجن	✿
380	بھجن	✿
382	چیت	✿
382	چیت دیگر	✿

“از مغانِ بیدم”

385	عذرِ مصنف
387	نہ مسجد ملا کھنحضرت آدم کھنی ہوتے
387	میکدے تیرے تری مسجدِ صنم خانہ ترا
389	تم شاہ ولایت ہوا میر دوسرا ہو
390	اے باشاہ لافتا اے تاجدار مل اتی
391	بنتی نہیں بنائے حالت مری بُری ہے
392	ہوا ہے اور نہ ہو گا تم سا شاہ بھروسہ پیدا
393	گلبن باغ نبی سرور ریاض حیدری
394	محی الدین سلطان السلاطین غوث صدرانی
394	فانی ذات پیغمبر حضرت پیران پیر
396	حد سے گزری جاتی ہے تکلیف روحاںی مری
397	بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز
398	ہفت آسمان ہیں فرشِ نعالی ابوالعلاء
400	شمعِ ایوان رسالت وارث
402	جان ہے فداۓ وارث دل بستلائے وارث

- ﴿ مجھے پا کر ضعیف و ناتوان سب کی بن آئی ہے ﴾
403
- ﴿ جس کو دیکھا یار تیرا عاشق نادیدہ ہے ﴾
404
- ﴿ دیدہ دیدار جو ہر حال میں نادیدہ ہے ﴾
405
- ﴿ چلا ہوں آج یہ سوغات لے کر ان کی محفل میں ﴾
406
- ﴿ ترے تیر نظر آئے تو یوں آئے مرے دل میں ﴾
409
- ﴿ یہ اثر کیا کم ہمارے جذبہ کامل کا ہے ﴾
411
- ﴿ دل ہی کھو بیٹھے دل لگی کیسی ﴾
412
- ﴿ متزاد ﴾
413
- ﴿ پیمان وفاداری میزان محبت ہے ﴾
415
- ﴿ محبت ہے وفاداری برہان محبت ہے ﴾
417
- ﴿ اگر محشر کی ٹھہری ہے تو محشر ہی پا ہوتا ﴾
418
- ﴿ نقاب رُخ الٹ کر تو جو خجر آزمہ ہوتا ﴾
420
- ﴿ غزل فرمائش ﴾
423
- ﴿ مریضِ غم کو کسی طرح سے شفاء دینا ﴾
424
- ﴿ جستجو کرتے ہی کرتے کھو گیا ﴾
425
- ﴿ دیدہ نرگس سے پوچھئے کوئی حیرانی مری ﴾
426

- 427 آنکھوں نے راز کھولے بہکی زبان ہماری
- 428 مل گئے جب تو فرق ہی کیا تھا
- 429 کچھ خیر تو ہے آپ کدھر دیکھ رہے ہیں
- 430 حضرتِ دل بھی نکل آئی ترے تیر کے ساتھ
- 432 جام کی صورت چلے اور چل کے محفل میں رہے
- 433 اتنا تو اثر آج دکھائیں مرے نالے
- 434 اللہ رے فیض ایک جہاں مستفید ہے
- 436 کعبے کو کون جائے کہ منزل بعید ہے
- 439 کیا گلہ اس کا کہ مرادِ لگیا
- 440 ان بن رہے گی کب تک کب تک ٹھنی رہے گی
- 441 کر گئی کام کچھ خبر نہ ہوئی
- 442 جب ایسی ہی تمہاری بے اعتمانیاں ہیں
- 443 پوچھانے شیخ کسی مرد خوش اوقات کی رات
- 444 پہلے شrama کے مارڈ والا
- 446 دم آخر بھی وہ تسکین دے جاتے ہیں
- 447 آنکھ ملتے ہی دل مرانہ رہا

- 448 پاس ادب مجھے انہیں شرم و حیانہ ہو
- 449 سن کر تری اسے پیر مغاں ہمت عالی
- 451 ذرا سی پیالی میں کروے زیادہ
- 452 یہ قطرہ آج جو قطرہ ہے کل دریا میں شامل تھا
- 452 مجھ سے چھپ کر مرے ارمانوں کو برپاونہ کر
- 454 سمجھی کا حضرتِ دل احترام کرتے ہیں
- 455 ان کے تیور چڑھیں کسی کیلئے
- 456 دل کو چھپ گیسو میں پہنچ کر نہیں ملتا
- 457 بن گئی جی پر مصیبت آ گئی
- 458 پاز نجیر جنوں زلف یہہ فام نہ کر
- 458 اک قطرہ آب ہے تو یا بوند بھر لہو ہے
- 459 اب جانے کو فردوس میں دل کیوں مرا چاہے
- 461 سب حقیقت کھول کر رکھ دوں ابھی بیداد کی
- 463 قصرِ جاناں تک رسائی ہو کسی تدبیر سے
- 464 حلقة بگوش گیسوئے خدار ہو گیا
- 465 دم میں مریضِ غم کا ترے کام ہو گیا

- 466 جھک کے ساغر سے گلے ملنا ہے پیانے کی عید
- 466 جودی تھی شبلی و منصور کو وہی شے لا
- 468 نہ تو اپنے گھر میں قرار ہے نہ تری گلی میں قیام ہے
- 470 بتوں پر مر مٹے دھوکا دیا ساری خدائی کو
- 470 بنائے دیتی ہے بے پوچھئے راز سب دل کے
- 471 کبھی گیسو کے کبھی عاشقِ رخسار بنے
- 472 اے جنوں کچھ اثرِ نالہ سوزان نہ ہوا
- 474 ذشمن آئینہ ہے مغرور کی یکتاںی کا
- 476 تیور چڑھائے اس نے مراجی دہل گیا
- 477 اٹھے اس رخ سے برق سینکڑوں کی جان کام آئے
- 478 نہیں ممکن کہ تیرے ذکر پر آنسونہ بہہ آئیں
- 478 کوئی رونے کی بھی حد ہے دل بیقرار سو جا
- 479 انھائے کون سوا تیرے اور ناز مرے
- 480 شوق نظارہ میں اب جی پہ مرے آن کہنی
- 482 دم کوئی گر صورت نقش برآب آیا تو کیا
- 483 ظالم کہاں تک آخر یہ ظلم کم نہ ہوگا

- 484 ﴿ ہم کو تری جتو نے کھویا
- 485 ﴿ تم جانِ مصطفیٰ ہو بندہ نواز وارث
- 485 ﴿ چٹکی سے مسلمان تمہیں زیباؤ نہیں ہے
- 487 ﴿ نگاہ پھیر لو قصہ تمام ہو جائے
- 488 ﴿ کہا تھا شیخ ادا بے نیام ہو جائے
- 489 ﴿ فروغ حسن رخ بو تراب کیا کہنا
- 490 ﴿ کیا بتاؤں کیا ہوا انداز قامت دیکھ کر
- 492 ﴿ بلبل جوش تلاطم میں مٹا جاتا ہے
- 493 ﴿ چھوڑا بتوں کو اب ہے تعلق خدا کے ساتھ
- 495 ﴿ مدعا بن ہے دوستِ دل کا مدعا ہو کر
- 496 ﴿ تم چلا دیکھو کسی دن خخبر بیدا و بھی
- 497 ﴿ مستزاد
- 498 ﴿ سنتے ہیں کہ محشر جلوہ گری ہو گی
- 499 ﴿ سب منتظر ہیں اناج والے
- 501 ﴿ ہماری شکل جو دیکھی تو بھن گیا ساقی
- 503 ﴿ ساقی گھٹائیں آئیں دن آئے بہار کے

- 504 پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں
- 505 نہ بھرا تو نے تو ساتی کبھی پیانے کو
- 506 نہ رلا دور خزان صورتِ شبنم مجھ کو
- 508 آیا ذرُوں میں نظرِ نیر اعظم مجھ کو
- 508 میں وہ بلبل ہوں کہ مر جانے پہ میرے صیاد
- 511 یاد آ کر مجھے اے گیسوئے جاناں تم نے
- 512 اتنا ہمیں بتلا دو پھر جور و جفا کرنا
- 513 پینے سے کام ملے پیر خرابات مجھے
- 515 دل لیا جان لی نہیں جاتی
- 516 کثرت میں جو سمجھا ہے کہ وحدت ہی نہیں ہے
- 517 کل تھی وہ آج آپ کی صورت ہی نہیں ہے
- 519 مستزاد
- 520 مجھی سے پوچھتے ہو میں ہی بتلا دوں کہ تم کیا ہو
- 522 نہ آئے وہ شب وعدہ ملال ہو کہ نہ ہو
- 523 کسی کے کا کل ورخ پر ثار ہم بھی ہیں
- 524 ازل سے شیفۃ روئے یار ہم بھی ہیں

- 526 نبی پیش نظر ہیں قلب میں خالق کا جلوہ ہے
- 526 مرادل اس پر نازاں ہے کہ دل ہوں پر میں وہ دل ہوں
- 528 وہی قصر وہی لگزار بھی ہے جو وہ یار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
- 529 جان پر بن گئی اب وقت میجانی ہے
- 531 بُمل کیا نہ تیرنہ شمشیر دیکھئے
- 532 اٹھو کہ وقت مناجات ہے مسلمانوں
- 534 خوشی کے ساتھ تحریر بھی کچھ نگاہ میں ہے
- 536 عدو کے پھولوں کی یہ آبرونگاہ میں ہے
- 537 مرا اشارہ یہ خبر سے قتل گاہ میں ہے
- 539 قتل عاشق کیلئے جب عشق سامان لے چلا
- 541 وہ زہر کو سمجھے ہیں کہ داروئے شفا ہے
- 542 بیکار ہیں تدبیریں عبیث کوشش بے جا
- 542 ہوائے دوسو زغم مرے دل کی تمنا ہے
- 545 غبار وادیِ محنوں کو محل کی تمنا ہے
- 547 گلوں کو باغ میں شور عنادل کی تمنا ہے
- 548 وہ کام کئے آ کر اک تیر نظر تو نے

- 550 سہرا *
- 551 نسیم صحیح دم نے جب نوازا اہل گلشن کو *
- 554 میر ہوا اگر قسمت سے شاخ گل نشیمن کو *
- 557 مستزادر *
- 558 کلیسا میں ہو کعبہ میں ہو بت خانے کے اندر ہو *
- 561 جو سر ہو خنجر ابر و مر اس نذر خنجر ہو *
- 563 پیارے نو شاہ پہنچ کر ترے سر پر سہرا *
- 563 لڑی ہیں جب سے آنکھیں مجھ کو دو بھر زندگانی ہے *
- 565 مستزادر *
- 567 سہرا *
- 567 میں مل کر غبارِ کوئے جاناں ہو گیا *
- 570 سینہ پر داغ نذر نوک پیکان ہو گیا *
- 572 سہرا *
- 573 اب وہ پہلا ساترالطف و کرم بھی نہ رہا *
- 575 گھر میں رہی نہ گھر کی بات روزن در کو کیا کہوں *
- 576 سہرا *

576	پرده داری کے عوض بدنام ورسوا کر دیا	❖
578	یاد کر لیتے ہیں ہم کو بادہ کش ہر جام پر	❖
580	چار بیت رامپوری	❖
582	تضمین نعتیہ بر غزل حضرت جامی علیہ الرحمۃ	❖
584	تضمین بر غزل مولانا شافی	❖
585	تضمین	❖
586	تضمین	❖
587	تضمین دیگر	❖
588	تضمین دیگر	❖
589	تضمین دیگر	❖
	تضمین بر رباعی حضرت مولانا فضیحت شاہ صاحب	❖
590	وارثی بازی پوری قدس اللہ	
591	تضمین دیگر	❖
592	تضمین دیگر	❖

.....☆.....

معرفہ بے مخفی

هُوَ الْوَارِث

پیشکش

زبادشاہ و گدا فارغم محمد اللہ
 گدائے خاک در دوست پادشاہ من است
 میں اپنی مخلصانہ ارادت و عقیدت مندی کی بناء پر اس رسالہ
 "نور العین" معروف بہ مصحف بیدم کو اپنے سرکار شاہنشاہ عرش پائگاہ حضور امام
 اولیاء حضرت سیدناوارث پاک نور اللہ ضریحہ کے خدام آستانہ عالیہ کی خدمت
 میں با مید قبولیت پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتدرز ہے عز و شرف

محاج کرم

فقیر بیدم وارثی

دیباچہ

از خامہ حقیقت نگار معین الملک مصور فطرت

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہ

حضرت بیدم وارثی کے کلام کو اردو زبان اور ہندی زبان میں وہی فوقیت حاصل ہے جو دور آخر میں حضرت مولانا حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ کو اپنے عصر کے فقراء و مشائخ پر حاصل تھی۔

مثنوی مولانا روم کی نسبت یہ کہنا حق ہے کہ ”ہست قرآن در زبان پہلوی“۔ اسی طرح کلام بیدم کی بابت یہ کہا جاسکتا ہے کہ ”ہست سجان در زبان پوربی“۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی نے فرمایا ہے کہ میں نے آلسٹ پرستکم کی صد اپوربی زبان میں سنی تھی اور ان کے خانہ زاد حسن نظامی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کی بنیاد عشق حقیقی کے اوپر حضرت حاجی صاحب قبلہ تھے اور کلام بیدم میں اس اوپر کا اصلی روپ سایا ہوا نظر آتا ہے۔

آئندہ زمانہ میں اردو زبان بحیثیت زبان کے جس قدر ترقی کرے گی اس میں غالب وذوق وغیرہ کے چرچے بھی ترقی کریں گے کہ وہ اردو شاعری کے روح رواں تھے لیکن کلام بیدم اردو میں روحانی جان پیدا ہو گئی۔ اس لیے میں کلام بیدم کا وجود کائنات میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں، دماغ سے خیر مقدم کرتا ہوں اور روح سے خیر مقدم کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ بیدم تخلص ہی پورا کلام ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تخلص کی تفسیر و تشریح ہے اور جب تک اردو کے دم میں دم باقی ہے۔ کلام بیدم ہمیشہ باقی رہے گا۔

حسن نظامی دہلوی

تقریظ از قلم ممحزر قم رئیس العلماء حضرت مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید النصاری رزاقی القادری - فرنگی محل لکھنؤ

غالباً یہ ۱۹۱۳ء کی بات ہے کہ علامہ شبیؒ نے سیرۃ نبوی کی ایکیم کا خاکہ کامل کر کے اعیانِ شہر کو ندوۃ العلماء کی قدیم عمارت میں مدعو فرمایا اور اپنے اس مبارک و مقدس خیال کو تفصیل سے پیش کر کے قطعہ ذیل ایک عجج پر کیف لحن میں پڑھا تھا جب کہ پڑھنے والے کی سفید و نورانی ریش مبارک کے تر ہونے کے ساتھ میرے ایسے بے حس انسان کی بھی آنکھیں نم تھیں مولانا مرحوم نے فرمایا تھا:

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستان لکھی
مجھے چندے مقیم آستان غیر ہونا تھا
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرۃ پیغمبر خاتم
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

رب الارواح نے غالباً اس کے دو ہی سال کے بعد اس مداح رسول کا خاتمہ بالخیر کیا لیکن وہی جی و قیوم ہمارے مخدوم و محترم حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی مدظلہ کو برسوں انہی فیوض و برکات کے ساتھ قائم و برقرار رکھے مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہمارے مخدوم بھی چندے آستان غیر پر مقیم رہ کر اب بکھی جائی مبارک کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی نجف اشرف میں کاسہ گدائی لیے اس سے طالب مشکل کشانی

ہوتے ہیں جو روز از ل سے مشکل کشائی کا ذمہ دار کر دیا گیا تھا اور کبھی اس دین کے زندہ کرنے والے گیلانی حسنی و حسینی سے حیات سرمدی مانگتے ہیں جس کے آستان پاک کے ذروں میں خالق السموات والا رض نے حیات بخشی و حاجت روائی کی تاثیر کھی ہے اور اکثر تو اس کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر قصیدہ خوانی کرتے ہیں جو ان کی طرح لاکھوں انسانوں کے عقیدہ میں نبی وعلیٰ آقاؑ بغداد و سید بانہ علیہمَا وَ علیٰ ابائِہمُ الصلوٰۃُ وَ السَّلَامُ کا اوارث روحانی تھا۔ غرض ہمارے مخدوم حضرت بیدم نے ترکِ ستمگر، آشوبِ عجم، خال ہندو اور زلف کشمیر سب کو چھوڑ کر برسوں سے اپنے تمام قصائد و غزلیات اور ٹھمریوں کا مرکز خیال اور شانِ نزول شاہدِ مدینہ حضور رحمۃ اللعائیین اور ان کی رحمت کاملہ سے حصہ وافر پانے والے ذوات قدسیہ کو بنار کھا ہے۔ اسی لیے اس جامی عصر فرزدق وقت اور محسن زمانہ کے کلام کے بدولت نہ صرف ہمارے اعراس کی محفلیں گرماتی ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ہمارے ایسے سر دل بھی ہنگامی طور پر سہی مگر ایک گرمی محبت محسوس کرتے ہیں۔ روتے ہیں متاثر ہوتے ہیں اور اس جذبہ کو پالیتے ہیں جو حیثیت کی روح بلکہ حاصلِ حیاتِ مستعار ہے۔

بدقتی سے نقیر راقم الحروف کو خود ملک کے اس ماہیہ ناز شاعر کے زبان مبارک سے ان کے کلام بلا غلت نظام سننے کا شرف حاصل نہیں ہوا لیکن ”سی“ ہوں اس لیے بہت بار قوائی کی طرب انگلیز محفلوں میں جانب محترم کی نعمتیں غزلیں اور ٹھمریاں اور وہ کلام جو حضرت اسد اللہ غالب اور سرکار بغدادی شانِ اقدس واطہبہ میں آپ نے فرمایا سنا ہے اور لطف کے ساتھ بنتا ہے اس لیے میرے لیے یہ مژده ماہیہ انبساط روحانی نہ ہے کہ آپ کا کلام عنقریب سمجھا ہو کر طبع ہونے والا ہے۔

غالباً ہمارے محترم دوسرے حقیقت شناس صوفیوں کی طرح وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس لیے خود اپنی ذات کو بیدم بنانے کے ساتھ چاہتے ہیں کہ لاکھوں دل والوں کو بیدم بنادیں۔ بہتر ہے۔

سر دوستاں سلامت کے تو خبر آزمائی
 فقیر دلی مسرت کے ساتھ بیدم کرنے والے کلام بیدم کا پورے شوق روحانی
 کے ساتھ ہر دم منتظر اور دم بدم دعا کرتا ہے کہ عشق و ارباب حقیقت کا یہ ہدم جلد منصہ
 شہود پر آئے اور ہمارے ایسے مردہ دلوں کی محفلوں کو دم آخر تک گرم و بے حال رکھے۔
 رَبَّنَا لَا تُرِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اذْهَبْنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَذْنَكَ
 رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

فقیر شہید انصاری رزاقی و قادری

تفریظ از کامل الفن نقادِ حضرت علامہ یحود صاحب موهافی ایم اے پروفیسر شیعہ کانج لکھنؤ

حضرت بیدم وارثی دنیا یے شاعری میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کے دلادیز نفعے فضائے ہند میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ کے کلام فصاحت التزام و بلا غت انضمام نے ہمیشہ اہل ذوق کو گوش برآواز پایا آپ کے کلام کی نمایاں خصوصیت سوز و گداز واثر ہے۔ جس کا راز یہ ہے کہ آپ جگ بیتی کمتر اور آپ بیتی پیشتر کہتے ہیں مختصر یہ کہ آپ وہی کہتے ہیں جو آپ کا دل کہتا ہے اور دل کی زبان کا اثر کچھ اہل دل ہی جانتے ہیں آپ کی خوشگوئی مضمون آفرینی و نکتہ سرائی کا اعتراف ان وقیفہ سخونکو ہے۔ جن کی نکتہ رسی پر ایمان لائے بنتی ہے آپ طریق راسخ شعراء پر گامزن ہیں اور آج کل کے مضمون سرو بوجے ہنگام سے آپ کا ساز طبیعت خالی ہے اور یہ ایسی نعمت ہے جس پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے آپ ہر رنگ پر قادر ہیں۔ مگر مضمون تصوف و معتقدات سے آپ کا دیوان مالا مال ہے۔ معرفت کے اسرار ایسی سادگی سے بیان کرتے ہیں کہ دل مزے لیتا ہے روح وجد کرتی ہے۔ آپ کے اشعار صدق و صفا کے آئینہ دار اور مہر و دفا کے گنجینہ وار ہیں۔ خیالات کی بلندی مضمون کی ندرت طرزِ ادا کی جدت آپ کا دم بھرتی ہے۔ غیر ترکیبوں کے ابداع پر قدرت ہے۔ آپ کے عاشقانہ سوز و گداز ورد و واثر سے ہمکناہ ہیں۔ اشعار عارفانہ میں آپ کی فکر لامکاں سیر ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

ہنستے تھے وصل میں درودیوار میرے ساتھ
یا رو رہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے

پہلا مصروفہ کیفیت انبساطِ دل کا لا جواب مرقع ہے تو دوسرا مصروف انضباطِ دل
کی بے مثال تصویرِ جسم بد و در دونوں صürüے برابر کے ہیں اور کوئین عشق (ہجر وصال)
کی تصویر کا پردہ وصل یار میں دنیا کا بہشت بہار بن جانا فراقِ یار میں عالم کا تیرہ و تار ہو
جانا اُبھر اُبھر کر ظاہر ہوتا ہے ہنسنے اور رونے کا مقابل اس برجستگی سے ہوا ہے کہ تصنع کی
چھانوں بھی نظر نہیں آتی۔ شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں کبھی پیانہ
شیشے سے کبھی شیشے سے پیانہ رندانہ مذاق میں قابل داد شعر ہے۔ توبہ ٹوٹ چکی۔ برابر
شراب ڈھل دیجی ہے رند عالم سرور میں شیشہ و پیانہ کے ملنے پر سمجھ رہا ہے کہ توبہ کے
ٹوٹنے پر عید منائی جا رہی ہے۔ جھک جھک کے ملتے ہیں۔ یہ ایسے الفاظ رکھ دیے ہیں کہ
بیان واقعہ واقعہ نظر آنے لگا ہے۔

یہ نہیں معلوم کوئی زینت آغوش ہے
بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

محویتِ عاشق کی کتنی کیف انگلیز تصویر ہے اس لیے کہ جس پر جان جاتی ہے وہ
ہمکنار ہے مگر خیالِ عاشق ہے کہ عالمِ تصور کے مناظر میں محو ہو رہا ہے ہجر وصال میں امتیاز
نہیں لطف یہ ہے کہ یہ کیفیت کسی تماشائی کی زبان سے ادا کی گئی ہے اگر خود عاشق یہی
بات اپنی زبان سے کہتا تو محویت کا لا جواب طسم ٹوٹے بغیر نہ رہتا۔ رہی زبان کی دلکشی۔
بیان کی روائی الفاظ کی برجستگی اس کا بے نیازِ توصیف ہونا ظاہر ہے۔ اشعار مندرجہ ذیل
تصوف کی کائنات ہیں۔

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

اس کے حرم ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
 جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہاں راز ہو
 تیری گلی میں پا کے جائے کہاں ترا گدا
 کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

.....
 ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی
 مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو
 مختصر یہ کہ کلام بیدم شاعری کے لیے مایہ ناز و سرمایہ امتیاز ہے۔ متكلّمِ حقیقی
 اسے وہ حسن قبول عطا فرمائے جو اربابِ محبت کی تمنا ہے۔ آمین

خاکسار بی خود موہانی

۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء

تفریظ خن از سخنور یکتا سان الحقیقت حضرت مولانا سید افقر صاحب
موہانی وارثی مالک و مدیر جام جہاں نما لکھنؤ

چہ خستہ صحیح دے کزاں گل نور سم خبرے رسد
زکیم جعد معنیر شا به مشام جان اثرے رسد

شاعری کا معیار اس جذبہ لطیف پر ہے جو فطری طور پر ہر اہل ذوق کے دل
میں بمراتب مختلف اوقات میں پیدا ہوتا رہتا ہے دل کا تعلق احساس سے اور احساس
وابستہ کیفیت درود ہے۔ اس لیے کسی شاعر کا معیار خن صحیح معنوں میں درد اور احساس سے
کسی حال میں علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس احساس درد کو اگر شاعری سے لگاؤ نہیں
تو وہ شاعری نہیں بلکہ اوس کی ہوں یا آرزو ہے۔ انہی الطریقت حضرت سرانج الشعرا
سان الطریقت بیدم شاہ وارثی اناوی کے جواہر افکار پیشتر انہیں کیفیات و احساسات
کے حامل ہوتے ہیں جن کا تذکرہ عبارت مابقی میں کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سننے
والے پر بے ساختہ وہی کیفیت طاری ہوتی ہے جو کہنے والے نے متاثر ہو کر لظیم کی ہے۔
میں موصوف کے کلام کو ایک عرصہ دراز سے اسی رنگ و تاثر میں ڈوبا ہوا سنتا چلا آرہا
ہوں۔ اس کے ساتھ علم کلام اور علم بیان کی دوسری صفات محمودہ، محاذات، ترجم، واردات،
آمد، ندرست، زمینی وغیرہ غرضیکہ دیگر محاسن سخن جو کسی شاعر کے کلام کو علاوہ مقبول عام
بنانے کے اُسے اعلیٰ مقام پر پہنچادیتے ہیں۔ ان کی بھی بالالتراجم جھلک ہر موقع پر نظر آتی

ہے اور اس سے شاعر کے تجربہ علمی اور مشق کلام نیز طبیعت کی روائی کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ معاہب بھی لازمہ کلام ہیں لیکن وہ اسی حد تک نظر انداز کیے جاسکتے ہیں جس قدر الْإِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانُ کا تعلق ہے چنانچہ یہاں بھی وہی حال ہے۔ شاہ صاحب موصوف کا کلام مختلف اصناف سخن پر محول ہے اور ہر صنف میں اثر دہاڑ کی پوری پوری تصور ی نظر آتی ہے یعنی جہاں جس قسم کی مصوری درکار ہوئی صرف کی گئی ہے۔ اس کو قدرت سخن کہتے ہیں۔ سلسلہ آتش مرحوم میں مولانا شمارا کبر آبادی ممتاز شاعر گزرے ہیں آپ کو انہی سے فیض سخن اور شرف تلمذ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں آتش مرحوم کی سی کیفیات قلبی، درد احساس تصوف سوز و گداز کی چاشنی نمایاں نہ رہتی ہے۔ کلام بیدم کی غیر معمولی مقبولیت و شہرت کا سبب نہ اخباری پروپیگنڈا ہے نہ احباب و تلامذہ کی عقیدت مندی بلکہ ان کے کلام کا اس قدر مشہور و مقبول ہونا محض کلام کی قدرت پیاری اور جذبات کی حقیقت نگاری ہے۔ سننے والے نے خواہ کسی مطریب خوش نوا سے نایا کسی اخبار و رسالہ میں پڑھا بے ساختہ گزویدہ ہو گیا نہیں معلوم کرنے ار بابہ ذوق تو ایسے ہیں جو بیدم شاہ صاحب کے محض نام کے شیدائی ہیں اور جنہوں نے کبھی موضوع کو دیکھا بھی نہیں صرف ان کے کلام سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت بیدم کے کلام کا طرہ امتیاز نہ ان کی درویشانہ شخصیت ہے نہ ان کے احباب و معتقدین کی کثرت بلکہ صرف ان کا طرز بیان اور انداز سخن جس میں جدت، ندرت، درد سوز و گداز اور غرض نیاز کا کچھ ایسا رنگ ہوتا ہے جو فوری اپنی طرف اپلی ذوق کو صحیح لیتا ہے۔ حقائق و معارف کی توجیہ، تغزل کا التزام، تصوف کی چاشنی، واقعات اور واردات کی تشریع، تخلیقات کی تعبیر ایسے مناسب اور صحیح طریقہ سے ادا کی جاتی ہے۔ جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں لکھنے کی ضرورت نہیں کلام خود کلیم کی تفسیر ہے دیکھنے والے سب کچھ پائیں گے یہاں دریا کو گوزہ میں بند کرنا مجھہ ایسے بے بضاعت کا کام نہیں قصد تھا کہ کوئی قطعہ تاریخ طبعہ دیوان کا پیش کرتا مگر پراہو پریشانی خاطر کا کہ یہ بھی نہ ہو سکا۔ دعا ہے کہ قادر مطلق

اس دیوان کو مقبول عام فرمائے اور حضرت بیدم شاہ صاحب مدظلہ با وجود اپنی درویشانہ عزلت نشینی کے دنیاۓ سخن کے ذرہ ذرہ میں جلوہ افروز نظر آئیں۔

بہار عالم حُسنِش دل و جاں تازہ میدارد
برنگ ارباب صورت را بیوار باب معنی را

فقیر افقر موہانی وارثی عفّا عنہ

مالک و مددیر جامِ جہاں نما لکھنؤ

تقریظ و تعارف از نقاش معانی

حضرت علامہ حکیم ابوالعلاء صاحب ناطق لکھنؤی

تصوف کے معروف اور عام مسائل مجالس شعر میں تعارف کے محتاج نہیں
رہے۔ ”باظنیاں بی خوسی“، ان کے لیے زبانِ اظہار کہاں؟

رُوز باظنی لا محدود، غیر متین اور ذخیرہ الفاظ تعریفات کی ایک فربنگ
جہانیات گویا خواں باظنی کے نفیاں ہیں اور زبان و ادب معاملات ظاہری کے
اسماں پڑوں کے دو عالم جداً جداً ہیں۔ ان میں باہمی ربط ضبط ہے بھی اور نہیں بھی۔

کیونکہ ابے صد ماتر روحانی تمہیں ظاہر کروں
عالم باملن کے لوگوں کی زبان کوئی نہیں

ہر باملن کے لیے ظاہر ہر منزل کے لیے راہ، ہر نور کے لیے جاپ اور ہر حقیقت
کے لیے مظہر غرور ہوتا ہے۔ مگر جو باتیں ظہور میں آئیں پھر وہ باملن بھی ظاہر ہے جس
منزل تک رسائی ہو جائے ب پھر وہ منزل بھی راستہ ہے۔ جس نور کا جاپ رفع ہو جائے
پھر وہ نور بھی جاپ ہے۔

جسے منزل سمجھتا ہوں وہ پھر منزل نہیں رہتی

جاپ و نور کا یہ سلسلہ یا رب کہاں تک ہے

ہر لفظ ایک معنی رکھتا ہے، ہر معنی ایک مطلب۔ ہر مطلب ایک مفہوم رکھتا ہے، ہر

مفہوم ایک نتیجہ۔ غرضیکہ ہر ذرہ ایک مسلسل اور لامتناہی زنجیر کی کڑی ہے۔ مگر کسی ذرے کی حقیقت کا انکشاف ناممکن۔ اگر ہو تو ذرہ ذرہ نہ رہے، نقطہ کی جگہ معین ہو تو نقطہ نہ رہے۔ قطرے کو حل کیجئے تو پھر قطرہ کہاں، گو حقیقت ظاہر نہیں ہوتی مگر حقیقت بغیر ظاہر ہوئے بھی نہیں رہتی۔ فرگس کی پنکھڑی کیمیا دی تشریح میں بر باد ہو جاتی ہے۔ مگر جب اپنے آپ کو شاعر کے سپرد کر دیتی ہے تو بغیر خاک میں ملنے اپنی حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہے۔ حقیقت صوفی کے دل میں جا کر پوشیدہ رہتی ہے اور پناہ لیتی ہے۔ تاکہ اسے کسی کا ہاتھ بے نقاب نہ کر سکے۔ مگر شاعر اس کے کلیجے میں ہاتھ ڈال کے باہر نکال لیتا ہے۔ اکثر وہ ظالم سے بال بال بچ جاتی ہے۔ بلائے بے درمان وہ شاعر ہے جو صوفی بھی ہو۔ جیسے ”بیدم شاہ“ کا ”دم“ ایک ایک سالس میں افس آفاق کا پورا دارہ بناتا ہے۔ ایک ایک لفظ سے معنی کی تصویر کھینچتا ہے۔ تصویروں میں جان ڈالتا ہے۔ حقیقت کو نمایاں کرتا ہے اور پھر حقیقت حقیقت رہتی ہے۔ بال کی کھال کھینچتا ہے اور پھر بال بال میں موٹی پر وتا ہے۔ جو صوفی محض صوفی ہوتا ہے وہ ”قال“ کو ”حال“ میں لاتا ہے۔ مگر صوفی شاعر بھی ہوتا ہے تو وہ ”حال“ کو ”قال“ میں لاتا ہے۔

گونگے کے خواب کی تعبیر دینا اس کی عبارت ہے۔ روح کا تاریخنتری میں کھینچنا اس کی صنعت ہے۔

حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی حقائق و معارف کے جس قدر آشناۓ راز ہیں۔ نہ جاننے والے بھی جانتے ہیں۔ مگر اظہار معارف و حقائق پر ان کو جیسی اور جتنی قدرت ہے اس حقیقت کا عرفان بہت کم لوگوں کو ہے۔

ناطق

تقریظ از مصورِ جذبات حضرت ڈاکٹر متین صاحب فزلباش صدر راجحمن بہارستان ادب لکھنؤ

حضرت بیدم شاہ وارثی کی ادبی اہمیت و شہرت سے کوئی ادیب ہے جو واقف نہیں۔ ادبی قوتِ جاذبہ کے علاوہ آپ میں اخلاق و تواضع ناہر دلعزیز اور دلکش جو ہر بھی موجود ہے۔ مجھ کو ایک مدت سے شاہ صاحب مదوہ کی خدمت میں شرف نیاز حاصل ہے اور میں عرصہ دراز سے آپ کے ادب و اخلاق کے جلووں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ اکثر آپ کے حرکات و سکنات آپ کے تکملہ نفس کا آئینہ بن جاتے ہیں۔ آپ کی قوتِ شعری اور کلام میں جلبِ حقیقت کے لعاب سے اہل بصیرت ہی کی آنکھیں منور و مستفیض ہو سکتی ہیں۔ یہ تجلياں وہی دیکھئے جس کے تاریخ میں بھل کی قوتِ جاذبہ موجود ہو۔ آپ کے اشعار آثارِ فطرت اور انکشافِ حقیقت کی رنگارنگ تصویریں ہیں اور آپ کا قلم جادو رقم احساس روحاں کا سچا مصور مجھ کو مسرت بالائے مسرت ہے کہ آپ کے نادر و نایاب کلام کا ایک مجموعہ بہ تسمیہ ”نورالعین“، عالم طباعت میں آکر زینتِ ذوق اہل فن ہونے والا ہے۔ ”نورالعین“ ایسے ایسے حقائق و مغارف کا گنجینہ ہے جس کی خیاء سے آنکھوں کے ساتھ دل بھی روشن ہوتا ہے۔ آپ کا ہر شعرِ صفائی خیال کا ایک ضوفشان آئینہ ہے اور آپ کی قوتِ تخلیل عام فضائے شاعری سے کہیں زیادہ بلندی میں مشق پر واڑ کرتی ہے۔ ”نورالعین“ کے اوراقِ دلشن تعلیم روحاںیت کے سر بزر پتے ہیں۔ خدا انہیں ہمیشہ سر ببر و شاداب رکھے۔

فقیر متین عفی عنہ
فقط

تقریباً از فتح الفصحاء حضرت مولانا شفقت صاحب عمامہ پوری صوبہ بہار

کہنے والے کہتے ہیں اور ہے حال اور نجائز اور ہے حقیقت اور۔ شاعر حسن
مجازی کا گاہک عارف حسن حقیقی کا خریدار۔ یہ دیوانہ وہ ہوشیار۔ یہ دلدادہ وہ جال شمار۔
کچھ ہوندائی ہیں دونوں ایک ہی حسن کے۔ پروانے ہیں دونوں ایک ہی شمع کے۔

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر

پروانہ چراغِ حرم و دیرِ نداند

سراج الشعرا بیدم کو شمعِ انجمان وارثی کہیے یا چراغِ بزمِ انجمان ہر طرح نور علی نور۔

احرام پوش نہ ہونے کے لباس میں بھی محترم۔ سخنور نکتہ رس ہونے کی حیثیت سے بھی
قابل قدر۔ اردو غزل سرای کے دور حاضرہ میں ایسے سحر البيان چند ہی نفوس تکلیں گے۔

خدا کے فضل سے بیدم کا دم غنیمت ہے

آپ کا دیوان صوری و معنوی خوبیوں سے آرائستہ ظاہری خط و حال کی طرح

باطنی حسن و جمال نے سے پیراستہ عاشقانہ جذبات کی تصویری عازفانہ خیالات کا مرقع۔

روحانیت کا آئینہ اسم با مگی نورالعین ہے۔ حسن اتفاق سے میرے لیے چهار روزہ قیام

دیوے شریف کا دور بھی عجب دور تھا۔ حضرت بیدم کی تراثہ سنجیوں سے میکدہ گرم رہا۔

جام پر جام ساغر پر ساغر چلتے رہے۔ آسمان سے ابر رحمت کی گہر فشانیاں بھی ہوتی

رہیں۔ مے دو آتشہ کہیے آنکھوں میں سروردل میں نور پیدا کر دیا۔ کلام بیدم کو شاعرانہ و

فقیرانہ رنگ کی مے دو آتشہ کہنے میں دو خصوصیتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آپ نے غزل سرائی شروع کی تو سخنور عالی مقدار حضرت شاہ شمار اکبر آبادی ابوالعلائی ایسے استاد شفیق ملے جو قبلہ اہل کمال یکتا نے روزگار مولانا وحید الدین آبادی یادگار آتش لکھنؤی مرحوم کے سلسلہ تلامذہ سے تھے۔ آپ کا فطری ذوق سلیم اس پر حضرت شمار کی توجہ عروج سخن کا زینہ بن گئی۔

۲۔ لیکن ترقی سخن کی معراج کب ہوئی؟ قبولیت خداداد کی سند کس دربار سے ملی؟ اسی دربار سے جس نے فقر و غنا کا خلعت مرحمت فرمایا وہ کون سادر بار تھا؟ وہ کون سی رحمت بھری سرکار تھی؟

زبان پہ بارے خدا یا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

قبلہ احرام پوشان تحریک کعبہ سرفروشان توحید و روشن ضمیر سلطان بے
ماج و سریٹا جدار فقر و غنا تخت نشین ملک بقا زبدہ ارباب وفا قدوہ اولیائے با صفائ
عاشق ازی و معمشون بارگاہ لمبیزی دلیند زہراؤ جگر بند علی حضرت شاہ حافظ وارث علی قدس
سرہ الحنفی و اجلی جن کے کمال تجد و تقریب نے ملک ہند میں دیوبے شریف کو مرکز توحید و
عرفان بنادیا۔ اللہ اللہ وہ حنفی سرکار جس کے فیضان گہر بارے ایک عالم کو دولت فقر و فنا
سے مستغصی کر دیا۔ بقول حضرت بیدم ایسے داتا سے کوئی تو اس کے سوا اور کیا کہہ کر مانگے:
دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دے دے

کہ مجھے شکوہ کوتا ہی دامان ہو جائے

بہاں تک لکھوں اور کیا لکھوں؟ ”جامہ ندارم دامن از کجا آرم“ گنجائش عذر
خواہ حوصلہ خامہ و سعیت قرطاس کوتاہ الفاظ پشیمان معانی شرمندہ الفاظ۔ محبت کا تقاضا
ہے کہ دعا پر مدعا ختم کروں۔

اللہی: جب تک میکدہ وارثی میں محبت کے جام چلتے رہیں۔ محمدہ بیدم کے خم
بھی ایلتے رہیں۔

اَللّٰهُ! جب تک نغمے سے ساز، ساز سے نغمہ ہدم رہے۔ مستانِ قاؤ ایکی کے
لب پر تراہ بیدم رہے۔

اَللّٰهُ: جب تک بامِ فلک چراغِ مہر جہاں تاب سے مطلعِ انوار رہے۔ سراج
الشروع کی شمعِ خن سے بزمِ خن ضیا بار رہے۔

اَللّٰهُ: جب تک غازِ شفق سے چہرۂ شام و سحر گناہ رہے۔ چمنِ لظم بیدم کے دم
سے گزار رہے۔

”ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین یاد“

شفق

تقریظ از فخر الاطباء و حیدر العصر عالم علوم صوری و معنوی حضرت
مولانا مولوی حکیم سید احمد صاحب احمد وارثی لکھنؤ

بنامِ وارثیِ عالم پنا ہے
علیٰ صولتِ محمد دستگاہ ہے
زبانہارا ازو بیارائے گفتار
قلہما از نم لطفش گہر بار
اگر لفظ از دمشق نقش و جوش
و گر معنی زجو او نمودش
ز ہے پیر زماں بکس نوازے
ب ہمه بیچارگاں برا چارہ سازے
قضا را سر چواحد خاک پاکش
قدر خود زیر فرمان رضائش

اللہ اللہ خامہ اعجاز حضرت بیدم رانازم کہ میجان فسی جاندادگاں شیو ہائے حسن و
عشق را پسورد این نسخہ میتو سواد جانے تازہ بخشید و بجادو دی دلختگاں عشوہ ہائے ناز و
نیاز را مرہم روائی پیوندے پیش کشید تنظیم قلمش بداں ارزد کہ گوئی سلکے است از در ہائے
آبدار بہر مند یہا ہائے فراوان ترتیب دادہ یا عقد پروین است کہ پکھری سروش بر زمین

قرطاس بار مغان فرستاده

مجز است این شعر یا سحر طال
با تف آورده ایں خن یا جرسیل
آفریس بر کلک نقاش که داد
بکر معنی را چنین حسن جمیل

طرز او اش بشوئی دل از کف معنی طراز ای ربووه و حسن بیانش نقش حبان
دائل از خاطر نکته پرداز ای زدوده تو ویز دان دیوانه است یا گفتانه بروایح ریاضین
بدایح روح پرور مشام جاز اشامه نواز یا صنم کده ایست چلی زار بتان خود فروش سرافراز
مسلمان سوز بر همن ساز کفر پرور ایمان گداز یا دفتر میخانه محبت است که اور اتش را اگر
افشار می دهی هاده بائے جانفراد ز هر نور دش بنا غیر مذاق عاشقان بریز دو بنگام عرض پنگامه
رنگ و بو عطر و عیبر بر نظاره ددماغ دیده و ران نازک خیال پرداز نام ابر و گلزار ایست که
گله بائے رنگ رنگ بهر گوشه چمن چمن او قفاده و نگار ایست طنازگه خود را بآراش بائے تو بتو
عالم عالم جلوه داده لفظ کارگاه و دگانه است از متاع بھائے نادره کار بهزاران
هزار صنائع آراسته و حرف حرفش بحر و کانه است که از قعرش گو هر بائے شاه بوار بگوناگون
بدائع بر خاسته دواز هر فوش مشتاقان جلوه مضا میں را بدان باند که روزه داران را هلال عید و
نقظه باش مفلسان جواہر معانی را چنانست که قفل گنجیارادانه کلید کوتایی خن چوں جاده
گفتار سر خود در دامن صحراء اندیشه پیچیده و پایه سلسله تحریر بدیں جانگاه رسید خود بخود
گفتم که شاهد نادیده را مدح سر و دن و از گل تا چیده لب بزمزمہ کشودن باد بکیل مشت
پیودن است غرق عرق تشویر شدم و بلبل حدیقه تصوری خوش گردم و خوشنی بسجدم تا ازیں
گرانمایه خدمت که برادر گرامی منش آزاده روش بیدم شاه وارثی بمن یعنی بلطف بیکران
خود پسرونه است دوش خود را سبکباری دهم و به ترتیم قطعه تاریخ و متن ترتیپش ایں همه بار
گران از سر خود یک سو نهم.

وَهُوَ هُنَا

دِلْكش دِیواں سُجَان اللہ
 عُشْق سُرایا حُسْنِ مجسم
 لُوحش خُلد و جَدَفُل کوثر
 نقشش نقشِ اَسْمَعْ اَعْظَم
 نظمش اَعْلَى نَطْقَش موزوں
 لفظش اَفْصَحْ معنی محکم
 معینہایے نادرة زائش
 صورت عیسیٰ سیرت مریم
 احمد برگو مصرع ساش
 جانِ سخنِ اَجذباتِ بیدم

احمد وارثی

بَابُ السَّلَام

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
بِقَدْرِ حُسْنِهِ وَ جَمَالِهِ

عشق آیا ہے رفت خیالی لے کر
حسن آیا ہے شوکتِ جمالی لے کر
ہر اہلِ کمال کے لے آیا ہے کمال
بیدم آیا ہے بے کمالی لے کر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیامِ سلام

بِحَضُورِ شَہِنشاہِ کوئین سرکار امام الائیا وارث پاک روح اللہ درود

اے وارث و معین و مددگار خاص و عام

از ما غریب و خستہ دلم بر تو صد سلام!

صد صد سلام مرشد و مولا و پیشوای

صد صد سلام ہادی و مہدی و مقتدا

صد صد سلامہ بِحَضُورِ فَلَكِ جناب

صد صد سلامہ بِحَجَّگَرِ بند بوڑا

اے سرو باغِ مصطفوی بر تو صد سلام

چشم و چراغِ مرتضوی بر تو صد سلام

اے جانشینِ میرِ نجف بر تو صد سلام

اے آفتابِ عز و شرف بر تو صد سلام

اے یادگارِ مصطفویٰ بر تو صد سلام

نام و نشانِ مرتضویٰ بر تو صد سلام

اے غمگسار و حامی و مشکل کشائے من

وارثِ علی و وارثِ میراث پنجهٗ

بیدم کمینہ بندہ، از بندگانِ ثبت

زیں در کجا رقد که سگ آستانِ ثبت

.....☆.....

سلامِ شوق

سلام علی شاہ گلگوں قبائے

سلام علی خواجہ دو سرائے

سلام علی جانشینِ محمد ﷺ

سلام علی شمع دینِ محمد ﷺ

سلام علی آلِ پاک پیغمبر

سلام علی نورِ عینینِ حیدر!

سلام علی رہنمائے طریقت

سلام علی خضر راہ حقیقت

سلام علی تاجدار سیادت

سلام علی شہریار واہیت

سلام علی گنج اسرار پہاں

سلام علی کعبہ عین و ایمان

سلام علی نصر مہ جپنیاں

سلام علی تاجدار حسیناں

سلام علی فیر بُرخ عرفان

سلام علی گوہر درج ایمان

سلام علی ہادی و پیشوائے

سلام علی مرشد و رہنمائے

سلام علی داروئے درود ہجران

سلام علی عیسیٰ درود مندان

سلام علی مقصدِ دین و ایمان

سلام علی آرزوئے دل و جان

سلام علی وارت دیں پنا ہے
 ضا بخش حسن رخ مہرو مانے
 سلام علی جان و جانان بیدم
 سلام علی دین و ایمان بیدم

.....☆.....

سلام مقبول

السلام اے گھر قلزم شان شہدا
 جان جان شہدا روح روان شہدا
 السلام اے گل نورستہ باغ حیدر
 جانشین نبی چشم و چراغ حیدر
 احمد و فاطمہ زہرا کی نشانی تسلیم
 اے مرے پختن پاک کے جانی تسلیم
 شاہ تسلیم و رضا آپ کو لاکھوں مجرے
 مظہر شان خدا آپ کو لاکھوں مجرے

وارث و والی بیدم تجھے بیدم کا سلام

ایک بیدم ہی کیا ہے تجھے سارے عالم کا سلام



سلام نیاز

سلام اے ساقی متاں سلام اے پیر میخانہ

سلام اے مرشد پاکاں امامِ بزمِ رندانہ

سلام اے جلوہ جاناں سلام اے حسن جاناں

تجھی حرم اے زینتِ ایوان بخانہ

سلام اے شیخ لاثانی سلام اے مرشدِ دراں

سلام اے کنزِ عرفانی سلام اے مصدرِ عرفان

سلام اے خسرو خوبیاں سلام اے مجھعِ خوبی

سلام اے تاجِ محبوباں سلام اے جانِ محبوبی

سلام اے پیشووا وارث سلام اے رہنماء وارث

امیر المؤمنین وارث امام الائیاء وارث

سلام اے مرغی صورت سلام اے مصطفیٰ سیرت
 سلام اے ہدیٰ اسلام اے مہدیٰ ملت
 سلام اے سرو بستائے بہار ہر گستائے
 سلام اے نور پردازے سلام اے چین شانے
 دین شوق ہو میری تمہارا آستانہ ہو
 ادا شام و آخر یونہی صلوٰۃ پنجگانہ ہو
 سلام اے چارہ بیدم علان سوز پہانی
 سلام اے موسیٰ بیدم طبیب درد روحانی

سلام میجور

سلام اے ساقی میخانہ عشق

سلام اے صاحب پیمانہ عشق

سلام اے نیر برج ولایت

سلام اے گوہر ثانی ہدایت

سلام اے خضر و ہادی طریقت

سلام اے رہبر راہِ حقیقت

سلام اے یوسف کنعانِ خوبی

سلام اے روحِ حسن و جانِ خوبی

سلام اے شمعِ بزمِ مصطفائی

سلام اے نورِ پشمِ مرتضائی

سلام اے روحِ زہرا جانِ حسینیں

سلام اے زینتِ گزارِ کونین

سلام اے کشتیِ دل کے نگہبائیں

سلام اے بے سرو سامان کے سامان

سلام اے ببلیں گزارِ وحدت

سلام اے قمری سروِ حقیقت

سلام اے ساقی کوثر کے پیارے

سلام اے عرشِ اعظم کے ستارے

سلام اے فاطمہ کے باغ کے پھول

سلام اے یادگارِ شاہ مقتول

سلام اے نجخ اسرارِ معانی

سلام اے شرحِ رمزِ من رائی

سلام اے چارہ سازِ در و پہاں

سلام اے عیسیٰ بیمارِ بجراءں

سلام اے جانِ ارمائی روحِ حضرت

سلام اے جان و جانانِ محبت

سلام اے گلبنِ باغِ تمنا

فروعِ مجلسِ داغِ تمنا

سلام اے شیخِ عالمِ غوثِ دوراں

عطای پاش و خطای پوشِ مریداں

سلام اے خرو قلیمِ عرفان

شہزادِ علی محبوبِ بزداں

سلام اے وارت دوالی ہمارے

علی کے لال زہرا کے دولاوے

شبیہ مرتضی شان پیغمبر

امیر لشکر میدان محشر

بہار گلشن کونین تسلیم

چراغ خانہ سبطین تسلیم

دل مجور کے ارمان تسلیم

حسینان جہاں کے جان تسلیم

تمہارے روضہ انور کو مجرے

در اقدس پر صح و شام سجدے

مری آنکھیں تصدق جالیوں پر

ثار گنبد اطہر مرا نسر

کلس پر روضہ کے قربان جاؤں

میں مہرو ماہ کو صدقے چڑھاؤں

میں اُس ارضِ مقدس پر ہوں قرباں

کہ آسودہ ہے جس میں تو مری جان

دلِ محور لائے تاب کب تک

یہ آخر نیند کب تک خواب کب تک

میں صدقے پیٹھی نیندیں سونے والے

ذرا رخسار سے چادر ہٹائے

اٹھ ائے جانِ جہاں ہزرو خراماں

بہارِ خلد شمعِ بزمِ خوباں

ذلِ عشق کو پامال کر دے

جو پہلے تھا وہی پھر حال کر دے

وہی پہلی سی بزم آرائیاں ہوں

وہی اگلی سرورِ افزاییاں ہوں

مے عرفان کا پھر ہو دورِ ساقی

کہیں میخوار ہاں کچھ اور ساقی

بنے پھر ذرہ ذرہ مشعل نور
کہے دیوہ آنا طور آنا الطور

دعائیں سب مری مقبول ہو جائیں
تمناوں کی کلیاں پھول ہو جائیں

یہ حسرت ہے یہی ارمان بیدم
انہیں قدموں پہ نکلے جان بیدم

.....☆.....

رباعی

نام کو کامیاب کرنے والے
قطرے کو ذری خوشاب کرنے والے
بیدم کی بھی قسمت کا ستارہ چپکا
اے ذرے کو آفتاب کرنے والے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آئی نسیم کوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 کھنخے لگا دل سوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 کعبہ ہمارا کوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 مصحف ایماں روئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 لے کے مرادول آئیں گے مر جائیں گے
 پہنچیں تو ہنم تا کوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 طوبی کی جانب تکنے والوں نکھیں کھلوہوش سنجاو
 دیکھو قدِ دل جوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 نام اسی کا بابِ کرم ہے دیکھو یہی محرابِ حرم ہے
 دیکھو خم ابروئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ
 کعبہ کا کعبہ کوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم
 بھینی بھینی خوشبو لہکی بیدم دل کی دنیا مہکی
 کھل گئے جب گیسوئے محمد صل اللہ علیہ وسلم



یہ اونٹی ہے وصفِ کمالِ محمدؐ
 کہ ہے عرشِ زیرِ تعالیٰ محمدؐ
 جدا ہونہ دل سے خیالِ محمدؐ
 زبان پر رہے قیل و قالِ محمدؐ
 ہیں حسینؑ نورِ جمالِ محمدؐ
 علیؑ زورِ دستِ کمالِ محمدؐ
 گلستانِ زہرا کا ہر پتا پتا
 ہے آئینہ دارِ خصالِ محمدؐ
 سلام اور تری رحمتیں روز افزون
 الہی بر اصحاب و آلِ محمدؐ
 حسین و جمیل و ملیحان عالم
 نمکِ خوارِ خوانِ جمالِ محمدؐ
 یہ ہے مختصر شرحِ شرع و طریقت
 کہ اک قال ہے ایک حالِ محمدؐ
 مریٰ جان پُر غم مرا قلبِ محزون
 اویسؓ ایک ہے اک بلالِ محمدؐ

مرے دل کا دل جان کی جان بیدم

ملا مُحَمَّد خیالِ مُحَمَّد

.....☆.....

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول

کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جنتجوئے رسول

خوشادہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسول

خوشادہ آنکھ جو ہو محسن روئے رسول

تلاشِ نقشِ کفرِ پائے مصطفیٰ کی قسم

چنے ہیں آنکھوں سے ذراتِ خاکِ کوئے رسول

پھر ان کے نشہ عرقاں کا پوچھنا کیا ہے

جو پیچکے ہیں ازل میں مے سبوئے رسول

بلائیں لوں تری اے جذب شوق صل علی

کہ آج دامنِ دل کھج رہا ہے سبوئے رسول

شگفتہ گلشن زہرا کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگِ علی اور کسی میں بوئے رسول

عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں رو بروئے رسول



محشر میں محمدؐ کا عنوان نرالا ہے
امت کی شفاعت کا سامان نرالا ہے

خوبی و شہادت میں ہر آن نرالا ہے
انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے

ترینین شبِ اسری دیکھی تو ملک بولے
کیا آج خدا کے گھرِ مہمان نرالا ہے

اقلیمِ محبت کی دنیا ہی نرالی ہے
دربارِ انوکھا ہے سلطان نرالا ہے

مستوں کے سوا تجوہ کو سمجھانہ کوئی سمجھجے
 اے پیرِ مغاں تیرا عرفان نرالا ہے
 وہ مصحفِ رُخ دل میں آنکھوں میں تصور ہے
 الیلی تلاوت ہے قرآن نرالا ہے
 پھولوں میں مہکتا ہے بلبل میں چہکتا ہے
 جلوہِ تری صورت کا ہر آن نرالا ہے
 اُس مصحفِ عارض کو قرآن سمجھتے ہیں
 ان اہلِ محبت کا ایمان نرالا ہے
 کعبہ ہو کہ بتخانہ مکتب ہو کہ میخانہ
 ہر جا پہ ترا جلوہ اے جان نرالا ہے
 مضمون اچھوتے ہیں مفہوم انوکھے ہیں
 دیوانوں میں بیدم کا دیوان نرالا ہے



قبلہ و کعبہ ایمان رسول عربی
 دو جہاں آپ پہ قربان رسول عربی
 چاند ہو تم جو رسولان سلف تارے ہیں
 سب نبی دل ہیں تو تم جان رسول عربی
 صدقہ حسین کا روضہ پہ بلا لو مجھ کو
 ہند میں ہوں میں پریشان رسول عربی
 کس کی مشکل میں تری ذات نہ آڑے آئی
 تیرا کس پر نہیں احسان رسول عربی
 کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر تو ہے
 سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسول عربی
 تیرا دیدار ہے دیدارِ الہی مجھ کو
 تیری الفت مرا ایمان رسول عربی
 مجمع حشر میں اس شان سے آئے بیدم
 ہاتھ میں ہو ترا دامان رسول عربی



میرا دل اور مری جان مدینے والے
 تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے
 باعثِ ارض و سما نصاحب لولاک لما
 عینِ حق صورتِ انسان مدینے والے
 بھر دے بھر دے مرے داتا مری جھولی بھر دے
 اب نہ رکھ بے سرو سامان مدینے والے
 کل کے مظلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو
 اللہ اللہ رکھے تری شان مدینے والے
 آڑے آٹی ہے تری ذات ہر اک دکھیا کے
 میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے
 پھر تمہانے زیارت نے کیا دل بے چین
 پھر مدینے کا ہے ارحان مدینے والے
 ان بھی مشتاقِ شہادت ہے کماں دارِ عرب
 اس طرف بھی کوئی پیکان مدینے والے

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں
میرے آقا مرے سلطان مدینے والے

سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے



ادا کی تے رہی ہے عرش کی پہلو نشیں ہو کر
ز میں روضہ کی تیرے تیرے روضہ کی ز میں ہو کر
رہا جو مدتؤں تاج سر عرش بریں ہو کر
وہی چپکا عرب میں نور رب العالمین ہو کر
محمد سر سے پا تک مظہر حسن الہی ہیں
کہ آئے دہر میں تصویر صورت آفریں ہو کر
کریں تزکین مہرویان عالم کو ضرورت ہے
تمہیں کیا چاہیے محبوب رب العالمین ہو کر
محمر سب سے پہلے ہم گنہگاروں کو پوچھیں گے
ہمیں وہ بھول سکتے ہیں شفیع المذہبین ہو کر

ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے
 چلے دنیا بے ہم شیدائے ختم المرسلین ہو کر
 ہمارے سر پہ بیدم ظلِ دامنِ محمد ہے
 تو لیا اکرنے کا پھر خورشید نشر نشانلین ہو کر

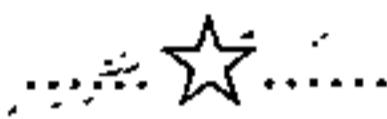
ماہ درخشاں نیر اعظم صل اللہ علیک وسلم
 از سرتا پا نورِ مجسم صل اللہ علیک وسلم
 میرے ہی کیا کل کے سرور ہر برتر سے بھی تم برتر
 رحمتِ عالم خیر مجسم صل اللہ علیک وسلم
 ڈوبے ہوؤں کو تم نے ابھارا بگڑے ہوؤں کو تم نے سنوارا
 حامی و محسن نوح و آدم صل اللہ علیک وسلم
 سب سے بڑھ کر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بالا
 سرورِ دین سردارِ عالم صل اللہ علیک وسلم

حرزیمانی اسم اعظم دافع رنج و مصیبت بیدم
نام مبارک قلعہ محکم صلی اللہ علیک وسلم

.....☆.....

براجا منیرا نگارِ مدینہ
تجلی مکہ بہارِ مدینہ
گھرا ہوں اکیلا میں انبوہ غم میں
دوہائی ہے اے تاجدارِ مدینہ
مبارک تجھے خداۓ روحِ محنوں
میں سو جان سے ہوں شارِ مدینہ
اللہی دم واپسیں سامنے ہو
وہ محبوب عالم نگارِ مدینہ
مجھے گردش چرخ گوپیں ڈالے
بنوں پر میں یارب غبارِ مدینہ
دل بتلا کے ٹھکانے نہ پوچھو
جو ار رحمٰتِ دیارِ مدینہ

کہاں باغِ عالم کی بیدم ہوا میں
کہاں وہ نیم بہارِ مدینہ



شوقِ دیدار میں اب جی پہ مرے آن بنی
ارنی انت جیسی شہر کی مدینی
خاتم جملہ رسول شمعِ سبل مصدرِ کل
خانلِ بستان عرب سر و ریاضِ مدینی
کششِ عشقِ نبی صلی علی صلی علی
مرحباً جذبه بے تاب و غریب الوطنی
کیوں نہ رو خے کوتے نور علی نور کہوں
قبہ نور پہ ہے چادرِ مہتابِ تنی
موتی دندانِ مبارک کی چمک پر صدقے
لب درنگیں پہ ہے قربانِ عقیقِ یمنی
ہندی محتاجِ کو محروم نہ رکھیے سرکار
اے شہنشاہ عرب پیرب و بظا کے دھنی

سب کی سنتے ہیں تو تیری بھی سنیں گے بیدم
رایگاں جا نہیں سکتی یہ کبھی نعرہ زنی



کیا پوچھتے ہو گرمی بازارِ مصطفیٰ
خود پک رہے ہیں آکے خریدارِ مصطفیٰ
دل ہے مرا خزینہ اسرارِ مصطفیٰ
آنکھیں ہیں دونوں روزنِ دیوارِ مصطفیٰ
پھیلا ہوا ہے چاروں طرف دامنِ نگاہ
اور لٹ رہی ہے دولتِ دیدارِ مصطفیٰ
تفیرِ مصحفِ رخ پر نورِ واضحی
واللیل شرحِ گیسوئے خدارِ مصطفیٰ
تعلیمِ پاسے عرشِ معلیٰ کو ہے شرف
روحِ الامیں ہیں غاشیہ بردارِ مصطفیٰ
کیونکر نہ سجدہ پیشِ رخِ مصطفیٰ کروں
طاقِ حرم ہے ابروئے خدارِ مصطفیٰ

بیدم نہ آؤں جا کے دیارِ رسول سے
تربت ہو زیرِ سایہ دیوارِ مصطفیٰ

.....☆.....

مناقب امام الطائفہ

حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجھہ

روحِ روانِ مصطفوی جانِ اولیا
مولانا علی بہادر گلستانِ اولیا

مشکل کشا و قوت بازوئے مصطفیٰ
خبر کشا و شیرنیستانِ اولیا

باب علوم حیدر و صدر امامِ دیں
شاه و امیر و قیصر و خاقانِ اولیا

داتا سخنی کریم یہ اللہ یہ بو الحسن
پڑھے کرم سے آپ کے دامانِ اولیا

کھل الہصر ہے خاکِ قدم بوتراب کی
 نقشِ قدم ہے قبلہ ایمانِ اولیاء
 دیباچہ کتابِ ولایت ہیں مرضی
 اور غوث پاکِ مطلعِ دیوانِ اولیاء

بیدم سنائے جا یونہی نفعے پہار کے
 خاموش ہونہ بلبلِ بستانِ اولیاء

.....☆.....

کعبہ دل قبلہ جان طاقِ ابروئے علیؒ
 ہو بھو قرآنِ ناطقِ مصحفِ روئے علیؒ
 خاک کے ذروں میں عطر بوترابی کی مہک
 باغ کے ہر پھول سے آتی ہے خوشبوئے علیؒ
 اے صبا کیا یاد فرمایا ہے مولا نے مجھے
 آج میرا دل کھنچا جاتا ہے کیوں سوئے علیؒ
 دامنِ فردوس ہے ہر گوشہ شہرِ نجف
 ہے مقیمِ خلد گویا ساکنِ کوئے علیؒ

کیوں نہ ہوں کوئین کی آزادیاں اُس پر شار
ہے دل بیدم اسیرِ دام گیسوئے علیٰ

.....☆.....

مدح حضرت غوث الاعظم محبی الدین
شیخ عبدال قادر جیلانی قدس اللہ سره

ستاج پیراں قطب جہانی
میراں محبی الدین شیخ زمانی
حضر طریقت شمع ہدایت
بح ر حقیقت بخ معانی
جان پیغمبر جان شہر
حیدر کے دلبڑ زہرا کے جانی
ہاتھوں کے قرباں عقدہ کشائی
صدقة لبوں پر مجذب بیانی

جود و سخا میں لطف و عطا میں
 ہمسر تمہارا کوئی نہ ثانی
 اے کاش سنتے سرکارِ جیلاب
 میری کہانی میری زبانی
 اے رشکِ عیسیٰ بیدم ہے بیدم
 کچھ علاج درد نہانی

.....☆.....

پھر دل میں مرے آئی یادِ شہرِ جیلابی
 پھرنے لگی آنکھوں میں وہ صورتِ نورانی
 مقصودِ مریداں ہو اے مرشدِ لاٹانی
 تم قبلہِ دینی ہو تم کعبہِ ایمانی
 حسین کے صدقے میں اب میری خبر نجیب
 مدت سے ہوں اے مولا میں وقفِ پریشانی
 اب دستِ کرم ہی کچھ کھولے تو گرہ کھولے
 آسانی میں مشکل ہے مشکل میں ہے آسانی

شاہوں سے بھی اچھا ہوں کیا جانے کیا کیا ہوں
 ہاتھ آئی ہے قسمت سے در کی ترے در بانی
 سوتے ہیں پڑے سکھنے سے آزاد ہیں ہر دکھے
 بندوں کو ترے مولا غم ہے نہ پریشانی
 بیدم ہی نہیں اے جاں تھنا ترا سودائی
 عالم ہے ترا شیدا دنیا تری دیوانی

.....☆.....

جان پر بن گئی اب آئیے شہیاً لله
 مشکل آسائ مری فرمائیے شہیاً لله
 کشتیاں ڈوبی ہوئی آپ نے تیرائی ہیں
 میری امداد بھی فرمائیے شہیاً لله
 آپ کا طالب دیدار ہوں غوث الشفیعین
 روئے زینا مجھے دکھلائیے شہیاً لله

اپنے دادا اسد اللہ کے قدموں کا طفیل
دشکیری مری فرمائیے شنیا اللہ
ہند میں بے سرو سماں رہے کب تک بیدم
اس کو بغداد میں بلوایئے شنیا اللہ



مدح حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ

خواجہ تری خاک آستانہ
ہے طرہ تاج خروانہ

ان کی ہی نظر کا ہوں نشانہ
دل لے کے جو ہو گئے روانہ

اے خواجہ معین الدین چشتی
اے ہادی و مرشد یگانہ

سن لو مری دکھ بھری کہانی

سن لو غم بھر کا فسانہ

مجھ پر بھی کرم کہ آپ کا ہوں

مجھ پر بھی نگاہ خروانہ

جن پر ہوئے مہربان خواجہ

بخشش اُنہیں چشت کا خزانہ

سرکار کے ناوک ادا کا

ہے طائر سدرہ بھی نشانہ

پروانہ و عنديب سے سن

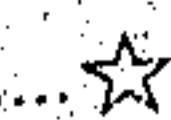
اے دل گل و شمع کا فسانہ

قام رہے تا قیام عالم

یہ قصر یہ بزم صوفیانہ

ہنگام سجود پائے خواجہ

بیدم ہو نماز پنجگانہ



پیکانہ پہ دے بھر کر پیکانہ معین الدین

آباد رہے تیرا میخانہ معین الدین

تو گل ہے تو میں بلبل تو سرو تو میں قمری

تو شمع ہے میں تیرا پروانہ معین الدین

تم ہی نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری

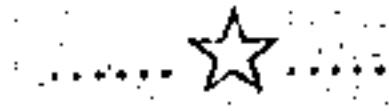
کس سے کہوں میں اپنا افسانہ معین الدین

جو آتا ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا

ہے خلد بڑیں تیرا کاشانہ معین الدین

پھر ہوش میں آنے کا میں نام نہ لوں بیدم

کہہ دیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدین



مدح حضرت شیخ المشائخ

سلطان الدارین خواجہ نظام الدین محبوب الہی قدس اللہ سرہ

میں آپ کا دیوانہ ہوں محبوب الہی

اپنے سے بھی بیگانہ ہوں محبوب الہی

میخانے سے تیربے کہیں جا ہی نہیں سکتا

دردی کش میخانہ ہوں محبوب الہی

قربان مراول ہے مری جان تصدق

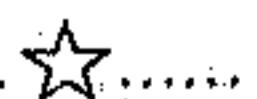
تو شمع میں پروانہ ہوں محبوب الہی

محمور نگاہوں کا تری اگوڑ ازل سے

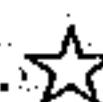
مستانہ ہوں مستانہ ہوں محبوب الہی

مجھے بیدم دل خستہ کے ارہان شہ پوچھو

ارمانوں کا کاشانہ ہوں محبوب الہی



وہی دیتے ہیں مجھ کو اور انہیں سے مانگتا ہوں میں
 نظام الدین سلطان المشائخ کا گدا ہوں میں
 مرے خواجہ جہاں میں آپ ہی کو لاج ہے میری
 برا ہوں یا بھلا جیسا ہوں لیکن آپ کا ہوں میں
 مجھے بھی اپنی محبوی کا صدقہ کچھ عنایت ہو
 نکہ محبوب الہی تیرے در پر آ پڑا ہوں میں
 مری فریاد بھی گنج شکر کا واسطہ سنئے
 کہ شاہا تلخی ایام سے گھبرا گیا ہوں میں
 ہزاروں حسرتیں لے کر تمہارے در پر آیا ہوں
 زباں خاموش ہے لیکن سراپا مدعا ہوں میں
 مری عرض تمنا بھی عجب عرض تمنا ہے
 کہ تم کو مانگتا ہوں اور تمہیں سے مانگتا ہوں میں
 مرے وارث مرے والی نظام الدین ہیں بیدم
 انہیں کا بتلا ہوں میں انہیں پر مر مٹا ہوں میں



مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیاں
خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ

بہارِ باغِ جنت ہے بہارِ روضہ صابر

جوارِ عرشِ اعلیٰ ہے جوارِ روضہ صابر

یہاں بے پرده اللہ و نبی کی دید ہوتی ہے
ہمیں لکھ مدینہ ہے دیارِ روضہ صابر

ز میں کلیر کی روضہ کی فضا پر نازکرتی ہے
فلک ہوتا ہے پھر پھر کر شارِ روضہ صابر

یہاں ہر مردہ دل آکر حیات تازہ پاتا ہے
بہارِ جاوداں ہے ہمکنارِ روضہ صابر

رہے رنگیں چمن خونِ شہیداںِ محبت سے
سدا پھولے پھلے یہ لالہ زارِ روضہ صابر

بناؤں غازہ رخسارِ ایمان خاک کلیر کی
مری آنکھوں کا سرمہ ہو غبارِ روضہ صابر

تصور سے نظر میں کوئندتی ہیں۔ جلیاں بیدم
عجب پُر نور ہیں نقش و نگارِ روضہ صابرؒ

.....☆.....

دلبر خواجہ فرید الدین گنج شکریؒ
یا علی احمد علاء الدین صابر کلیریؒ
شع بزم فاطمه گلدستہ باغ رسولؒ
گوہر درج حسن مہر پھر حیدری
شہریار کلیری شاہنشہ اقليم فقر
صاحب صبر و رضا مند نشین برتری
بہر خواجہ قطب دین و حضرت بابا فریدؒ
از پئے خواجہ معین الدین چشتی سخنیؒ
دے کے صدقہ خواجہ شمس الدین جلال الدین کا
اپنے بیدم کو دکھا دو شان بندہ پروری

.....☆.....

حقیقت میں ہو سجدہ جبہ سائی کا بہانہ ہو
اللہی میرا سر ہو اور ان کا آستانہ ہو

تمنا ہے کہ میری روح جب تن سے روانہ ہو
دم آنکھوں میں ہو اور پیش نظر وہ آستانہ ہو

زبان جب تک ہے اور جب تک زبان میں تاب گویا ہے
تری باتیں ہوں تیرا ذکر ہو تیرا فسانہ ہو

مری آنکھیں بنیں آئینہ حسن روئے صابر کا
دل صد چاک ان کی عنبریں زلفوں کا شانہ ہو

بلاءس کی ڈڑے پھر گرمی خورشید محشر سے
ترے لطف و کرم کا جس کے سر پر شامیانہ ہو

انہیں تو مشق تیر ناز کی دھن ہے وہ کیا جائیں
کسی کی جان جائے یا کسی دل کا شانہ ہو

نہ پوچھ اس عندلیب سونتہ سامان کی حالت کو
قفس کے سامنے برپا در جس کا آشیانہ ہو

سربیدم ازل کے دن سے ہے وقفِ جبیں سائی
کسی کا نقش پا ہو اور کوئی آستانہ ہو



چادر شریف

غريب پور و بندہ نواز کی چادر
امیر یثرب و شاہ حجاز کی چادر
سرود پر رکھے ہوئے آرہے ہے ہیں قدوسی
حضور صابر بندہ نواز کی چادر
ہٹا دے پردا صورت کو شامدِ معنی
اٹھا دے نورِ حقیقت حجاز کی چادر
بہار آتے ہی ساغر بکف ہیں متانے
ہے سر پہ ساقی میکشن نواز کی چادر
دوائے در دلِ ناصبور ہے بیدم
مرے مجھ مرے چارہ ساز کی چادر



مدح حضرت شیخ الشیوخ مخدوم شیخ احمد عبدالحق رد ولوی صاحب توشہ قدس سرہ

اے میرے دریا دل ساقی میر میخانہ عبدالحق

اپنے میخواروں کا صدقہ بھر دے پیمانہ عبدالحق

میر ذرہ پور تم ہو ہر دل میں ضیا گسترش تم ہو

تم شمعِ بزمِ پیغمبر ہو عالم پروانہ عبدالحق

اے مرشدِ کامل ہادی دیں اے محی الدین و معین الدین

اے قطبِ جہاں شیخ عالم مخدوم زمانہ عبدالحق

پھرتا ہوں مصیبت کا مارا صدموں سے ہے دل پارہ پارہ

تم ہی نہ سنو تو کون سے میرا افسانہ عبدالحق

جو در پہ تمہارے آتا ہے منہ مانگی مرادیں پاتا ہے

بیدم کے بھی حالِ زار پہ ہو لطفِ شاہانہ عبدالحق



مدح محبوب جل واعلیٰ حضرت
سیدنا امیر ابوالعلاء احراری اکبر آبادی قدس سرہ

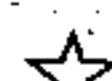
خدیو کشور دیں خرو ملک خدا دانی
امیر ابوالعلاء شاہنشہ اقلیم عرفانی

علی کے لال ہو خاتونِ جنت کی نشانی ہو
معین الدین کے پیارے خواجہ احرار کے جانی

مجھے آسان سے آسان بھی ہر کام مشکل ہے
تمہیں مشکل نہیں سرکار میری مشکل آسانی

کرم مجھے کہ محتاج کرم سرکار آیا ہوں
رہا مجھے کہ آیا ہوں گرفتار پریشانی

ادھر بھی اک نظر بیدم در دلت اپے حاضر ہے
معین الدین کا بردہ سگ درگاہ جیلائی



مدح حضرت شاہ عبدالمنعم کنز المعرفت قادری شاہ

ولایت دیوہ شریف

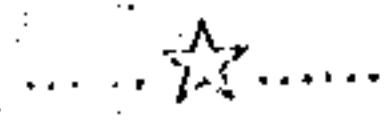
ہو مبارک تمہیں اے بادہ کشانِ منعم
 مے پیو کھل گئی لو آج دُکانِ منعم
 تو بھی کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعم
 لامکاں سے بھی کچھ آگے ہے مکانِ منعم
 بے نشان ہو تو ملے تجھ کو نشانِ منعم
 کہ جدا سارے جہاں سے ہے جہاںِ منعم
 ہستی ہے نیستی اور نیسی ہستی ان کی
 بے نشانی ہی تو ہے نام و نشانِ منعم
 حق سے جو چاہتے ہیں جس کو دلا دیتے ہیں
 کبھی خالی نہیں جاتی ہے زبانِ منعم
 دولتِ قرب الہی سے ہے ہے سپنہ معمور
 یہی سرمایہ یہی گنج نہاںِ منعم

الفتِ صاحبِ لولاک ولائے حسنیں
 دلِ منعمٰ ہے اگر وہ تو یہ جانِ منعمٰ
 یاں کا ہر ذرہ ہے گنجینہ انوارِ خدا
 بقعہ نور ہے واللہ مکانِ منعمٰ
 ساری دنیا سے نرالی ہیں ادائیں ان کی
 سارے عالم سے جدا شوکت و شانِ منعمٰ
 اے خوشا بخت ترے خاکِ دیارِ دیوہ
 تیرے آغوش میں پاتا ہوں مکانِ منعمٰ
 آپ کا ڈھونڈھنا مشکل بھی ہے آسان بھی ہے
 آپ کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعمٰ
 باغِ منعم کا ہر اک خارگھوں سے بہتر
 رشکِ صدرِ روضہ رضوان ہے مکانِ منعمٰ
 بیدم ان آنکھوں کے قربان جو دیکھیں ان کو
 صدقے اس دل کے جو ہو مرتبہ دانِ منعمٰ



چادر شریف

قادر یہ چادر منعم کی جیلانی چادر منعم کی
 محبوبی چادر منعم کی سجائی چادر منعم کی
 نورِ نظر و ہاپ یہ ہے یا جلوہ حسنِ محی الدین
 ہمنگردائے مرتضوی روحانی چادر منعم کی
 ہے تربتِ شاہ ولایت یہ یا بقعہ نورِ الہی ہے
 ہے گوشہ دامنِ رحمت یا نورانی چادر منعم کی
 عطرِ الفقر و فخری میں آئی ہو مدینہ سے بس کر
 شاہانی چادر منعم کی سلطانی چادر منعم کی
 گر شوقِ زیارت ہے بیدم تو دیکھوں کی آنکھوں سے
 از فرشِ زمیں تا عرشِ بریں طولانی چادر منعم کی



مدح حضرت امام الاولیاء سیدنا وارث پاک

طاب اللہ ثراثۃ نور اللہ ضریحہ

حضرت وارث چراغ خاندان پنجم

یادگار پنجم نام و نشان پنجم

شاہ تسلیم و رضا ابن شہید کربلا

خواجہ گلگوں قبا روح روان پنجم

سینز گنبد کے مکیں اے وارث دنیا و دیں

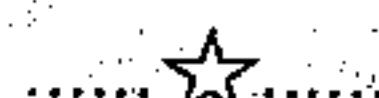
راحت قلب حزیں اے جانِ جان پنجم

پیر برج سیادت گوہر تاج شرف

اے گل زہرا بہار بوستان پنجم

قبلۃ ایمان و دین نقش قدومِ اہل بیت

کعبہ مقصود بیدم آستان پنجم



ہے روزِ است سے اپنی صد او ارث مجھ میں میں وارث میں

وہ رازِ مرا میں بھید اس کا وارث مجھ میں میں وارث میں

دریا سے وجودِ قطرہ ہے قطرے ہے نمود دریا ہے

دریا قطرہ قطرہ دریا وارث مجھ میں میں وارث میں

وہ نقطہ خطِ تقدیر ہوں میں وہ خامہ ہے اور تحریر ہوں میں

میں صورت ہوں اور وہ معنی وارث مجھ میں میں وارث میں

وہ راز ہے پرداز راز ہوں میں وہ زمزمه ہے اور ساز ہوں میں

ہے میری حقیقت آئینہ وارث مجھ میں میں وارث میں

وہ نیڑ برجِ احادیث میں پرتو شانِ احادیث

مجھے کہتے ہیں ذرہ مہر نما وارث مجھ میں میں وارث میں

وہ چمن ہے چمن کی بہار ہوں میں وہ بہار ہے رنگ بہار ہوں میں

وہ شمع ہے اور میں اس کی ضیا وارث مجھ میں میں وارث میں

ویدار کی دھن میں صبح و مسا بیدم مجھے خون روئے اگر را

حیرت چھائی جب یہ دیکھا وارث مجھ میں میں وارث میں

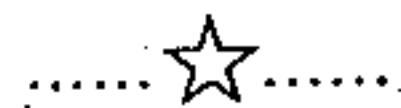
..... جملہ

بلائے جا ہے حسن رُوئے وارث
 قیامت قامتِ دلجوئے وارث
 قیودِ کیش و ملت سے ہیں آزاد
 اسپرِ حلقة گیسوئے وارث
 ہے روزِ دید وارث عید کا دن
 ہلالِ عید ہے ابروئے وارث
 انہیں کوتک رہی ہیں سب کی آنکھیں
 کھنچا جاتا ہے ہر دل سوئے وارث
 مرا ایمان حُتّ وارثی ہے
 مرا کعبہ ہے بیدم کوئے وارث



مرے دل کا دل جان کی جان وارث
 مری زندگانی کا سامان وارث
 بنائی ہے بگڑی ہوئی تم نے سب کی
 مری مشکلیں بھی ہوں آسان وارث

انہیں روزِ محشر کا کھلا نہیں ہے
 کہ جن کا بنا ہے نگہبانِ وارت
 کوئی ایک دو ملک کا حکمران ہے
 تو دونوں جہاں کا ہے سلطانِ وارت
 دمِ نزع تو آ کے صورت دکھا دے
 کوئی دم کا بیدم ہے مہمانِ وارت



ہے آئینہ پنجتن شانِ وارت
 میں قربانِ وارت میں قربانِ وارت
 ز میں تابع حکم سرکارِ دیوہ
 ہیں ساتوں فلکِ زیرِ فرمانِ وارت
 مرا کیا بگاڑبے گا خورشیدِ محشر
 مرے سرپہ ہے ظلِ دامانِ وارت
 کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے
 ہے ہر شکل میں جلوہ گرشانِ وارت

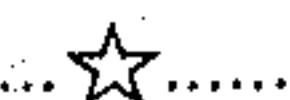
نہ شاہی نہ شاہنشہ کی تمنا
ہے بیدم غلامِ غلامانِ وارث



ابنِ حسین و آلِ نبی وارثِ علیٰ
چشم و چراغِ مرتضوی وارثِ علیٰ
اے ہاشمی و مطہبی وارثِ علیٰ
اے جانشینِ مصطفوی وارثِ علیٰ
جانِ بتوئی و روحِ نبی دلبرِ حسین
سر و ریاضِ پنجتینی وارثِ علیٰ
حل کردے مشکلیں مری حلائی مشکلات
ہمِ شکل و ہمِ شبیہِ علی وارثِ علیٰ
سو جاں سے جانِ بیدم خستہ ترے ثار
اے روح و راحستِ قلبی وارثِ علیٰ



مہمان ہے خدا کا ہر میہمان وارث
 اک شانِ کبریا ہے واللہ شانِ وارث
 عشق وارثی کو دیر و حرم سے مطلب
 کوئی نہیں سے جدا ہے واعظ جہان وارث
 ہر نام نام ان کا ہر جا مقام ان کا
 کیا پوچھتے ہو مجھ سے نام و نشانِ وارث
 بلبل تری صدائے ہوتا ہے درد دل میں
 تو لے اڑی کہاں سے طرزِ بیان وارث
 خرو کا تاج و تخت کسری و گنج قاروں
 لاتا نہیں نظر میں ہر پاسبان وارث
 میدانِ حشر کی بھی رنگیں بہار ہوگی
 آئے گاپیشِ دا اور جب کاروانِ وارث
 زاہد کو ہوں مبارک بیت الحرم کے سجدے
 بیدم ہمارا سر ہو اور آستانِ وارث



فدا ہے جان تو دل بتلائے وارث ہے
 غرض کہ مجھ میں جو کچھ ہے برائے وارث ہے
 وہ دل ہے دل جو ہے آئینہ دار حسن و جمال
 وہی ہے آنکھ جو محوِ لقاء وارث ہے
 زمینِ دیوہ کے آنکھوں سے ذرے چھتا ہوں
 کہ در دل کی دوا خاک پائے وارث ہے
 اسی لیے ہے سر شوق اپنا وقفِ وجود
 کہ ذرے ذرے میں دولتِ سرائے وارث ہے
 نہ اتقان نہ ریاضت نہ زہد ہے نہ ورع
 متاع بیدم خشہ عطائے وارث ہے



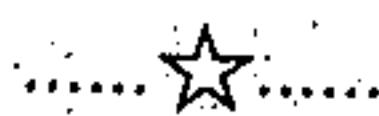
قدسیوں میں ہے شمارِ خادمانِ وارثی
 رشکِ فردوسِ بریں ہے آستانِ وارثی
 دل کے ذرتوں کو وہیں لے چل اڑا کر اے صبا
 جس جگہ ہو خاکِ پائے عاشقانِ وارثی
 عالمِ بیثاقِ میں پی تھی شرابِ معرفت
 ہوشِ میں اب تک نہیں ہیں مے کشانِ وارثی
 عرصہِ محشر میں بھی ان پر نہیں خوف و ہراس
 پھر رہے ہیں جھوٹتے دیوانگانِ وارثی
 دین و ملت سے جدا ہیں یاں کے آئین و طریق
 یعنی دنیاۓ محبت ہے جہاںِ وارثی
 پنجتن کے نام کا طغرا ہے خطِ نور میں
 دور سے پچکے گا محشر میں نشانِ وارثی
 پھر تو بیدم منزلِ مقصود تک پہنچیں گے ہم
 بن گئے جب مٹ کے گرو کاروانِ وارثی

.....☆.....

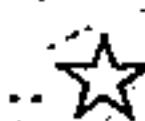
تری سرکار ہے عالی مرے وارث مرے والی
 نہ رکھ دامن مرا خالی مرے وارث مرے والی
 بلا سے مرنے والوں کے نشان قبر مٹ جائیں
 کئے جا مشق پامالی مرے وارث مرے والی
 مری تسلیں خاطر کو تصور ہی میں آ جاؤ
 میں تہارات ہے کالی مرے وارث مرے والی
 ابھی تک نشہ پاتا ہوں میں آنکھوں میں کہ دیکھی ہے
 تمہاری آنکھ متواالی مرے وارث مرے والی
 تمنا ہے یہ بیدم کی مری آنکھوں کے حلقة ہوں
 تمہارے روپ کی جالی مرے وارث مرے والی



دل اڑائے لیے جاتی ہے ہوادیوے کی
 ملتی جلتی ہے مدینہ سے فضا دیوے کی
 برہمن کاشی پہ صدقے ہیں تو کعبہ پہ شیوخ
 اور ہم خیر مناتے ہیں سدا دیوے کی
 میرے ہر ذرے کو پابوسی وارث ہونصیب
 خاک بھی مجھ کو بنائے تو خدا دیوے کی
 حشر تک ہوش میں آنا نہیں ممکن ان کا
 پیچے ہیں جو نئے ہوش رہا دیوے کی
 نگہت گیسوئے وارث میں بھی ہے بیدم
 بوئے عرفان سے معطر ہے صبا دیوے کی



فضلِ خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاء
 فرمانِ کردگار ہے فرمانِ اولیاء
 وہ جانتے ہیں کیفیتِ بادۂ الست
 جو پی چکے ہیں ساغر عرفانِ اولیاء
 ہے نخششِ خدا کا کرم اولیاء کا نام
 ظلِ خدا ہے سایۂ دامانِ اولیاء
 محبوب اور محبت میں یہاں تفرقہ نہیں
 واللہ اولیاء میں مجانِ اولیاء
 اے زاہدِ فردہ اگر شوقِ خلد ہے
 آدمیکیھ لے بہارِ گلستانِ اولیاء
 ہر دل میں اُن کے نور کی پھیلی ہے روشنی
 وارثِ علی ہیں شمعِ شبستانِ اولیاء
 شاہی کی جستجو نہ تجل کی آرزو
 بیدم ہے اک غلامِ غلامانِ اولیاء



تمہید تنا ہے نہ عنوانِ تنا
 ناکامی ہے اک مطلعِ دیوانِ تنا
 اک دل تھا سو ہم کر چکے قربانِ تنا
 اب بے سرو سامانی ہے سامانِ تنا
 ہاں ہاں یہی دل تھا کبھی ایوانِ تنا
 اب دیکھ رہے ہو جسے زندانِ تنا
 کیا جانے کوئی وسعتِ میدانِ تنا
 عالم بھی ہے اک گوشہ دامانِ تنا
 اللہ مرے شوق کو رکھے مرے دل میں
 لے دے کے یہی ایک تو ہے جانِ تنا
 پہاں دریکتا کی طرح تھی یہ صدف میں
 نکلی مرے دل سے تو بڑی شانِ تنا
 یا رب دلِ مشتاق کا ٹوٹئے نہ سہارا
 گل ہو نہ کبھی شمعِ شبستانِ تنا

لینا خبر اے شوق کہ یہ وقت مدد ہے

چھٹتا ہے مرے ہاتھ سے دامانِ تمنا

کب سے درِ لفقصود پہ دم توڑ رہی ہے

کیا ہے کہ نگتی ہی نہیں جانِ تمنا

سینہ جو ہوا چاک تو ارمانِ نکل آئے

آزاد ہوئے سارے اسیرانِ تمنا

دردِ دل بے تاب ذرا اور ترقی

ہاںِ المدد اے خاصہ خاصانِ تمنا

مہندی نے چرايا بھی پھولوں نے اڑایا

آخر نہ چھپا خونِ شہیدانِ تمنا

ہر ذرہ مری خاک کا ہے شوق کی دنیا

ہر قطرہ مرے اشک کا طوفانِ تمنا

یہ آخری ہچکی تھی مریضِ شبِ غم کی

یا ٹوٹا ہے قفلِ درِ زندانِ تمنا

داغِ دلِ بیدم کی چمک ہی نہیں جاتی
بجھتی ہی نہیں شمعِ شبستانِ تمنا



ترے جلووں کی نیرنگی سے دل ہے منتشر اپنا
ہوا جاتا ہے دھندا مطلعِ ذوقِ نظر اپنا

تصور کی حدود سے بڑھ گیا ذوقِ نظر اپنا
کہ دھوکا ہو گیا اکثر تری تصویر پر اپنا

مقامِ عاشقی اے ابوالہوس ہے دور تر اپنا
کہاں یہ منظرِ پستی کہاں اوچِ نظر اپنا

وہ زلفیں خواب میں ہم دیکھ کر جا گے تو یہ دیکھا
کہ اک تقدیر پر ہے ہاتھ اک زنجیر پر اپنا

بحمد اللہ کہ ان کے در پر نکلی جانِ سجدے میں
جو ڈوبا بھی تو بیڑا ساحلِ مقصود پر اپنا

جلا کر خمن ہستی کو ان کی دید کی اے دل
تماشا آج تو بھی دیکھ لے گھر پھونک کر اپنا

یہ جب آتے ہیں تو پھر نام جانے کا نہیں لیتے
سمجھ رکھا ہے میرے دل کو ارمانوں نے گھرا پنا

نظر آئیں گی رنگِ حسن میں سو عشق کی شانیں
نکھر کر اور کچھ ہو جائے گا ذوقِ نظر اپنا

جگا دے گا یہی خوابِ لحد سے چٹکیاں لے کر
سلامت ہے اگر اے ہمنشیں دردِ جگر اپنا

فرازِ عشق سے کچھ دور پہنچیں و سعین دل کی
بھلا اسِ متنکنائے دہر میں کیا ہو گذر اپنا

فلک پر ڈھونڈتے ہیں ہم وہ ایکن پر چمکتی ہے
یہ معیارِ تجلی ہے وہ معیارِ نظر اپنا

نظر تک ان کی پہنچے کس طرح مکتوب ناکامی
ٹھہر جاتا ہے طوبی تک پہنچ کر نامہ بر اپنا

لبول پر آخری اک سانس ہے اور شمع بجھتی ہے

نویداے صح ناکامی ہے قصہ مختصر اپنا

ضرور اک دن وہ بیدم ہمکنار آرزو ہوں گے

ہمیں کیا لئنے جانا ہے دعا اپنی اثر اپنا



نہ محراب حرم سمجھے نہ جانے طاق بخانہ

جهاں دیکھی تجلی ہو گیا قربان پروانہ

دل آزاد کو وحشت نے بخشنا ہے وہ کاشانہ

کہ اک در جانب کعبہ ہے اک در سوئے بخانہ

بنائے میکدھ ڈالی جو تو نے پیر میخانہ

تو کعبہ ہی رہا کعبہ نہ پھر بخانہ بخانہ

کہاں کا طور مشتاق لقا وہ آنکھ پیدا کر

کہ ذرہ ذرہ ہو نظارہ گاہ حسن جانانہ

خدا پوری کرے یہ حضرت دیدار کی حضرت
کہ دیکھوں اور ترے جلووں کو دیکھوں بے حجا بانہ

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں
کبھی پیانہ شیشه سے کبھی شیشه سے پیانہ

سجا کر لختِ دل سے کشتی پشمِ جمنا کو
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لے کر یہ نذرانہ

کبھی جو پرداز بے صورتی میں جلوہ فرماتھے
انہیں کو عالمِ صورت میں دیکھا بے حجا بانہ

مری دنیا بدل دی جتبشِ ابروئے جاناں نے
کہ اپنا ہی رہا اپنا نہ اب پیگا نہ بیگا نہ

جلا کر شمع پروانے کو ساری عمر روئی ہے
اور اپنی جان دے کر چین سے سوتا ہے پروانہ

کسی کی مخللِ عشرت میں پہنچ دو رحلتے ہیں
کسی کی عمر کا لبریز ہونے کو ہے پیانہ

ہماری زندگی تو مختصر سی اک کہانی تھی
بھلا ہو موت کا جس نے بنائی رکھا ہے افسانہ

یہ لفظِ سالک و مجدوب کی ہے شرح اے بیدم
کہ اک ہشیارِ ختم المرسلینؐ اور ایک دیوانہ



مرے درد نہاں کا حال محتاجِ پیاس کیوں ہو
جو لفظوں کا ہو مجموعہ وہ میری داستان کیوں ہو

پہنچ کر خونِ دل آنکھوں تک اشکوں میں نہاں کیوں ہو
الہی حاصلِ دردِ محبت رایگاں کیوں ہو

لحد پر آ کے میری خاک سے وامن کشان کیوں ہو
نہیں معلوم تم اس درجہِ مجھ سے بدگماں کیوں ہو

تراء جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی
مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو

مٹا دو شوق سے آکر مٹا دو میری تربت کو
جو تم پر مر مٹا ہو اس کا اتنا بھی نشاں کیوں ہو

ترے قدموں پہ سر ہے سامنے تو ہے تصور میں
مرا نقشِ جبیں پھر بارِ سنگ آستاں کیوں ہو

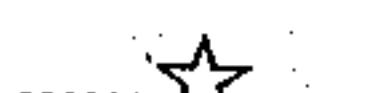
مجھے پامال بھی کرتے ہیں اندازِ تغافل سے
مجھی سے پوچھتے بھی ہیں کہ سرگرمِ فغاں کیوں ہو

بہارِ عارضِ گلگوں کا جلوہ ہے نگاہوں میں
خزانِ نآشنا ہوں میں مجھے خوفِ خزان کیوں ہو

کہاں آیمانِ کس کا کفر اور دیر و حرم کیسے
ترے ہوتے ہوئے اے جاںِ خیالِ دو جہاں کیوں ہو

نئی دنیا بنا دی لذتِ ذوقِ اسیری نے
قفس کے رہنے والوں کو خیالِ آشیاں کیوں ہو

ترے تیروں نے بیدم کو حیاتِ جاوداں بخششی
حیاتِ جاوداں کا نامِ مرگِ جاوداں کیوں ہو



مرے ہوتے ہوئے کوئی شریکِ امتحان کیوں ہو

ترا دردِ محبت بھی نصیبِ دشمناں کیوں ہو

جو منزل تک پہنچنا ہے تو گرد کارواں کیوں ہو

جو گرد کارواں بھی ہو تو گرد رایگاں کیوں ہو

وہی بزمِ تجلی ہے وہی نغموں کی بے تابی
ابھی سنتے ہیں ہم خاموش سازِ کن فکاں کیوں ہو

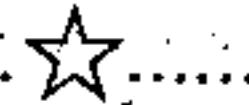
مرا ہست و عدم جب پاک ہے حدِ تعین سے
تو پھر تیرے لیے قیدِ مکان ولا مکاں کیوں ہو

خیالِ وصلِ جاناں طالعِ بیدارِ دشمن ہے
مری آنکھوں تک آتے آتے وہ خواب گراں کیوں ہو

مری آنکھوں سے پرداہ ہے جو دل میں رہنے والوں کو
تخیلِ موجز ن کیوں ہو تصورِ ضوفشاں کیوں ہو

اگر میں ہوں تو پھر تم کیا تمہاری جستجو کیسی
نہیں ہوں میں تو مجھ پر میرے ہونے کا گماں کیوں ہو

وہ شیدا حسن صورت پر فدائے حسن معنی ہم
فسانہ قیس کا بیدم ہماری داستان کیوں ہو



یہ نہیں معلوم کوئی زیست آغوش ہے
بے نیاز ہوش بتنا بے نیاز ہوش ہے
عرضِ حالِ دل کا اس کی بزم میں اک جوش ہے
وقتِ صدر آرزو گویا لب خاموش ہے
ساقی آنکھوں میں تری وہ بادہ سر جوش ہے
اک نظر میں میکدہ کا میکدہ بے ہوش ہے
روزِ وصلِ یار ہے کیسی قیامت حشر کیا
ذرہ ذرہ آج پھیلائے ہوئے آغوش ہے
ایسے کھوئے ہیں کہ اپنا ہے نہ پیگانے کا ہوش
فکرِ فردا ہے نہ مستون کو خیالِ دوش ہے
جلوہ گاہِ ناز کے پردون کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

عرصہ محشر میں اک طوفان برپا کر دیا
 قطرہ خون دل عاشق میں کتنا جوش ہے
 وہ کہیں پچھلے پھر آئیں گے بہر فاتحہ
 شام ہی سے آج تو شمعِ لحد خاموش ہے
 ان کے رُخ سے پرده اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو
 کس کو کتنی بے خودی ہے کس کو کتنا ہوش ہے
 ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے
 جو ترے کوچہ میں ہے اے جاں کفن بروش ہے

.....☆.....

کاش مری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو
 یار کی خاکِ آستانِ تاج سر نیاز ہو
 ہم کو بھی پاہماں کر عمر تری دراز ہو
 مستِ خرام نازِ ادھر مشقِ خرام ناز ہو
 پشمِ حقیقت آشنا دیکھے جو حسن کی کتاب
 دفترِ صد حدیثِ رازِ ہر ورقِ مجاز ہو

سامنے روئے یاڑ ہو سجدہ میں ہو سر نیاز
 یونہی حرم ناز میں آٹھوں پھر نماز ہو
 اس کے حرم ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
 جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہاں راز ہو
 تیری گلی میں پا کے جا، جائے کہاں ترا گدا
 کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو
 بیدم خستہ ہجر میں بن گئی جانِ زار پر
 جس نے دیا ہے درِ دل کاش وہ چارہ ساز ہو

.....☆.....

میں اور حسنِ یار کا جلوہ لیے ہوئے
 ذرہ ہے دلفرمبی دنیا لیے ہوئے
 دیرانِ دل کا آنکھوں میں نقشہ لیے ہوئے
 صحراء میں پھر رہا ہوں میں صحرائیے ہوئے
 درِ فراق، زخمِ جگر، داغ ہائے دل
 آیا ہوں ان کی بزم سے کیا کیا لیے ہوئے

کیوں کر کروں نہ سجدہ رہ کوئے یار میں
 ہر ذرہ ہے تخلیٰ کعبہ لیے ہوئے
 بخانے سے غرض ہے نہ مسجد سے واسطہ
 پھرتی ہے مجھ کو تیری تمنا لیے ہوئے
 جس شاخ پر چمن میں بنایا تھا آشیاں
 بجلی گری اُسی کا سہارا لیے ہوئے
 آنکھوں میں پھر رہا ہے جمالِ منیر ذوست
 غش ہیں کلیم برقِ تخلیٰ لیے ہوئے
 دنیا سے بے نیاز زمانہ سے بے خبر
 بیدم ہے تیرا تیری تمنا لیے ہوئے

.....☆.....

کاش سمجھے مرا سوزِ غم پنهان کوئی
 گل کرے آنکے چراغِ تیر دامان کوئی
 زلزلوں سے نہ لحد کے ہو پریشان کوئی
 ڈال دے قبر پہ خاک در جانان کوئی

اس سے ہم کہتے ہیں ملتا ہے جو انساں کوئی
 کہ تری شکل میں پنپاں ہے مری جاں کوئی
 اللہ اللہ رے مرے غم کدہ دل کی بہار
 آج اُسی اُجڑے ہوئے گھر میں ہے مہماں کوئی
 خشر کے دن کی درازی کا بھرم کھل جائے
 دیکھ لے آکے جو طول شب ہجران کوئی
 داغ ہائے غم جاناں سے ہے سینہ گلزار
 بارغ عالم میں ہے فردوس بداماں کوئی
 ناول انداز تجھے اپنی اداوں کی قسم
 ترکش ناز میں رہ جائے نہ پیکاں کوئی
 ذرہ ذرہ ہے رہ عشق کا صحرائے جنوں
 دشت مجنوں ہے بیاپاں میں بیاپاں کوئی
 لاکھوں آزادیاں اس ایک اسیری پہ ثار
 آئے پہنچانے کو جب تا در زندان کوئی
 شانِ رحمت کے لیے حیله بخشش مل جائے
 بات اتنی ہے کہ ہو جائے پشیماں کوئی

پرده ہستی موهوم اٹھا دے بیدم
دیکھے پھر تیری طرح جلوہ جاناں کوئی

.....☆.....

میری تربت پہ ہے انگشت بندناں کوئی
خاک میں مجھ کو ملا کر ہے پشمیاں کوئی

رشک عیسیٰ ہو کوئی فخر سلیمان کوئی
ہو کے دیکھے تو گذاۓ در جاناں کوئی

اب نہ وہ شور سلاسل ہے نہ آہوں کی صدا
لے گیا ساتھ ہی سب رونق زندان کوئی

مشعل راہ وفا ہے مرا فڑہ فڑہ
کیوں مری خاک پہ کرتا ہے چراغاں کوئی

اُن کے چہرے سے نقاب اٹھتے ہی دنیا بدی
کوئی دامن ہے سلامت نہ گریباں کوئی

ہے جبیں سائی سنگ درِ جاناں جو نصیب
آج کل اپنے مقدر پر ہے نازاں کوئی

پھر چلا کعبہ سے میں دیر بتاں کو بیدم
نہ ہوا ہوگا مری طرح پشیماں کوئی



ہتھیلی پر لیے سر عشق کے دربار میں آیا
میں جس سرکار کا بندہ تھا اس سرکار میں آیا

یہ کیفیت کہاں دیر و حرم کی سجدہ گا ہوں میں
جو لطف جبہ سائی آستان یار میں آیا

نشیمن ہے تدوہ گل ہیں نہ شاخ آشیان باقی
نفس سے چھوٹ کرنا حق ہی میں گلزار میں آیا

غم ناکامی قسمت کی دنیا سے شکایت کیا
وہی بہتر ہے جو بیدم مزاج یار میں آیا



قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی
 چادر پڑی ہے گوشہ دامنِ یار کی
 کیسا فشار کیسی اذیت فشار کی
 لذت ملی ہے قبر میں آغوشِ یار کی
 وحشت یہ کہہ رہی ہے دلِ بیقرار کی
 پھر خاک چھانی ہے ہمیں کوئے یار کی
 کوچے میں تیرے دوشِ صبا پر سوار ہے
 کس اونچ پر ہے خاک ترنے خاکسار کی
 دل بھی گیا جگر بھی گیا جان بھی چلی
 اچھی گھڑی ہے آرزوئے وصلِ یار کی
 در پر جگہ نہ دامنِ دلدار پر قرار
 مٹی خراب ہے مرے مشتِ غبار کی
 نیرنگی زمانہ سے دل سیر ہو گیا
 اب غم خزان کا ہے نہ خوشی ہے بہار کی

عبرت سے شب و شاب پہ میرے نظر کرو
تصویر ہوں میں گردش لیل و نہار کی

لا و میں شام ہی سے نہ پکھ کھا کے سور ہوں
دیکھی ہے صح کس نے شب انتظار کی

وہ جیتے جی تو بہر عیادت نہ آ سکے
اب آ رہے ہیں خاک اڑانے مزار کی

ناپایدار ہستی ناپایدار ہے
ہستی ہی کیا ہے ہستی ناپایدار کی

بیدم نہ اپنا نخل تمنا ہرا ہوا
آئی بھی اور گزر بھی گئی رُت بہار کی



چومی رکاب اٹھ کے کسی شہسوار کی
ہمت تو دیکھیے مرے مشت غبار کی

ہر شے میں دیکھتا ہوں جھلک حسنِ یار کی
مشتاق کو تمیز نہیں نور و نار کی

اے اضطراب پردا رازِ نہاں نہ کھول
تجھ کو قسم ہے گوشہ دامانِ یار کی

بجلی کی طرح مجھ کو ترٹپنے سے کام ہے
تصویر ہوں میں اپنے دل بے قرار کی

بادِ صبا مٹاتی ہے میرے مزار کو
مٹتی ہے یادگار تربے یادگار کی

اچھا ہوا کہ حسرت و ارمانِ مٹ گئے
اب چین سے کٹے گی دل بے قرار کی

بیدم جہاں میں صبح قیامت ہے جس کا نام
شاید وہی سحر ہے شبِ انتظار کی

.....☆.....

دلِ وحشی مرا شیدائے زلفِ عنبریں ہو کر
 چلا ہے نجد کو مجنوں کا سجادہ نشین ہو کر
 کسی کی سرکشی تیرے مقابل چل نہیں سکتی
 رہے گا آسمان بھی تیرے کوچہ کی زمیں ہو کر
 برا ہونا امیدبی کا اسے بھی لے چلی دل سے
 خیالِ وصل جو برسوں رہا تھا دل نشین ہو کر
 ترے دامن نے برسوں شرم رکھی میرے زخموں کی
 تو کیا آنسو نہ پوچھے گی یہ تیری آستین ہو کر
 کہو اب کیا علاج اس میری برگشته نصیبی کا
 کہ جب ہاں بھی کسی کے لب تک آتی ہو نہیں ہو کر
 ہماری خاک ہوتی یار کے نقشِ قدم ہوتے
 ہم اس کوچہ میں رہتے کاش پیوندِ زمیں ہو کر
 یہ محرومیٰ قسمت ہے کہ ان کے وصل کی حسرت
 رہی آنکھوں ہی آنکھوں میں نگاہ واپسیں ہو کر

کوئی روئے کسی کی بے نیازی کو غرض کیا ہے
کسی کے اشک کیوں پوچھے کسی کی آستین ہو کر

مرے ہی خرمنِ ہستی کو پھونکا اُس نے اے بیدم
بچایا غیر کا گھر میری آہ آتشیں ہو کر

.....☆.....

دل کو میرے جلوہ گاہ روئے روشن کر دیا
رشکِ جنتِ یار نے صحرائے ایمن کر دیا
تو نے کافر مجھ کو اے ایماں کے دشمن کر دیا
کعبہ دل کو مرے دیرِ برہمن کر دیا
اب با آسانی نکل جائیں گی اپنی حسرتیں
یار کے تیر نظر نے دل میں روزن کر دیا
و سعیتِ شوقِ لقا کیا پوچھتے ہوا اے کلیم
جس نے ہر فردِ مجھے وادیِ ایمن کر دیا
دشمنی سرکار کی کیا جانے کیا ڈھاتی ستم
دوستی نے آپ کی دنیا کو دشمن کر دیا

جو شِ دھشت کیا کیا یہ کیا کیا دستِ جنوں
 جامہِ ہستی کا میرے چاک دامن کر دیا
 واہری قسمتِ جودل کل تک تھا اس کی جلوہ گاہ
 آج اس کو حضرت وارماں کا مسکن کر دیا
 عشق پروانہ سے ہے ہے بیدم فروعِ شمعِ حسن
 میری بدناہی نے ان کا نام روشن کر دیا

.....☆.....

طور والے تری تنور لیے بیٹھے ہیں
 ہم تجھی کو بت بے پیر لیے بیٹھے ہیں
 جگرو دل کی نہ پوچھو جگرو دل میرے
 نگہ ناز کے دو تیر لیے بیٹھے ہیں
 ان کے گیسو دل عشاقد پھسانے کے لیے
 جا بجا حلقة زنجیر لیے بیٹھے ہیں
 ائے تری شان کہ قطروں میں ہے دریا جاری
 ذریعے خورشید کی تنور لیے بیٹھے ہیں

پھر وہ کیا چیز ہے جو دل میں اتر جاتی ہے
 تنگ پاس ان کے نہ وہ تیر لیے بیٹھے ہیں
 مئے عشرت سے بھرے جاتے ہیں ان غیار کے جام
 ہم ہمیں کاسہ تقدیر لیے بیٹھے ہیں
 کشورِ عشق میں متحاج کہاں ہیں بیدم
 قیس و فرہاد کی جا گیر لیے بیٹھے ہیں



بھر دیا دامنِ مراد رُخ سے نقابِ اٹھا دیا
 جتنی تھی آرزو مجھے اُس سے کہیں سوا دیا
 کیا کہیں اس نگاہ نے کیا لیا اور کیا دیا
 ہم نے جو کچھ لیا لیا اس نے جو کچھ دیا دیا
 اپنے مرضِ بھر کا خوب علاج کر گئے
 سینہ پر رکھ کے دستِ ناز در و جگر بڑھا دیا
 میری فغاں سے بارہا آیا زمین پر زلزلہ
 جب کبھی دیسے آہ کی عرشِ بریں ہلا دیا

مجھ کو مٹا کے یار نے قبر بھی دی مری مٹا
 نامِ وفا کے ساتھ ساتھ نقشِ وفا مٹا دیا
 صورتِ شمعِ بزم ہوں میری فنا بقا ہی کیا
 شام ہوئی جلا دیا صبح ہوئی بجھا دیا
 بیدم زار کی اگر آہ کا دان نہیں اثر
 پھر کہو خواب ناز سے کس نے انہیں جگا دیا



محمول کے قریں رہ کر مجنون تو رہے محروم
 اور دید سے لیلی کی پردوں کا کھلے مقوم
 لپٹا کے کلیجہ سے ہم رو ہی لیا کرتے
 اے کاش کہیں ملتے ارمانِ دلِ مرحوم
 دل آنا ہے دل جانا الفت نہیں آفت ہے
 ہاں تم اسے کیا سمجھو ہاں ہاں تمہیں کیا معلوم

دن آیا تو بیتا بی رات آئی تو بے خوابی

جب دل کی یہ حالت ہے خیریتِ جاں معلوم

کہنے کو تو ہم دو ہیں پر فرد ہیں عالم میں

تم سانہ کوئی ظالم ہم سانہ کوئی مظلوم

اسرارِ محبت کو سمجھے کہ نہ پچھ سمجھے

اتنا ہی ہوا معلوم پچھ بھی نہ ہوا معلوم

یہ پنجی نظر والے اک فتنہ محسوس ہیں

کہنے کو بڑے بھولے بیچارے بڑے محضوم

پُرمردہ نہ ہوں کیا ہوں، ہم مردہ نہ ہوں کیا ہوں

ہاں زندہ تھے زندہ تھا جب اپنا دلِ مرحوم

بیدم یہ محبت ہے، یا کوئی مصیبت ہے

جب دیکھیے افرادہ جب دیکھیے جب مغموم



پہلو میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے
 آئینہ ہے جہاں وہیں آئینہ دار ہے
 چکر میں ہے سوار جو اس پر سوار ہے
 کیا تیز گام ابلقِ کیل و نہار ہے
 آہٹ پہ کان در پہ نظر بار بار ہے
 کچھ خیر تو ہے کس کا تمہیں انتظار ہے
 اک میں کہ مجھ سے سارے زمانے کو اختلاف
 اک تم کہ تم پہ ساری خدائی ثناز ہے
 تم شوق سے جفا کیے جاؤ ستم کرو
 یہ کس نے کہہ دیا کہ مجھے ناگوار ہے
 یوں جا رہا ہوں داورِ محشر کے سامنے
 سینہ پہ ہاتھ ہاتھ میں تصویر یار ہے
 دامن کسی کا چھوتے ہی معراج ہو گئی
 مشتِ غبارِ دوش ہوا پر سوار ہے
 کس کو سنارہی ہے صبا مژده بہار
 ہم کیا کریں جو آمدِ فصلِ بہار ہے

نیرنگِ روزگار پہ کس کی نظر نہیں
 ہر آنکھ اک مرقع لیل و نہار ہے
 بیدم ملے جو مجمعِ احبابِ دلواز
 پھر تو خزاں بھی ہو تو ہماری بہار ہے



گھونکھٹ اُس رُخ سے گر جدا ہو جائے
 پھر خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے
 جان تم پر مری فدا ہو جائے
 دل لگانے کا حق ادا ہو جائے
 کام کر جائے ان کی پہلی نظر
 ابتدا ہی میں انتہا ہو جائے
 تم اگر زہر بھی مجھے دے دو
 دردِ دل کی مرے دوا ہو جائے
 کہئے تو کھینچیں دل سے آہ کوئی
 کہئے تو حشر ابھی پا ہو جائے

اُن کے در پر مروں میں سجدے میں
 عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے
 اک مری جان کے ہیں سو جھگڑے
 فیصلہ کر دو فیصلہ ہو جائے
 آپ اور پاس قول ناممکن
 آپ کا وعدہ اور وفا ہو جائے
 بس بھلائی اسی میں ہے بیدم
 غیر سے اُن کا دل برا ہو جائے



اس کو دنیا اور نہ عقبی چاہیے
 قیس لیلے کا ہے لیلی چاہیے
 اب جو کچھ کرنا ہے کرنا چاہیے
 آج ہی سے کار فردا چاہیے

ان بتوں سے دل لگانے کے لیے
 سچ ہے پتھر کا کیجا چاہیے
 دیکھنا ان کا تو قسمت میں نہیں
 دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے
 وہ نہیں آئے تو وعدہ پر نہ آئیں
 اے اجل تجھ کو تو آنا چاہیے
 مجھ سے نفرت ہے تو نفرت ہی سہی
 چاہیے غیروں کو اچھا چاہیے
 خلد والوں کو دکھانے کے لیے
 اک ترے کوچہ کا نقشہ چاہیے
 آکے اب جاتا کہاں ہے تیرناز
 تجھ کو میرے دل میں رہنا چاہیے
 توڑ کر بیدم بہت پندار کو
 دیر کو کعبہ بنانا چاہیے



ساتھ دے کوں ترے عشق میں وحشت کے سوا
 کوئی ٹھہرے تو کہاں نج ملامت کے سوا
 ب مجر کی راتوں کے جاگے جو لحد میں سوئے
 کوں اٹھائے گا انہیں شور قیامت کے سوا
 یہی تقویٰ ہے یہی زہد یہی حسن عمل
 کوئی سرمایہ نہیں تیری محبت کے سوا
 بے خبر بھی ہوں میں اس حسن سے خود رفتہ بھی
 اور عالم بھی ہے اک عالمِ جبرت کے سوا
 والے ناکامی قسمت کے وہ فرماتے ہیں
 اور باتیں کرو اظہارِ محبت کے سوا
 عرصہِ حشر میں ہے شور کہ وہ آتے ہیں
 یہ تو ایک اور قیامت ہے قیامت کے سوا
 اس قدر مشق تصور ہو امری آنکھوں کو
 کہ نظر آئے نہ پچھے یار کی صورت کے سوا
 ہے یہی میکدہ پیرِ مغان کی تعلیم
 شغل کوئی نہیں شغل مے الفت کے سوا

برہمن دیر کو کعبہ کو گئے حضرت شیخ
 ہم کہاں جائیں گے تیرے درِ دولت کے سوا
 رنج و غم یاس و قلق حسرت و حزان و الم
 سب گوارا ہیں مجھے اک تری فرقہ کے سوا
 شوق سے آتش فرقہ جگر و ذل کو جلا
 پھونک دے پھونک دے سب اس کی محبت کے سوا
 شیخ کی باتوں میں بیدم مرا جی کیا بہلے
 اُس کو آتا نہیں کچھ دوزخ و جنت کے سوا

.....☆.....

بیگانگی دل کے افسانے کو کیا کہیے
 اپنا نہ ہوا اپنا بیگانے کو کیا کہیے
 جب دونوں ہی روشن ہیں اک تیری تھلی سے
 پھر کعبہ تو کعبہ ہے بتخانے کو کیا کہیے
 ان مست نگاہوں کی تاثیر معاذ اللہ
 گردش میں زمانہ ہے پیمانے کو کیا کہیے

اے مشعلِ بزمِ دل، اے شمعِ حرمِ جاں
 سب تجھ پر تصدق ہیں پروانے کو کیا کہیے
 آتے ہیں ستانے کو جاتے ہیں رلانے کو
 اس آنے کو کیا کہیے اس جانے کو کیا کہیے
 فرقت میں جدھر دیکھو وحشت سی بستی ہے
 جب گھر کا یہ عالم ہے ویرانے کو کیا کہیے
 وہ روکے مرا بیدم دامن سے لپٹ جانا
 اور ان کا یہ فرمانا دیوانے کو کیا کہیے

.....☆.....

سورج کی کرن یا کا ہکشان یا عقدِ ثریا سہرا ہے
 اک نور کا پتلہ دو لہا ہے اک نور سراپا سہرا ہے
 بہتر برتر افضل اعلیٰ محبوب دل آرا سہرا ہے
 دنیا کی نگاہیں کیوں نہ پڑیں دنیا سے نزالا سہرا ہے
 سہرے کی چمک مکڑے کی دمک نزہت نگہت کے پردے میں
 سہرے میں دمکتا ہے مکھڑا مکھڑے پر چمکتا سہرا ہے

طرہ سر پیچ اور عمامہ بدھی مہدی کنگنا غازہ
دولہا ہے مرصع سرتا پا ایسا ہی اس کا سہرا ہے
بیدم اسے گوندھ کے لایا ہے گلہائے مضا میں چن چن کر
پھولوں کا نہیں موتی کا نہیں گلہائے سخن کا سہرا ہے



ان کے ناک آکے سینہ میں مرے کیا دیکھتے
دل کے ہر گوشہ میں ارمانوں کی دنیا دیکھتے
لطف تو جب تھا کہ ہم تو دیکھتے ان کا جمال
اور ہماری بے خودی کا وہ تماشا دیکھتے
باغ میں چھپ چھپ کے جانے کا نتیجہ مل گیا
کتنے شرمائے وہ جب نرگس کو دیکھا دیکھتے

طالع بیدار دکھلاتا تری صورت تو ہم
دیدہ یعقوب سے خواب زیجا دیکھتے

اشک حضرت کی فراوانی بھی اک طوفان ہے
یوں تو قطرہ ہے جو بہہ جاتا تو دریا دیکھتے

جوش وحشت میں دکھاتے ہمت دستِ جنوں
ہم اگر کچھ وسعتِ دامنِ صحراء دیکھتے

قالے پہنچے ہزاروں منزلِ مقصود تک
ہم اکیلے رہ گئے نقشِ کفِ پا دیکھتے

دیدِ گل کے واسطے بلبل کی آنکھیں چاہیے
قیس کی آنکھوں سے بیدمِ حسنِ لیل دیکھتے



غمزہ پیکان ہوا جاتا ہے
دل کا ارمان ہوا جاتا ہے
دیکھ کر ابھی ہوئی زلفِ اُن کی
دل پریشان ہوا جاتا ہے

تیری وحشت کی بدولت اے دل
 گھر بیابان ہوا جاتا ہے
 ساز و سامان کا نہ ہونا ہی مجھے
 ساز و سامان ہوا جاتا ہے
 مشکل آسان ہوئی جاتی ہے
 کیوں پریشان ہوا جاتا ہے
 دل سے جاتے ہیں مرے صبر و قرار
 گھر یہ ویران ہوا جاتا ہے
 دل کی رگ رگ میں سما کر بیدم
 درد تو جان ہوا جاتا ہے
☆.....

اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے
 آدمی کثرتِ انوار سے جیراں ہو جائے
 تم جو چاہو تو مرے درد کا درمان ہو جائے
 ورنہ مشکل ہے کہ مشکلِ مری آسان ہو جائے

او نمک پاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
 بات توجہ ہے کہ ہر زخم نمکدار ہو جائے

 دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دے دے
 کہ مجھے شکوہ کوتا ہی دامان ہو جائے

 اُس سیہ بخت کی راتیں بھی کوئی راتیں ہیں
 خوابِ راحت بھی جسے خواب پر پیش ہو جائے

 خواب میں بھی نظر آجائیں جو آثارِ بہار
 بڑھ کے دامن سے ہم آغوش گریباں ہو جائے

 سینہ شبلی و منصور تو پھونکا تو نے
 اس طرف بھی کرم اے جہشِ دامان ہو جائے

 آخری سانس بنے زمزمه ہو اپنا
 سازِ مضراب فنا تارِ رگ جاں ہو جائے

 تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کر دے
 انھی بیدم رس و دار کا ساماں ہو جائے



ذرہ ذرہ سے ترا حسن نمایاں ہو جائے
 اس کی پروا نہیں نظارہ پریشان ہو جائے
 جی بھلنے کا جنوں میں کوئی سامان ہو جائے
 گھر بیاباں ہو یا گھر میں بیاباں ہو جائے
 دل وہی دل ہے جو خاکِ رہ محبوب بنے
 جان وہ جان ہے جو یار پہ قرباں ہو جائے
 زاہد اس کو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے
 کعبہ جس کے لیے سنگِ درِ جاناں ہو جائے
 اسی امید پہ ہم خاکِ درِ یار ہوئے
 کہ رسائی کہاں تا گوشہ داماں ہو جائے
 ایک دم میں حرم و دری کے جھگڑے مت جائیں
 یار کا حسن جو بے پردہ نمایاں ہو جائے

تیرے قبضہ میں ہے جب تک ہی تری تنخ ہے تنخ
 میرے سر تک جو پہنچ جائے تو احساں ہو جائے
 یا تو پہنچا دے گلستان میں قفس کو صیاد
 یا یہی کج قفسِ صحنِ گلستان ہو جائے
 یہ بھی اک مجرہ وحشتِ دل ہے بیدم
 کہ مری خاک کا ہر ذرہ بیابان ہو جائے



جنابِ دارِ شری آلِ عبا کی چادر ہے
 حضورِ خواجہ گلگوں قبا کی چادر ہے
 امیرِ شہر ولایتِ کریم ابنِ کریم
 تمامِ خلق کے حاجتِ روا کی چادر ہے
 نبی کے لال کی مولا علی کے جانی کی
 یہ یادگارِ شہرِ کربلا کی چادر ہے

گدا نواز، سخن، دستگیر مظلومان
 غریب پرور و مشکل کشا کی چادر ہے
 ملے گا حسن کا صدقہ غریب بیدم کو
 جمیل حسن جمالِ خدا کی چادر ہے

.....☆.....

یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بنا ڈالی
 پھولوں سے جدا کلیاں، کلیوں سے جدا ڈالی
 سر رکھ کے ہتھی پر اور لخت جگر چن کر
 سرکار میں لائے ہیں ارباب وفا ڈالی
 رویا کہوں میں اس کو یا مژده بیداری
 غل ہے کہ ثقاب اس نے چہرہ سے اٹھا ڈالی
 اللہ رے تصور کی نقاشی و نیرنگی
 جب بن گئی اک صورت اک شکل مٹا ڈالی

ساقی نے ستم ڈھایا برسات میں ترسایا

جب فصلِ بہار آئی دوکان اٹھا ڈالی

خونِ دلِ عاشق کے اس قطرہ کا کیا کہنا

دنیائے وفا جس نے رنگین بنा ڈالی

بیدم ترے گریہ نے طوفانِ اٹھا ڈالے

اور نالوں نے دنیا کی بنیاد ہلا ڈالی

.....☆.....

قلبِ مضطرب سے سنی جب داستانِ آرزو

بجلیاں کرنے لگیں شرحِ بیانِ آرزو

کس قدر پُرورد ہے میرا بیانِ آرزو

رو دیا جو سنئے بیٹھا داستانِ آرزو

کیون نہ پھر سن کے ہر گل چاک پیرا ہن کرے

لے اڑی بلبل مرا طرزِ بیانِ آرزو

رُعبِ حسنِ یار سے محفل میں ہم خاموش ہیں
 دیدہ جیرت زده ہے ترجمانِ آرزو
 کل زمینِ آرزو تھی رشکِ چرخِ ہفت میں
 فرشِ پا انداز ہے اب آسمانِ آرزو
 سن لیا اس نے جو کچھ ہم نے دمِ آخر کہا
 تھی نگاہ واپسیں گویا زبانِ آرزو
 اے دلِ مضطرب ترے دم تک ہے بیدم کی حیات
 تو مٹا تو مٹ گیا نام و نشانِ آرزو

.....☆.....

شغف کھینچی اس نے اور تیور بدل کر رہ گیا
 آج بھی شوقِ شہادت ہاتھ مل کر رہ گیا
 نزع میں پیارِ غم کروٹ بدل کر رہ گیا
 جب کہا اس نے سنجل سنجل سنجل کر رہ گیا

طفلِ اشک آنکھوں سے نکلا خون دل کے ساتھ ساتھ
ان کے دامن پر پڑا مچلا مچل کر رہ گیا

میرے آنغوںِ تصور سے نکلنا ہے محال
اب خیالِ یار تو سانچے میں ڈھلن کر رہ گیا

آتشِ رشک و حسد سے سنگ بھی خالی نہیں
دیدِ موئی کو ہوئی اور طورِ جل کر رہ گیا

اک ہزارا دل کہ محوِ لذتِ دیدارِ شمع
ایک پروانہ کہ دیکھا اور جل کر رہ گیا

رازِ دل کا پردہ رکھا رعپِ حسن یار نے
حرفِ مطلبِ منه سے نکلا اور نکل کر رہ گیا

یادِ جانان میں تری شعلہِ مزاہی کے شار
دل میں جو کچھ تھا سوا تیرے وہ جل کر رہ گیا

جس شاروں کا تھا آج اس درجہِ مقتل میں ہجوم
خیبرِ قاتل بھی دو اک ہاتھ چل کر رہ گیا

سوز و سازِ عشق کا انجام بیدم دیکھ لو
شمعِ ٹھنڈی ہو گئی پروانہ جل کر رہ گیا

.....☆.....

کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالہ شب گیر کا
کوئی اتنا ہو کہ دامنِ تھام لے تاثیر کا

پہلے عاشق کو بتاتے ہیں نشانہ تیر کا
یوں پرکھ لیتے ہیں وہ کھوٹا کھرا تقدیر کا

ٹوٹ کر جو دل میں رہ جاتا ہے ٹکڑا تیر کا
بس وہی ٹکڑا ہے ٹکڑا قسمتِ نجیر کا

المدد اے جذبِ دل اب لاج تیرے ہاتھ ہے
امتحاں ہے آج میری آہ بے تاثیر کا

دل تو دل ہے جان بھی مانگے تو میں حاضر کروں
یہ نہیں ممکن کہ دل توڑوں تمہارے تیر کا

ہے نقاب صورتِ مونہوم میری بے خودی
 میری عریانی ہے پیرا ہن مری تصویر کا
 شیخیاں نالوں کی ہم نے دیکھ لیں بس دیکھ لیں
 دردِ دل اٹھ تو ہی دامنِ تھام لے تاثیر کا
 اے تری قدرت کے صدقے تیری صنعت کے ثار
 خاک کا پتلا بنے خاکہ تری تصویر کا
 دیدہ مشاق کی اللہ رے محرومیاں
 اٹھ گیا گھونگھٹ تو پردہ پڑ گیا تنوری کا
 ناتوانی سے مرے رنگ پریدہ کی طرح
 کھنختے کھنختے اڑ گیا خاکہ مری تصویر کا
 ہو محبت میں نہ کیوں زندان کی پابندی عزیز
 سلسلہ ملتا ہے زلفِ یار سے زنجیر کا
 کچھ نہ پوچھو ذرہ ہائے کوئے جاناں کی چمک
 سامنا کرتے ہیں برق طور کی تنوری کا

میں بھی ہوں قاتل بھی ہے خنجر بھی ہے مقتل بھی ہے
آج بیدم فیصلہ ہوگا مری تقدیر کا

.....☆.....

خیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں

بہار ہوگی ہمارے لیے بہار نہیں

یہ سینہ داغوں سے کب رشکِ لالہ زار نہیں

تم آکے دیکھو تو کس دون یہاں بہار نہیں

وہی بھلے ہیں جو میخانے میں خراب ہوئے

وہ ہوشیار ہیں ساقی جو ہوشیار نہیں

عجب مزآہ ہے مرادل ہے اس طرف بے چین

نگاہِ شوخ کو ان کی اوھر قرار نہیں

یہ کیسی ہوش ربا تھی نگاہِ ساقی کی

کہ آج بزم میں کوئی بھی ہوشیار نہیں

یہ آس لائی ہے در پر ترے کریم مجھے
کہ یاں کبھی نہیں سنتا امیدوار نہیں

یہ کس کی یاد مردہ کر گئی مجھے بے چین
یہ آج کیوں کسی پہلو مجھے قرار نہیں

مرے سر آنکھوں پہ رسوائیاں محبت کی
لامتی ہوں ملامت سے مجھ کو عار نہیں

سنا ہی کرتے تھے بیدم پر اب تو دیکھ لیا
کہ بگڑے وقت میں کوئی کسی کا یار نہیں

.....☆.....

جس جگہ دل ہے وہیں یار کا پیکان بھی ہے
صاحب خانہ جہاں ہے وہیں مہمان بھی ہے
یاس و حرماں بھی ہے حضرت بھی ہے ارمان بھی ہے
اٹھنے سامانوں پہ دل بے سرو سامان بھی ہے

میرے سینے میں جہاں دل وہیں پیکان بھی ہے
 درد کے ساتھ مرے درد کا درمان بھی ہے
 مجھ کو دشوار ہے ملنا ترا آسانی سے
 تو جو چاہے تو یہ مشکل مری آسان بھی ہے
 خانہ دل میں جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا
 عجب آرام طلب آپ کا پیکان بھی ہے
 پاؤں پھیلیں تو کہاں چادرِ عربی میں
 ہاتھ اٹھیں تو کہاں جائیں گریبان بھی ہے
 او کماں دار کر اک تیر میں دونوں کا شکار
 دل بھی زد پر ہے نشانے پر مری جان بھی ہے
 جس کی اس عالم صورت میں ہے رنگ آمیزی
 اسی تصوری کا خاکہ تو یہ انسان بھی ہے
 میرا لاشہ یونہی بے گور و کفن رہنے دو
 ایسے جو مرتے ہیں ان کی یہی پہچان بھی ہے

کیوں نہ متواہ ہو بیدم ترا اے پیر مغاں
مستی بادہ ہے کیفِ مئے عرفان بھی ہے

.....☆.....

کعبہ کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے
جانانہ چاہیے درِ جانا نہ چاہیے

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے
بس اک نگاہِ مرشدِ میخانہ چاہیے

حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں
اب اور کیا تجھے دلِ دیوانہ چاہیے

عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے
لیلی کو قیسِ شمع کو پروانہ چاہیے

پروردہ کرم سے تو زیبا نہیں حباب
مجھے خانہ زادِ حسن سے پروانہ چاہیے

شکوہ ہے کفر اہل محبت کے واسطے
 ہر اک جفاۓ دوست پہ شکرانہ چاہیے
 بادہ کشوں کو دیتے ہیں ساغر یہ پوچھ کر
 کس کو زکوٰۃ نرگسِ مستانہ چاہیے
 بیدم نمازِ عشق یہی ہے خدا گواہ
 ہر دم تصورِ رخ جانا نہ چاہیے

.....☆.....

جب خیالِ یار کا مسکن مرا سینہ ہوا
 سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا
 وقتِ آخرِ بامِ مقصد تک مجھے پہنچا دیا
 ہنچکیوں کا تارِ میرے واسطے زینہ ہوا
 پرتو حسن و جمالِ یار سے بعدِ فنا
 ذرۂ ذرۂ خاک کا میری اک آئینہ ہوا

مدتنیں گزریں کہ خالی کا سہ دل تھا مگر
 دولتِ دیدار باتھ آئی تو گنجینہ ہوا
 پہنچ آتے ہیں اسی جانب خدگ نازِ پار
 تودہ مشقِ ستم گویا مرا سینہ ہوا
 یوں تو پہلے بھی تھادل آئینہ کہنے کے لیے
 آپ کو دیکھا تو آئینہ کا آئینہ ہوا
 اب قبائے زندیت سے کون بد لے گا سے
 جامہ زہد و ورع زاہد کا پارینہ ہوا
 ایک تھا میں اور تو لیکن یہ حسنِ اتفاق
 تو بنا تصویر اور میں تیرا آئینہ ہوا
 بیدم ان کے گیسو ورخ کا جو نظارہ کیا
 شبِ شبِ قدر اور دن نوروز آدمینہ ہوا

.....☆.....

سنانے کو ہیں بتلائے محبت
 سنو تو کہیں ماجراۓ محبت
 جو دینا تھا تجھ کو خدائے محبت
 مجھے موت دیتا بجائے محبت
 وہی دن تو دل کی تباہی کا دن تھا
 کہ جس دن پڑی تھی بنائے محبت
 محبت کے کوچے میں جو مٹ گئے ہیں
 ہے زیپا انہیں پر قبائے محبت
 مری آنکھ ہے منظرِ حسنِ جاناں
 مرا دل ہے خلوتِ سرائے محبت
 کروں کیوں نہ سجدے بجھے حسنِ جاناں
 میں بندہ ہوں تو ہے خدائے محبت
 یہ ہر اک اسے ہم پوچھتے پھر رہے ہیں
 کوئی جانتا ہے دوائے محبت
 شہِ حسن کچھ اپنی خیرات دینا
 کہ حاضر ہیں در پر گدائے محبت

ظہور محبت بقائے دل وجہ
 فنائے دو عالم فنائے محبت
 وفا گر کرے زندگی اپنی بیدم
 تو تاہشر جھیلوں جفائے محبت



تجھ سے پاتے نہیں اے دوست یہ منزل خالی
 تو ہی تو ہوتا ہے ہو جاتا ہے جب دل خالی
 ننگ ہے جائیں جو در سے ترے سائل خالی
 بھر دے کاسہ جو ہو ساقی سر محفل خالی
 پھر اُسی طرح سے ہو زینتِ محمل اے یار
 ہم سے ہے دیکھا نہیں جاتا ترا محمل خالی
 اشک یوں آنکھوں سے بیگانہ ہوئے وصل کی شب
 کشتیاں ہوتی ہیں جیسے لب ساحل خالی
 فصلِ گل جاتے ہی گلشن ہوا دیراں بیدم
 کر گئے اپنے نشیمن کو عنادل خالی



صبر آئے کس طرح ترے قول و قرار پر

کیا اعتبار زندگی مستعار پر

طول اس قدر ہوا گلہ اختصار پر

آخر کو بات مل گئی روز شمار پر

آنسو بہار ہے ہیں وہ میرے مزار پر

ابر کرم برستا ہے مشت غبار پر

طغرا بنا ہے صنعت پورڈگار کا

ہر نقش صفحہ چمنِ روزگار پر

مشتاقِ دید ہوں مجھے جلوہ دکھائیے

بپر خدا نہ ثالیے روز شمار پر

قلپِ حزین کے گرد ہیں ارمان اس طرح

پروانے جیسے جمع ہوں شمعِ مزار پر

واعظِ مرے گناہوں پر تیری نگاہ ہے

میری نظر ہے رحمت پورڈگار پر

لیچ نکل کے دیدہ گریاں سے طفیلِ اشک
 محلے ہوئے ہیں گوشہ دامانِ یار پر
 پایا ہے میں نے خاک میں مل کر درِ حبیب
 ناحق ہے رشک غیروں کو میرے وقار پر
 تم کو ترس نہ آئے تعجب کی بات ہے
 دشمن بھی رو رہے ہیں مرے حالِ زار پر
 یاں تک بڑھی کہ روزِ قیامت سے بڑھی
 حیرت ہے مجھ کو طولِ شبِ انتظار پر
 بیدم اگر خزانہ کو نین بھی ملے
 صدقے کروں میں دولتِ دیدار یار پر

.....☆.....

دل تاک رہی ہے تری دزدیدہ نظر آج
 لٹتا ہے مری پیاری تمناؤں کا گھر آج

شاید کہ ہوئی میرے سیجا کو خبر آج
 اب ٹیس ہی دل میں ہے نہ وہ درد جگر آج
 دیکھا نگہ لطف سے اس بت نے ادھر آج
 کچھ ہو تو چلا ہے مری آہوں میں اثر آج
 گم ہو گئے گم کر گئی ساقی کی نظر آج
 پھروں نہیں ہوتی ہمیں آپ اپنی خبر آج
 یوں ہی جو ترقی پہ رہا درد جگر آج
 بیمار ترا دیکھ نہ پانے گا سحر آج
 صد شکر یہ دن ترکِ تنا نے دکھایا
 اب ڈھونڈتا پھرتا ہے دعاوں کو اثر آج
 دشمن بھی ہے اور ہم بھی ہیں مشاقِ شہادت
 اب دیکھیں تریٰ تنقیح ادھر ہو کہ ادھر آج
 کم صحیح قیامت سے نہیں صحیح شب بھر
 دیتے ہیں خبر حشر کی آثارِ سحر آج
 ہو جائے نہ اس بزم میں اظہارِ محبت
 لے ڈوبیں نہ مجھ کو یہ کہیں دیدہ تر آج

دل ہی کو قرار آئے نہ وہ آئیں نہ موت آئے
 کلتی ہے شبِ ہجر نہ ہوتی ہے سحر آج
 گلدستہ تحسینِ ترِ نذرانہ ہے بیدم
 گلہائے فصاحت کا ہے سہرا ترے سر آج

.....☆.....

گلزارِ محبت کی فضا میرے لیے ہے
 بس خوب یہی آب و ہوا میرے لیے ہے
 ہے ہاتھ میں دامنِ مرے فرزندِ نبی کا
 بوئے چمنِ آلِ عبا میرے لیے ہے
 ہاں شیفتہ حسن ازل سے ہوں میں تیرا
 ہاں ہاں تیری الفت کا مزا میرے لیے ہے
 وارث ترا در مجھ سے نہیں چھوٹنے والا
 میں تیرا ہوں تو نامِ خدا میرے لیے ہے
 بے ہوش ہوا ہوں نگہِ مست سے تیری
 کافی ترے دامن کی ہوا میرے لیے ہے

تو لا کھ کھنچے مجھ سے نہ چھوڑوں گا میں دامن
 کیا اور کوئی تیرے سوا میرے لیے ہے
 ہاں ہاں مجھے تو شربتِ دیدار پلا دے
 ہاں ہاں یہی داروئے شفا میرے لیے ہے
 زانہد تری قسمت میں کہاں ایسی عبادت
 یہ سجدہ نقشِ کفر پا میرے لیے ہے
 میں عشق کے کوچہ سے کہیں جا نہیں سکتا
 اک مرشدِ کامل کی دعا میرے لیے ہے
 آزادہ روی حصے میں انغیار کے بیدم
 پابندی آئین وفا میرے لیے ہے

.....☆.....

ہم بھی ہوں یار بھی ہو لطفِ ملاقات رہے
 یہی دن ہوں یہی راتیں یہی برسات رہے
 شب کورندوں میں عجب لطفِ مساوات رہے
 مختلف شکل میں سب تھے مگر اک ذات رہے

رات دن صحبتِ اغیار مبارک باشد
 آپ دن کو بھی وہیں جائیں جہاں رات رہے
 سخت جانی ہے ادھر پاسِ نزاکت ہے ادھر
 نجیر یار کی اللہ کرے بات رہے
 کس کے پہلو میں رہے کیسے رہے یہ نہ کہو
 مگر اتنا تو بتا دو کہ کہاں رات رہے
 عمر سب حلقةِ رندان میں برکی ہم نے
 مر کے بھی خاکِ در پیر خرابات رہے
 میکیدہ تیرا سلامت رہے اور تو ساقی
 تا ابد قبلہ حاجات و مرادات رہے
 منہ نہ موڑیں گے محبت میں وفا سے بیدم
 جان جاتی رہے کیا غم ہے مگر بات رہے

.....☆.....

وہ کیا نہیں کرتے ہیں، وہ کیا کرنہیں سکتے
 کرتے نہیں کیا میری دوا کرنہیں سکتے

گرتوں کو اٹھایا کبھی مردوں کو جلایا
 کیا میری مدد شیر خدا کرنہیں سکتے
 اب زیست سے تنگ آگیا بیمار تمہارا
 تم زہر ہی دے دو جو دوا کرنہیں سکتے
 باز آنہیں سکتے وہ کبھی اپنی جفا سے
 ہم ترک رہ و رسم وفا کرنہیں سکتے
 یہ قیدِ مصائب بھی کوئی قید ہے بیدم
 وہ چاہیں تو کیا تجھ کو رہا کرنہیں سکتے

.....☆.....

کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے
 دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے
 دیدہ شوق کہیں راز نہ افشا ہو جائے
 دیکھے ایسا نہ ہو اظہارِ تمنا ہو جائے
 آپ ٹھکراتے تو ہیں قبرِ شہیدان وفا
 حشر سے پہلے کہیں حشر نہ بربپا ہو جائے

آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جس کو آجائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے
کم نہیں روز قیامت سے شب و صل اس کی
شام ہی سے جسے اندیشہ فردا ہو جائے
کیا ستم ہے ترے ہوتے ہوئے اے جذبہ دل
میرا چاہا نہ ہو اور غیر کا چاہا ہو جائے
شرم اس کی ہے کہ کھلاتا ہوں کشته تیرا
زندہ عیسیٰ سے جو ہو جاؤں تو مرننا ہو جائے
میرا سامان مری بے سرو سامانی ہے
مر بھی جاؤں تو کفن دامنِ صحراء ہو جائے
دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حباباتِ دوئی
پھر تو کچھ دوسری دنیا مری دنیا ہو جائے
اس کی کیا شرم نہ ہوگی تجھے اے شانِ کرم
تیرا بندہ جو ترے سامنے رسوا ہو جائے
تو انسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے
کیسے ممکن ہے کہ بیدم بھی تجھی سا ہو جائے



دل میں جو ترے تیر نظر آئے ہوئے ہیں
 وہ مجھ پر مری جان ستم ڈھائے ہوئے ہیں
 دل کیا ہے جگر تک مرا برمائے ہوئے ہیں
 پیکاں ترے تیروں کے غضب ڈھائے ہوئے ہیں
 آئے بھی شب وعدہ تو کیا آئے کہ آکر
 بے طرح پریشان ہیں گھبراۓ ہوئے ہیں
 محفل میں تو شوخی سے کے قتل ہزاروں
 خلوت میں جو آئے ہیں تو شرمائے ہوئے ہیں
 اس پر بھی وہ ملتے ہیں تو ایمان ہے ان کا
 غیروں سے جو ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں
 معشوق ہیں کچھ کا کل پیچاں تو نہیں آپ
 کیوں انجھے ہوئے بیٹھے ہیں بلکھائے ہوئے ہیں
 بیدم وہ جواں ہوں گے تو کیا ہوں گے نہ پوچھو
 بچپن ہی سے جو اتنے ستم ڈھائے ہوئے ہیں

.....☆.....

شمعِ حرمِ جاں ہے یا مشعلِ بت خانہ
کیا کیا میں کہوں تجھ کو اے جلوہ جانا نہ

منزلِ مرے مقصد کی کعبہ ہے نہ بت خانہ
ان دونوں سے آگے چل اے ہمتِ مردانہ

مے خواروں کے صدقے میں ساقی کوئی پیانہ
میخانہ میں حاضر ہے دردی کشِ میخانہ

سب نقشِ خیالی ہیں کعبہ ہو کہ بت خانہ
تو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوہ جانا نہ

ساقی ترے آتے ہی یہ جوش ہے مستی کا
شیشہ پہ گرا شیشہ پیانے پہ پیانہ

میرا دلِ دیراں بھی آباد کے جانا
اے زینتِ ہر محفل اے صاحبِ ہر خانہ

زادہ مری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگِ درِ جانا نہ

تو شمع صفت اے گل آئے جو سرِ محفل
 پروانہ بنے بلبل، بلبل بنے پروانہ
 مٹ کر بھی رہے باقی جو تجھ پہ مٹے ساقی
 جب مٹتے ہیں بنتے ہیں خاک درِ میخانہ
 یاں کافر و مومن کی تفریق ہے لا حاصل
 سب یار کے جلوے ہیں اپنا ہے نہ بیگانہ
 کیا لطف ہو محشر میں، میں شکوئے کیے جاؤں
 وہ نہس کے کہے جائیں دیوانہ ہے دیوانہ
 معلوم نہیں بیدم میں کون ہوں اور کیا ہوں
 یوں اپنوں میں اپنا ہوں بیگانوں میں بیگانہ
☆.....

اک ذرا سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا
 چار حرف آرزو تھے جن کا دفتر ہو گیا

قیدی زندانِ غم اس درجہ خود سر ہو گیا
سر جہاں دیوار سے مارا وہیں در ہو گیا

میرے دل کے راز کا اظہار سب پر ہو گیا
جونہ ہونا تھا وہی اے دیدہٗ تر ہو گیا

اضطرابی کا خزانہ دیدہٗ تر ہو گیا
جو گرا فرقت میں آنسو قلبِ مضطرب ہو گیا

تشنہ کامنِ قضائی پی کے سب چلتے ہوئے
چلتے چلتے ان کا خخبرِ دورِ ساغر ہو گیا

تم سے بیمارِ محبت کا مداوا ہو چکا
کر چکے تم اور علاجِ قلبِ مضطرب ہو گیا

تھا وہ مستانہ کہ جب ڈوبا ہوں بحر فکر میں
ہر حبابِ موجود ہستی میرا ساغر ہو گیا

خود نمائی کرتے کرتے اب خدا بننے لگے
یہ بتوں کا حوصلہ اللہ اکبر ہو گیا

میں کسی صورت میں ہوں گر دش ہے میرے ساتھ ساتھ
بزمِ ہستی میں جو آیا دور ساغر ہو گیا

سو بہاریں اس صرت اس قبسم کے ثار
آج دامانِ سحر پھولوں کی چادر ہو گیا

دو عدم میں ایک ہستی وہ بھی نذر نیستی
میرا ہونا بھی نہ ہونے کے برابر ہو گیا

اس نے رُگ کو سکھا دیں اس طرح بے چینیاں
قلبِ مضطراً ک عذابِ جانِ مضطرب ہو گیا

برہمی کی کوئی حد بھی اے مزاجِ زلفِ یار
کیا بگڑ جانے میں تو میرا مقدر ہو گیا

ہوتے ہوتے ہو گئی برہم وہ بیدم بزمِ ناز
دیکھتے ہی دیکھتے سامانِ محشر ہو گیا



دل کی دنیا کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا
 اٹھ گیا پردہ کوئی پردے سے باہر ہو گیا
 ذرہ ذرہ روکش خورشیدِ محشر ہو گیا
 لو مبارک ہو کوئی پردے سے باہر ہو گیا
 چھن کے پردے سے خیائے حسن چمکی تھی کلیم
 آپ یہ سمجھے کہ وہ پردے سے باہر ہو گیا
 نگہتِ گل اس کو سمجھوں یا کہوں نورِ نگاہ
 اتنے پردوں میں بھی جو پردے سے باہر ہو گیا
 اس کے مہرِ حسن کی کرنیں جوابِ رخ ہوئیں
 کب اٹھا پردہ وہ کب پردے سے باہر ہو گیا
 وعدہ دیدار یاد آیا سنا جب سورِ حشر
 میں نے یہ سمجھا کوئی پردے سے باہر ہو گیا
 میری ہستی ہی نقابِ صورتِ دلدار تھی
 مٹ گیا جب میں تو وہ پردے سے باہر ہو گیا
 جلوہ گاہِ ناز میں پہنچے تو ہوشِ اتنا نہیں
 یا رِ پردہ میں ہے یا پردے سے باہر ہو گیا

ایسے کی بے پردگی و پرده کا کیا اعتبار
 بوئے گل کی طرح جو جامے سے باہر ہو گیا
 تھی تو بیدم یہ کسی کے بخودوں کی شان تھی
 ذکر مے پرشخ کیوں جامے سے باہر ہو گیا

.....☆.....

تجلی رخ روشن کا کیا ٹھکانا تھا
 ادھر نقاب اٹھی تھی کہ غش کا آنا تھا
 نگاہِ رز کے تیروں کا کیا ٹھکانا تھا
 نظر نظر سے ملی تھی کہ دل نشانہ تھا
 خیال و خواب ہوئے وہ مزے جوانی کے
 عجیب دن تھے عجب سن عجب زمانہ تھا
 بجھانے والے بجھاتے تو کیسے دل کی لگی
 چراغِ ہستی عاشق کا کیا بجھانا تھا
 قرار گھر میں نہ صحرائیں چلیں سے بیٹھے
 ہمیں تو موت کا پیغام دل کا آنا تھا

سُنِ جو میری مصیبت کی داستان تو کہا
 کہ پھر کہو یہ بڑے لطف کا فسانہ تھا
 بہار جاتے ہی دنیا بدل گئی بیدم
 کہ عندلیب کا صحراء میں آشیانا تھا

.....☆.....

کچھ گلہ اُس سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخ پیر کا
 سامنے آیا مرے لکھا مری تقدیر کا
 وعدہ فرواد کا مطلب میں یہ سمجھا نامہ بر
 حشر پر ٹھہرا ہے گویا فیصلہ تقدیر کا
 چل گیا غیروں کی تدبیروں کا جادو چل گیا
 ہو گیا آج اک نہیں میں فیصلہ تقدیر کا
 پھر پھرا کر ان کا در ہو ہی گیا آخر نصیب
 کیوں نہ ہوں ممنون اپنی گردش تقدیر کا
 آئے ہیں وہ میرے مرنے کا تماشا دیکھنے
 آئے اجل اب آ کہ یہ موقع نہیں تاخیر کا

جان بھی دل کی طرح جانے کو ہے تو جاچکے
 ہو چکے ہونا ہے جو کچھ فیصلہ تقدیر کا
 یاد گیسو میں نہ پوچھو مجھ سے زندگی کی بہار
 سنبلتاں ہے ہر اک حلقة مری زنجیر کا
 چرخ کو چکر دیا کیوں تو نے قسم اzel
 یہ تو حصہ تھا ہماری گردش تقدیر کا
 خلد قسمت میں نہیں بیدم تو دوزخ ہی سی
 ہے کہیں آخر ٹھکانا عاشقِ دلگیر کا

.....☆.....

وہ جام کیوں مجھے پیر مغاں نہیں ملتا
 کہ جس کے پینے سے اپنا نشاں نہیں ملتا
 اکیلا چھوڑ گئے مجھ کو رہروان عدم
 بچھڑ گیا ہے مرا کارواں نہیں ملتا
 مٹانے والوں نے کچھ اس طرح مٹایا ہے
 کہ قبر کا بھی ہماری نشاں نہیں ملتا

وہ ہم کو چھیر کے سنتے ہیں داستانِ فراق
 انہیں جوشب کو کوئی قصہ خواں نہیں ملتا۔
 نہ پوچھ مجھ سے نشیب و فرازِ منزلِ عشق
 زمین ملتی ہے تو آسمان نہیں ملتا
 اُس آستانہ کو میری جبیں نہیں ملتی
 میری جبیں کو وہ آستان نہیں ملتا
 عدم سے آئے تھے دنیا کوں کے بزمِ سرور
 مگر یہاں تو کوئی شادماں نہیں ملتا
 ہوا نے اس کو اڑایا کہ برق نے پھونکا
 جہاں رکھا تھا وہاں آشیاں نہیں ملتا
 تمہارے ڈھونڈنے والے کچھ ایسے کھوئے ہیں
 کہ ان کو آپ ہی اپنا نشاں نہیں ملتا
 مسیح در سے ترے کس نے کیا نہیں پایا
 مجھی کو مرہمِ زخم نہاں نہیں ملتا
 مجھی کو تختۂ مشقِ ستم بنایا ہے
 تجھے بھی اور کوئی اے آسمان نہیں ملتا

ہمارا کھونا ہی گویا تمہارا پانا تھا
 کہ تم ملے تو ہمارا نشاں نہیں ملتا
 ہمیں میں کچھ نہیں بیدم یہ کیوں نہیں کہتے
 یہ کیا کہا کہ کوئی قدر داں نہیں ملتا



تم ملو میری قسمت رسا ہو
 ورودِ دل دردِ دل کی دوا ہو
 تم کو بیدم ہمیں جانتے ہیں
 پارسا ہو بڑے پارسا ہو



تم خفا ہو تو اچھا خفا ہو
 اسے بتوا کیا کسی کے خدا ہو
 اپنے مستوں کی خیرات ساقی
 ایک ساغر مجھے بھی عطا ہو

کچھ رہا بھی ہے بیمارِ غم میں
 اب دوا ہو تو کس کی دوا ہو
 آؤ مل لو شبِ وعدہ آ کر
 صح تک پھر خدا جانے کیا ہو
 تو نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا
 اے دلِ زارِ تیرا برا ہو
 غصے میں بھی رہا پاسِ دشمن
 کہہ رہے ہیں کہ تیرا بھلا ہو
 سارے عالم سے بیگانہ ہو لے
 پھر کوئی یار کا آشنا ہو
 بے ترے ساقیا مے تو مے ہے
 زہرِ سمجھوں جو آبِ بقا ہو
 دل مٹے بھی تو تیری گلی میں
 خاک ہو تو تری خاک پا ہو
 اُس کا نام و نشان پوچھنا کیا
 جو تری راہ میں مٹ گیا ہو

میری مشکل کو آسان کر دو
 یا علیٰ آپ مشکل کشا ہو
 زندگی ختم ہو تیرے غم میں
 یاد میں تیری بیدم فنا ہو

.....☆.....

کھنچی ہے تصور میں تصویر ہم آغوشی
 اب ہوش نہ آنے دے مجھ کو مری بے ہوشی

پا جانا ہے کھو جانا، کھو جانا ہے پا جانا
 بے ہوشی ہے ہشیاری، ہشیاری ہے بے ہوشی
 میں سازِ حقیقت ہوں، دمسازِ حقیقت ہوں
 خاموشی ہے گویاں، گویاں ہے خاموشی

اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن
 ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا قفل درِ خاموشی

ہر دل میں تخلی ہے اُن کے رخ روشن کی
خورشید سے حاصل ہے ذروں کو ہم آغوشی

جو سنتا ہوں سنتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مری خاموشی

یہ حسن فروشی کی دکان ہے یا چلمن
ناظارہ کا نظارہ روپوشی کی روپوشی

یاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی
میخانہ دنیا ہے یا عالم بے ہوشی

ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا
ہاں ہاں تری رحمت کا ہے کام خطابوшی

اس پردے میں پوشیدہ لپیلائے دو عالم ہے
بے وجہ نہیں بیدم کعبے کی سیہ پوشی

.....☆.....

شادی والمب سے حاصل ہے سبکدوشی
 سو ہوش مرے صدقے تجھ پر مری بے ہوشی
 گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں
 اور یاد کا رکھا ہے یاں نام فراموشی
 کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے
 کھولی بھی تو دشمن نے تقدیر ہم آغوشی
 وہ قلقلِ مینا میں چرچے مری توبہ کے
 اور شیشہ و ساغر کی میخانے میں سرگوشی
 ہم رنج بھی پانے پر ممنون ہی ہوتے ہیں
 ہم سے تو نہیں ممکن احسان فراموشی
 ہوش آتا ہے پھر مجھ کو پھر ہوش مجھے آیا
 دینا نگہ ساقی اک ساغر بے ہوشی
 کل عرصہ محشر میں جب عیب کھلیں میرے
 رحمت ترنی پھیلا دے دامانِ خطاب پوشی
 ملتے ہی نظر تجھ سے مستانہ ہوا بیدم
 ساقی تری آنکھیں ہیں یا ساغر بے ہوشی



ہے رُخ کا پہلو نشین سہرا
 نہ ہو یہ کیوں مہ جبین سہرا
 ہر آن سعدیں سامنے ہے
 حسین دولہا، حسین سہرا
 جبین سہرے کو چوتی ہے
 کہ چوتا ہے جبین سہرا
 ہوا سے لڑیاں لچک رہی ہیں
 ہے کس قدر نازنیں سہرا
 یہ الجھا کنگنے سے اس لیے ہے
 کہ چوم لے آستین سہرا
 چھپا ہے مقع میں کس ادا سے
 بنا ہے پرده نشین سہرا
 نظر میں کھب جائے سب کی بیدم
 ہر اک کے ہو دل نشین سہرا



بت خانے میں کعبہ کی تنویر نظر آئی
 بت میں بھی ہمیں تیرنی تصویر نظر آئی
 واپسٹہ گیسو کو گیسو کا خیال آیا
 جب دُور سے زندگی کی زنجیر نظر آئی
 یہ گلشنِ ہستی بھی اک دفترِ رنگیں ہے
 ہر گل کے ورق پر اک تصویر نظر آئی
 جب ان کی نظر بدی شام اور سحر بدی
 بیزارِ دعاؤں سے تاثیر نظر آئی
 بیدم شب فرقہ میں مرنے کی دعا مانگی
 جب یار کے آنے میں تاخیر نظر آئی

.....☆.....

مبارک باد

میکشو مشربِ رندانہ مبارک باشد
 بیعتِ مرشدِ مسیح مے خانہ مبارک باشد
 آج ہے عیدِ ترمی دیدہ دیدارِ طلب
 یار ہے زینتِ کاشانہ مبارک باشد
 ذخیر ہائے دلِ صدقہ مبارک ہم کو
 یار کو غمزہ ترکانہ مبارک باشد
 میکدہ کھلتے ہی رحمت کی گھٹائیں آئیں
 گردشِ ساغر و پیانہ مبارک باشد
 پیچِ ذخیر یار کی زلفوں کے لیے راس آئیں
 تجھ کو وحشتِ دل دیوانہ مبارک باشد
 یا خدا طالبِ اکیسر کو اکیسر ملے
 ہم کو خاکِ درِ جانانہ مبارک باشد
 آئینہِ خانہ بنا عالمِ صورت بیدم
 لطفِ نظارةِ جانانہ مبارک باشد



دشمن کی دعا جا کے پھرے باب اثر سے
 ہم نے تو جو مانگا ہے ملا ہے اسی در سے
 اک سادہ ورق تھی مری امیدوں کی دنیا
 رنگیں ہوئی رنگیں نگاہوں کے اثر سے
 یہ مقتول عشق ہے یا تیری گلی ہے
 جو آتا ہے آتا ہے کفن باندھ کے سر سے
 بر بادی گلشن کا پتہ دیتے ہیں مجھ کو
 جو بنکے قفس کی طرف آتے ہیں ادھر سے
 گنتی ہی کے چُن پایا گلی عارض جاناں
 شرمندہ ہوں کوتا ہی دامن نظر سے
 جو کیسوں عارض کے تصور میں نہ گذرے
 باز آئے ہم اُس شام سے اور ایسی سحر سے
 ان سے بھی کچھ آگے ہے تری جلوہ گہ ناز
 جو دستیں آگے ہیں مری حد نظر سے
 جو دیر و حرم چھوڑ کے بیٹھے ترے در پر
 ان کو ہے سروکار ادھر سے نہ ادھر سے

رحمت کی گھٹا آج جو گھنگھور اٹھی ہے
 یا رب یہ مری کشت تمنا پہ بھی بر سے
 حالِ دل بیمار بتاؤں گا مسیحا
 فرصت تو ملے مجھ کو ذرا درد جگر سے
 یہ صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھ گیا ہے
 بیدم نہ اٹھا ہے نہ اٹھے گا ترے در سے

.....☆.....

غش ہوئے جاتے ہو کیوں طور پہ موسیٰ دیکھو
 کیوں نہیں دیکھتے اب یار کا جلوا دیکھو
 مجھ سے دیدار کا کرتے تو ہو وعدہ دیکھو
 حشر کے روز نہ کرنا کہیں پردا دیکھو
 غش کے آثار ہیں پھر غش مجھے آیا دیکھو
 پھر کوئی روزنِ دیوار سے جھانکا دیکھو
 ان کے ملنے کی تمنا میں مٹا جاتا ہوں
 نئی دنیا ہے مرے شوق کی دنیا دیکھو

طور پر ہی نہیں نظارہ جاناں موقوف
 دیکھنا ہو تو وہ موجود ہے ہر جا دیکھو
 اثرِ نالہ عاشق نہیں دیکھا تم نے
 تھامِ لودل کو سنبھل بیٹھو اب اچھا دیکھو
 طورِ محنوں کی نگاہوں کے بتاتے ہیں ہمیں
 اسی لیلی میں ہے اک دوسری لیلی دیکھو
 پرتو مہر سے معمور ہے ذرہ ذرہ
 لہریں لیتا ہے ہر اک قطرہ میں دریا دیکھو
 دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حباباتِ دولی
 پھر تو دل ہی میں دو عالم کا تماشا دیکھو
 سب میں ڈھونڈ انہیں اور کی تو نہ کی دل میں تلاش
 نظرِ شوق کہاں کھا آئی ہے دھوکا دیکھو
 نہیں تھمتے نہیں تھمتے مرے آنسو بیدم
 رازِ دل اُن پر ہوا جاتا ہے افشا دیکھو



ہے کوچہ الفت میں وحشت کی فراوانی
 جب قیس کو ہوش آیا لیلی ہوئی دیوانی
 پیش آئی وہی آخر جو کچھ کہ تھی پیش آئی
 قسمت میں ازل ہی سے لکھی تھی پریشانی
 دل اس کو دیا میں نے یہ کس کو دیا میں نے
 غفلت سی مری غفلت، نادانی سی نادانی
 جائے نہ مرے سر سے سودا تری زلفوں کا
 انگھن ہی رہے مجھ کو کم ہونہ پریشانی
 اب نزع کی تکلیفیں برداشت نہیں ہوتیں
 تم سامنے آ بیٹھو دم نکلے بآسانی
 اقلیمِ محبت کی دنیا ہی نرالی ہے
 نادانی ہے دانائی، دانائی ہے نادانی
 ہوزیست جنہیں پیاری وہ اور کوئی ہوں گے
 ہم مر کے دکھادیں گے مر نے کی اگر ٹھانی
 ہشیاری زائد سے اچھی مرے بے ہوشی
 اس دل قریانی سے بہتر مری عریانی

کیا وادی غربت میں بچھڑی ہے یہ بیدم سے
سر پیٹتی پھرتی ہے کیوں بے سرو سامانی

.....☆.....

میں غش میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش
تصور ہے ترا یا تو ہم آغوش
جو نالوں کی کبھی وحشت نے ٹھانی
پکارا خبط، لس خاموش خاموش
اٹھا رکھا ہے اک طوفان تو نے
ارے قطرے ترا اللہ رے جوش
کے ہو امتیازِ جلوہ یار
ہمیں تو آپ ہی اپنا نہیں ہوش
میں ایسی یاد کے قربان جاؤں
کیا جس نے دو عالم کو فراموش
ہے بیگانوں سے خالی خلوتِ راز
چلے جائیں نہ اب آئیں مرے ہوش

کرو رندو گناہ مے پرستی
 کہ ساقی ہے عطا پاش و خطاب پوش
 ترے جلوے کو موسیٰ دیکھتے کیا
 نقاب اٹھنے سے پہلے اڑ گئے ہوش
 کرم بھی اس کا مجھ پر ہے ستمن بھی
 کہ پہلو میں ہے ظالم اور روپوش
 پیو تو خم کے خم پی جاؤ بیدم
 ارے مے نوش ہو تم یا بلا نوش



یہ بت جو کعبہ دل کو کسی کے ڈھادیں گے
 تو روزِ حشر خدا کو جواب کیا دیں گے
 حضور سب کو قیامت میں بخشوا دیں گے
 جو کوئی دے نہ سکے گا وہ مصطفیٰ دیں گے
 وہ دل کے زخم جو دیکھیں گے مسکرا دیں گے
 چھڑک چھڑک کے نمک بجلیاں گرا دیں گے

جناب شیخ کو از بر ہے قصہ مختصر
 جب آکے بیٹھیں گے پھکے مرے چھڑا دیں گے
 وہ میری قبر کو پامال کر کے مانیں گے
 تلے ہوئے ہیں کہ نقشِ وفا مٹا دیں گے
 نہ لائے ہیں نہ انہیں لائیں چارہ ساز مرے
 دلاسے دے دے کے دردِ جگر بڑھا دیں گے
 یہ نالے کیا مرے دل کو قرار بخشیں گے
 یہ اشک کیا مرے دل کی لگی بجھا دیں گے
 تجلیٰ رخ روشن کو دیکھنا معلوم
 وہ جلوے پشمِ تمنا کو تملدا دیں گے
 خدا کرے کہ تمہیں بھی کہیں محبت ہو
 تو اضطراب ہے کیا شے یہ ہم بتا دیں گے
 مٹے ہوؤں سے نشاں یار کا ملے تو ملے
 جو آپ گم ہیں وہی دیں تو کچھ پتا دیں گے
 اب اس سے کیا ہمیں کعبہ ہو یا کلیسا ہو
 جہاں پہ تو نظر آئے گا سر جھکا دیں گے

اُسے مسح بھی بیدم اٹھا نہیں سکتے
حسین اپنی نظر سے جسے گردیں گے

.....☆.....

تیری چشمِ مت کا ساقی اثر آنکھوں میں ہے
نشہ تو بھر پور ہے مجھ کو مگر آنکھوں میں ہے
آج تک وہ نقشہ دیوار و در آنکھوں میں ہے
اب جگر میں کیا ہے، کچھ خون جگر آنکھوں میں ہے
آج تو اے جوشِ گریہ خوب کی گلکاریاں
خونِ دل دامن پہ ہے خون جگر آنکھوں میں ہے
زلف و رخ میں دیکھتا ہوں جلوہ لیل و نہار
کچھ سوا د شام کچھ نورِ سحر آنکھوں میں ہے
یاد ہے ہاں یاد ہے وہ برمی بزمِ ناز
ہاں ابھی تک وہ قیامت کی سحر آنکھوں میں ہے
ایک خط لے کر گیا ہے کوئے جاناں کی طرف
بہر تسلیم اک خیالی نامہ پر آنکھوں میں ہے

اب کہاں پہلو میں اے پیکان جاناں اب کہاں
 کچھ بہا آنکھوں سے کچھ خون جگر آنکھوں میں ہے
 دیکھ کر درد جگر آنکھیں چرا لیں یار نے
 ہو نہ ہو کچھ چارہ درد جگر آنکھوں میں ہے
 کیوں نہ ہواب آسمان پر اپنی آنکھوں کا دماغ
 جانتے ہو کس کی خاکِ رہگز ر آنکھوں میں ہے
 واہ ری مشق تصور کوئی گھر خالی نہیں
 ایک صورت ہے ادھر دل میں اوہ ر آنکھوں میں ہے
 مل گئیں مارا پھریں بھل کیا بیدم کیا
 اللہ اللہ کس قیامت کا اثر آنکھوں میں ہے

.....☆.....

ہم دادِ وفا لیں گے وہ دادِ وفا دیں گے
 دنیا اے دیکھے گی دنیا کو دکھا دیں گے
 مانا انہیں پھر مجھ بتے احباب ملا دیں گے
 کیا بگڑی ہوئی میری قسمت بھی بنا دیں گے

ہے ضبط بڑی دولت اللہ اسے رکھے

ہم چرخ کی بنیادیں آہوں سے پلا دیں گے

جان ان کی ہے دلان کا ہم ان کے ہیں سب ان کا
وہ لیں گے تو کیا لیں گے ہم دیں گے تو کیا دیں گے

ہاں یونہی رہے قاتل کچھ دیر نمک پاشی

ہاں زخم جگر یونہی رس رس کے مزا دیں گے

گر داورِ محشر نے اعمال کی پرش کی
چپکے سے ہم اس بست کی تصور دکھا دیں گے

اپنا تو یہ مذہب ہے کعبہ ہو کہ بت خانہ
جس جا تمہیں دیکھیں گے ہم سر کو جھکا دیں گے

جب ہم نہ رہے بیدم تب چارہ گر آئے ہیں
اب کس کو شفا ہوگی اب کس کو دوا دیں گے



کتنا سکونِ خاص تھا دستِ حسین ساز میں
 رنگِ نمود بھر دیا جلوہ دلنواز میں
 اتنا تو ربطِ خاص ہو ناز میں اور نیاز میں
 دل میں خدگِ ناز ہو دل ہو خدگِ ناز میں
 کھل کے کبھی وہ چھپ گئے اپنے حریمِ ناز میں
 چھپ کے کہیں چمک اُٹھے آئینہِ مجاز میں
 حضرتِ عشق کے طفیل ہو گئیں خانہ جنگیاں
 برقِ نظارہ سوز میں پشمِ نظارہ ساز میں
 کار ہے سر اُتارنا پیار ہے مل کے مارنا
 کس کی ادا میں آ گئیں تیغِ گلو نواز میں
 یہ بھی دکھائے اے صبا صدقہ کسی نگاہ کا
 میری وفا کے پھول جس پیار کے دستِ ناز میں
 اب کوئی کیا اٹھائے گا اب کوئی کیا مٹائے گا
 میں ہوں کسی کا نقشِ پارہ گزِ نیاز میں
 دیکھ تو اے صبا مرا سجدہ شوق تو نہیں
 آج ہے ایک پائے بوس ان کے حریمِ ناز میں

خبر ناز کو ہو کیوں اور کسی سے واسطہ
 یا وہ مرے گئے پہ ہو یا ترے دستِ ناز میں
 یار کے پائے ناز پر سجدے ہیں اور جبینِ شوق
 میری یہی نماز ہے میں ہوں اسی نماز میں
 بیدمِ خشنه خاک بھی تیری نہ بے ادب رہے
 ذرے نہ اڑ کے جا ملیں گرد و رہ حجاز میں

.....☆.....

نہ نکلنے ہیں نہ یوں نکلیں تمہارے تیر کے ٹکڑے
 رکھو سینہ پہ زانو اور نکالو چیر کے ٹکڑے
 پے تسلیں دل وہ دے گئے ہیں تیر کے ٹکڑے
 بحمد اللہ ملے مجھ کو مری تقدیر کے ٹکڑے
 مرے سینہ میں دل ہی کا پتہ ملتا نہیں مجھ کو
 میں اپنے دل کو ڈھونڈوں یا تمہارے تیر کے ٹکڑے
 یہ فرمایا جو آئے اپنے وحشی کے جنازے پر
 بجائے چادرِ گل ڈال دو زنجیر کے ٹکڑے

مرا قاصد یہ لا یا ہے جواب اور یہ جواب آیا
 کہ لا کر دے دیئے مجھ کو مری تحریر کے ٹکڑے
 متاع و حشتِ دل لے کے انھیں گے قیامت میں
 ہمارے ساتھ رکھ دو قبر میں زنجیر کے ٹکڑے
 جگر کو کچھ ملے کچھ دل نے پائے کچھ رگ جانے
 ہوئے تقسیم یوں القصہ ان کے تیر کے ٹکڑے
 تبرک ہو گئیں کلتے ہی ساری بیڑیاں میری
 کہ مجنوں لینے آیا نجد سے زنجیر کے ٹکڑے
 دم آخر ترا دیوانہ تڑپا ہے کہ زندگی میں
 پڑے ہیں جا بجا ٹوٹی ہوئی زنجیر کے ٹکڑے
 سراپائے شہید کربلا ہے مصحفِ ناطق
 ہیں بیدم پارہ قرآنِ شیر کے ٹکڑے

.....☆.....

میں کیا کہوں کہ کیا نگہ فتنہ گر میں ہے
 یہ دیکھتا ہوں حشر بپا رہندر میں ہے

پھرنا تری نگاہ کا میری نظر میں ہے
 تر چھاسا ایک زخم ابھی تک جگر میں ہے
 شوقِ جواب نامہ کدھر ہے ترا خیال
 میرا ہی خط تو ہے جو کفِ نامہ بر میں ہے
 دل میں جو تم نہیں ہو تو کس کام کا یہ دل
 تم دل میں ہو تو دولتِ کونین گھر میں ہے
 اک میں کہ میری شام شبِ انتظار ہے
 اک وہ کہ جن کی شام امید سحر میں ہے
 اب اس کو تیر ناز کہو یا مری قضا
 ہے کچھ ضرور جو مرے قلب و جگر میں ہے
 اک آپ ہیں کہ آپ کو اپنوں سے ہی حجاب
 اک جلوہ آپ کا ہے کہ سب کی نظر میں ہے
 اپنی نہیں تو کس کی ہیں آئینہ داریاں
 جس کی نظر میں تو ہے وہ تیری نظر میں ہے
 یا تو تمہارے گیسو وزخ کے ہیں شعبدے
 یا تم سا کوئی پردا شام و سحر میں ہے

شوریدہ حال تیرے کہاں جائیں کیا کریں
 راحت تری گلی میں نہ چین اپنے گھر میں ہے
 محبو خرام ناز ذرا ذکیحہ بحال کر
 اُفتادہ پا شکستہ کوئی رہگزر میں ہے
 پردہ تعینات کا آنکھوں سے اٹھ گیا
 اب دیر و کعبہ ایک ہماری نظر میں ہے فور
 بیدم تمام رات ٹڑپتے گزر گئی
 یادِ مژہ ہے یا کوئی نشتر جگر میں ہے

.....☆.....

اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے
 جب سے سنا ہے یارِ لباسِ بشر میں ہے
 اپنا ہی جلوہ ہے جو ہماری نظر میں ہے
 اب غیرِ کون چشمِ حقیقت نگر میں ہے
 وہ کنجھِ حسن ہے دل ویراں میں جلوہ گر
 فضلِ خدا سے دولتِ کونیں گھر میں ہے

بس اک فروع نقشِ کفِ پا کے فیض سے
 ہر ذرہ آفتاب تری رہگزر میں ہے
 اللہ خیر میرے دل بے قرار کی
 انداز یاس کا نگہ نامہ بر میں ہے
 خود بینیوں کی آنکھ ملی چشمِ شوق کو
 میری نظر بھی آج تمہاری نظر میں ہے
 بننے سے پہلے ساغر مے ٹوٹ جاتے ہیں
 کیا محتسب کی خاک کف کوزہ گر میں ہے
 غربت میں بھی خیالِ وطن ساتھ ساتھ ہے
 یہ بھی نہ ہو تو کس کا سہارا سفر میں ہے
 اے نوح اپنی کشتی عالم سے ہوشیار
 طوفانِ گریہ آج مری چشمِ تر میں ہے
 اک میہماں سے دونوبن گھر آباد ہیں مرے
 دل میں ہے تیر تیر کا پیکاں جگر میں ہے
 حیران ہوں کہ سجدہ کروں تو کدھر کروں
 کعبہ میں بھی وہی بست کافر نظر میں ہے

ہنستے ہیں میرے گریہ بے اختیار پر
یہ آپ کی ادالبِ زخم جگر میں ہے
بیدم یہ جستجو بھی عجب ہے عجب تلاش
نکلے ہیں ڈھونڈ نے کو اسے ہم جو گھر میں ہے

.....☆.....

اسیری میں اٹھائے لطف باغ آشنائی کے
رہائی کے تصور میں مزے لوٹے رہائی کے
یہ مانا کچھ نہیں ہم اور کسی قابل نہیں لیکن
وفاؤں سے لیے بدلتے تمہاری بے وفائی کے
جدائی تابہ کے آخر کوئی حد بھی جدائی کی
گئے کوئی کہاں تک انگلیوں پر دن جدائی کے
اگر چشمِ حقیقت میں سے دیکھیں دیکھنے والے
بتوں میں بھی نظر آتے ہیں جلوے کبریائی کے
حسینوں کا گدا ہوں حسن والوں کا بھکاری ہوں
مری آنکھیں نہیں یہ دونوں کا سے ہیں گدائی کے

کہاں کا شورِ محشر وعدہ فردا نے چون کایا
 انھی سوئے تھے ہم جاگے ہوئے شامِ جدائی کے
 ثبوتِ بندگی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا
 نشان ہیں ان کے سنگ درپہ میری جبہ سائی کے
 طلوعِ آفتابِ حشر ہونے ہی کو ہے بیدم
 چداغ اب بجھنے والے ہیں مری شامِ جدائی کے

.....☆.....

سنچل سنچل کے وہ کرتے ہیں وار چتوں کے
 میں کھائے جاتا ہوں سینہ پہ تیر تن تک
 کلیم جائیں جو جاتے ہیں طور سینا پر
 ہمارے دل ہی میں جلوے ہیں طور و ایمن کے
 میں خاک ہو کے طوافِ چمن پہ مرتا ہوں
 مرے بگولے بھی پھرتے ہیں گرد گلشن کے
 نکالا جب مجھے صیاد نے گلتاں سے
 جلاعے برق نے تنکے مرے نشمن کے

صبا بھی ہو بس اک ساعت ہوا خواہی
 کہ حق ہیں تجھ پہ ہمارے چراغِ مدفن کے
 یہی ہے نذرِ جنوں اور کیا ہو نذرِ جنوں
 جو تن پہ باقی ہیں وہ ایک تارِ دامن کے
 وہ کہہ رہے ہیں مرا حال دیکھ کر بیدم
 کہ ان کی طرح سے بگڑے نہ کوئی یوں بن کے

.....☆.....

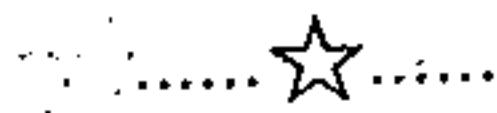
ہم اپنے طالعِ خفتہ کو جب بیدار دیکھیں گے
 کہ تجھ کو زیب آغوش تمنا یار دیکھیں گے
 جب آنکھیں بند کر لیں گے جمال یار دیکھیں گے
 اس آسانی سے ہم یہ منزلِ دشوار دیکھیں گے
 کسی کے جاتے ہی یہ منظرِ حسرت فزا ہو گا
 میں گھر کو اور مجھے گھر کے درود یواز دیکھیں گے
 کلیم اللہ کو دیکھو ایک ہی جلوہ کے ہو بیٹھے
 اسی بر تے پہ کہتے تھے جمال یار دیکھیں گے

ہدیہ میں پہنچتے ہی دلِ مضطرب پکار اٹھا
 بڑی سرکار میں پہنچے بڑا دربار دیکھیں گے
 یہاں تو روز چالوں سے نئے فتنے اٹھاتے ہو
 قیامت میں تمہاری شوخیِ رفتار دیکھیں گے
 حرم میں دیر میں دل میں غرض ہے یہ جہاں تو ہے
 تجھی کو دیکھنے والے ترے اے یار دیکھیں گے
 اشاروں پر جو مرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں
 وہ کون آنکھوں سے تیرے ہاتھ میں تلوار دیکھیں گے
 مری رسائیاں محشر میں ممکن ہی نہیں بیدم
 وہ اپنے نام لیوا کو ذلیل و خوار دیکھیں گے

.....☆.....

دنیا کی کچھ خبر تھی نہ عقبے کا نہوش تھا
 کیا جانے کس جہاں میں ترا باہد نوش تھا
 اللہ رے اس کے قتل کی حشر آفرینیاں
 ہر قطرہ جس کے خون کا طوفاں بدش تھا

اک برق سی چمک گئی آنکھوں کے سامنے
 نظارہ گاہ میں مجھے اتنا ہی ہوش تھا
 گوبے کفن تھے لاشہ آوارگانِ عشق
 لیکن غبارِ دشمن جنوں پرده پوش تھا
 منصور کا قصور تھا ساقی نے کیا کیا
 پی لی صراحی اس نے جو پیانہ نوش تھا
 آج آیا ان کے درپہ جبیں سائیوں کے کام
 کل تک جو جسم زار پہ سر بارِ دوش تھا
 کافی ہے یہ پتہ مرا لوحِ مزار پر
 بیدم ترا غلام تھا حلقة بگوش تھا



داروئے درد نہاں راحتِ جانی صنمَا
 عیسیٰ مردہ دلاں یوسفِ ثانی صنمَا
 تیرے صدقے مری جاں تجھ پہ مرادِ قرباں
 وارثِ کون و مکان فخرِ زمانی صنمَا

تیرا ہر جلوہ ہے آئینہ اسرارِ ازل
 تیری صورت میں ہیں انوارِ معانی صنماء
 دل کے داغوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
 کہ یہی داغ تو ہیں تیری نشانی صنماء
 تو ہی جب قصہ غم سے مرے گھبرا تا ہے
 پھر سنے کون مرے غم کی کہانی صنماء
 تا کجا اشک بجھائیں گے مرے دل کی لگی
 پھونکے دیتا ہے مجھے سوزِ نہانی صنماء
 وقفِ سجدہ ہے ترے در پہ جبینِ بیدم
 قبلہِ دل صنماء کعبہِ جانی صنماء



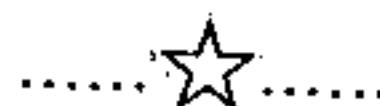
یہاں تو چھپنے والوں کو ہمیں دو چار دیکھیں گے
 مگر محشر میں لاکھوں طالبِ دیدار دیکھیں گے
 تمہارے گھر میں دخلِ غیر بھی سرکار دیکھیں گے
 جو کچھ قسمت دکھائے گی ہمیں لا چار دیکھیں گے

ادھر پرده اٹھا اور اس طرف موسیٰ کو غش آیا
 اسی پر کہہ رہے تھے ہم جمالِ یار دیکھیں گے
 نوید قتل پر جب عیدِ ٹھہری مرنے والوں کی
 ہلاں عید کیوں دیکھیں تری تلوار دیکھیں گے
 ہزاروں سر جھکے ہیں ایک امیدِ شہادت پر
 ترے خنجر کو ہم کس کس گلے کا ہار دیکھیں گے
 رہا یونہی جو وہ محو خرام ناز تو اک دن
 تری پامالیاں بھی چرخ کج رقانار دیکھیں گے
 بہر صورت انہیں ہم دیکھ کر مانیں گے اے بیدم
 جو یوں ممکن نہیں سر کر کے نذرِ ذار دیکھیں گے



ریخ نوشہ قرآن ہے تو بسم اللہ کا سہرا
 خدا رکھے اچھوتا ہے مرے نوشہ کا سہرا
 اسے جبریل لائے ہیں گندھا کر باغِ رضوان سے
 محمد مصطفیٰ طیبہ کے شاہنشاہ کا سہرا

قبای مصطفیٰ جامہ ہے انوارِ الہی کا
 جلال اللہ کا مقفعِ جمال اللہ کا سہرا
 بھلی ساعت لے مان نے اسے نوشہ کے باندھا ہے
 خدا کے فضل سے نامِ رسول اللہ کا سہرا
 یہ بیدم آج کیسی روشنی پھیلی ہے محفل میں
 دلوہن دلوہن کا سہرا ہے کہ مہر و ماہ کا سہرا



زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق
 ناول فگن نے خوب عطا کی زبانِ شوق
 میں سن رہا ہوں ختم نہ کر داستانِ شوق
 کیا تھک گئی زبانِ ترمی قصہِ خوانِ شوق
 مشتاقِ دید کا تو دم آنکھوں میں آگیا
 سنبے زبانِ حال سے اب داستانِ شوق
 پھر کا پہلے اپنا کلیجہ بنائیے
 پھر سنبے مجھ سے آپ مری داستانِ شوق

پھونکا ہے کیا نسیم تمنا نے کان میں
 رکھتے نہیں زمیں پہ قدم رہروانِ شوق
 مر بھی چکے یہاں جنہیں مرنے کا شوق تھا
 اب آئے ہیں حضور پئے امتحانِ شوق
 دیکھی کہاں ہیں آپ نے عالم نمایاں
 ہے ذرّہ ذرّہ خاک کا میری جہاںِ شوق

.....☆.....

دشمن کے پر کرتتا ہے میرا بیانِ شوق
 مقراض بن کے چلتی ہے گویا زبانِ شوق
 کیا ان کا راز ہے یہ مری داستانِ شوق
 رکتی ہے کیوں زبانِ تری قصہ خوانِ شوق
 مالیوس پھر رہی ہیں مری نامیدیاں
 اترا ہے آج دل میں مرے کارروانِ شوق
 ذرے بھی میری خاک کے اڑتے ہیں شوق میں
 اچھے ستارے لے کے چلا آسمانِ شوق

اے شوقِ دید اس کو منا جیسے ہو سکے
 روٹھا ہوا ہے مجھ سے مرا میہمانِ شوق
 اے یوسفِ امید مبارک تجھے سفر
 لے آ رہا ہے تیری طرف کاروانِ شوق
 جب داستانِ شوق نہ کوئی سمجھ سکا
 حالِ تباہ . میرا بنا ترجمانِ شوق
 مشعلِ بکف چلا ہے مرا داغِ آرزو
 بھٹکے نہ راستے میں کہیں کاروانِ شوق
 بیدم خدگِ طعنہ دشمن نہ چل سکا
 اس کے اُتارنے سے نہ اُتری کمانِ شوق

.....☆.....

ادا پر تری دل ہے آنے کے قابل
 مری جان ہے تجھ پہ جانے کے قابل
 انہیں کو پُٹا، پُٹن کے بجلی نے پھونکا
 وہ تنکے جو تھے آشیانے کے قابل

ترے مصحفِ رخ کو اللہ رکھے
 یہ قرآن ہے ایمان لانے کے قابل
 ہوا رازِ دل سب پہ ظاہر تو اب کیا
 چھپاتے تھے جب تھا چھپانے کے قابل
 جبیں مدتُوں سے لیے پھر رہی ہے
 جو سجدے ہیں اُس آستانے کے قابل
 جگر ہو کہ دل ناکِ نازِ جاناں
 یہ دونوں ہیں تیرے نشانے کے قابل
 میں بیدم اسی بات پر مٹ رہا ہوں
 کہ وہ مجھ کو سمجھے مٹانے کے قابل

.....☆.....

مبارک ساقیِ رستاں مبارک
 فروعِ مجلسِ رندان مبارک
 جبیںِ شوق کے سجدوں پہ سجدے
 تجھے سنگِ درِ جاناں مبارک

تخلیٰ جمال روئے جاناں
 تجھے اے دیدہ حیراں مبارک
 ادائے دلبری و دل نوازی
 تجھے اے خسرو خوبیاں مبارک
 رداءے خواجگی تاج ولایت
 تمہیں اے مرشدِ دوراں مبارک
 کسی کے زخمہائے دل کو یارب
 کسی کی جنبشِ مژگاں مبارک
 درِ وارث پہ ہے بیدم کا بستر
 ترمی جنت تجھے رضوان مبارک

.....☆.....

اگر کعبہ کا رخ بھی جانب میخانہ ہو جائے
 تو پھر سجدہ مری ہر لغزش مستانہ ہو جائے
 وہی دل ہے جو حسن و عشق کا کاشانہ ہو جائے
 وہ سر ہے جو کسی کی تنقیح کا نذرانہ ہو جائے

یہ اچھی پرده داری ہے یہ اچھی راز داری ہے
 کہ جو آئے تمہاری بزم میں دیوانہ ہو جائے
 مرا سرکٹ کے مقابل میں گرے قاتل کے قدموں پر
 دمِ آخر ادا یوں سجدہ شکرانہ ہو جائے
 تری سرکار میں لایا ہوں ڈالی حستِ دل کی
 عجب کیا ہے مرا منظور یہ نذرانہ ہو جائے
 شبِ فرقہ کا جب کچھ طول کم ہونا نہیں ممکن
 تو میری زندگی کا مختصر افسانہ ہو جائے
 وہ سجدے جن سے برسوں ہم نے کعبہ کو سجا�ا ہے
 جو بتخانے کو مل جائیں تو پھر بتخانہ ہو جائے
 کسی کی زلف بکھرے اور بکھر کر دوش پر آئے
 دل صد چاک الجھے اور الجھ کر شانہ ہو جائے
 یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے
 جسے ہونا ہو کچھ خاک در جانانہ ہو جائے
 سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا
 بنے محفل میں کوئی شمع یا پروانہ ہو جائے

وہ مے دے دے جو پہلے شبی و منصور کو دی تھی
تو بیدم بھی ثارِ مرشدِ میخانہ ہو جائے



کہیں محشر میں بھی وہ مائلِ پروانہ ہو جائے
بھری محفل میں پشم آرزو رسوانہ ہو جائے
چلی ہیں میری آہیں عرش کا پایہ ہلانے کو
کہیں برہمِ نظامِ عالمِ بالا نہ ہو جائے
فریبِ حسن صورتِ آفریں کا جال پھیلا ہے
کہیں اے شوقِ نظارہ تجھے دھوکا نہ ہو جائے
چلا تو ہے دلِ دیدار جو دیدار کی دھن میں
فروغِ حسن جاناںِ حسن کا پروانہ ہو جائے
شرِ افشاںیوں سے آہِ عالمِ سوز کی ڈر ہے
کہیں بر بادِ حسن و عشق کی دنیا نہ ہو جائے
تجلیِ جمالِ روئے عالمِ تاب کے آگے
کہیں یہ دیدہ مشتاقِ نابینا نہ ہو جائے

سمجھتے ہو وہ بیدم کیوں نہیں آتے عیادت کو
انہیں ڈر ہے مریضِ غم کہیں اچھا نہ ہو جائے

.....☆.....

وہ پردے سے نہیں نکلے تو کیا جانِ حزیں نکلی
یہ کس نے کہہ دیا حسرت نہیں نکلی نہیں نکلی
مرے دل میں جو آبیٹھی تو پھر دل سے نہیں نکلی
کسی پردہ نشین کی یاد بھی پردہ نشین نکلی
لبِ زخمِ جگر سے پھر صدائے آفریں نکلی
کہیں تلوار کھینچے پھر کوئی چینِ جبیں نکلی
کسے لائی انہیں لائی کے کھینچا انہیں کھینچا
نہ پچھے ہونے پہ بھی سب کچھ نگاہ واپسیں نکلی
ہلالِ عید لیتا تھا قدم جھک جھک کے وحشت کے
گریباں سے گلے ملنے جو میری آستینیں نکلی
مراو جبہ فرسائی کو چھونے تک نہیں دیتی
انوکھی کیا اچھوتی کوئے جاناں کی زمیں نکلی

پکڑا چھی رہی سودائیوں کی دشست و حشت میں
 ادھر سے چل دیا دامن ادھر سے آستین نکلی
 تعلق ہی نہیں جب آپ کو تو پوچھنا کیا ہے
 تمنائے دلِ مضطرب کہاں نکلی کہیں نکلی
 گلے پر چلتے چلتے دے دیا دامن پہ بھی چھینٹا
 چھبری بھی میرے قاتل کی بہار آستین نکلی
 ستانے میں ستم ڈھانے میں اور مجھ کو مٹانے میں
 کہیں بڑھ کر فلک سے کوئے جاناں کی زمیں نکلی
 ابھی تو آسمان پر تھا دماغ اپنی تمنا کا
 زمیں پیروں سے نکلی اس کے منہ سے جب نہیں نکلی
 کسی پر مر چکا تھا میں تو پھر یہ کیا تماشا ہے
 دوبارہ کس لیے بیدم مری جانِ حزین نکلی

.....☆.....

آنکھوں کی راہ سے مرے دل میں اُترگئی
 یوں میرا فیصلہ نگیر ناز کر گئی

آئیِ ادھرِ بہارِ جوانیِ ادھر گئی
برباد کرنے آئی تھی برباد کر گئی
اچھا سلوک کر کے نسیمِ سحر گئی
پھیلا کے بوئے زلف پریشان کر گئی
اس رشکِ آفتاب کو دیکھا ہے خواب میں
سجدہ ہوا حرام نمازِ سحر گئی
دل کو سرور و کیفِ محبت عطا کیا
سب کچھ نگاہِ مرشدِ میخانہ کر گئی
پہلے بھی تنخ ناز چمکنے میں برق تھی
میرے لہو میں ڈوب کے دونی نکھر گئی
اب شورِ حشرِ مجھ کو جگائے تو غم نہیں
میں سو لیا لحد میں مری نیند بھر گئی
ستے چھٹے کہ راہِ محبت میں سر گیا
اور سر کے ساتھ ہی خلشِ در و سر گئی
رونے سے تیرے بھانپ لیا سب نے میرا حال
محفل میں آبرو مری اے چشمِ تر گئی

فرماتے ہیں وہ سن کے مری داستانِ غم
چھوڑ اس کا ذکرِ خیر جو گزری گزر گئی
شیرازہ سکون پریشان ہو گیا
بیدم بیاضِ حسرت و ارمائ بکھر گئی

.....☆.....

فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھر گئی
اے مرگ ناگہاں تو کہاں جا کے مر گئی
قسمت کے میری بیچ نکلنا محال ہیں
یہ زلف تو نہیں کہ سنوارا سنوار گئی
تو نے کیا تباہ کہ تیری نگاہ نے
تو کام کر گیا کہ نظر کام کر گئی
یہ میرا منہ کہ منہ سے جو نکلا وہی کیا
یہ آپ کی زبان کہ کہہ کر مکر گئی
موقوف در پر ہی نہ کعبہ پر منحصر
دیکھا کیے انہیں کو جہاں تک نظر گئی

ساغر ہے میرے ہاتھ میں اے اہلِ میکدہ
 توبہ کو دیکھنا مری توبہ کدھر گئی
 خیر آپ تو بخیر رہے گھر رقب کے
 یاں بھی ہمارے دل پہ جو گزری گزر گئی
 زورِ حسد ہے رشک کا بازار گرم ہے
 دنیا سے قدر دانی اہل ہنر گئی
 وہ آبدیدہ بیٹھے ہیں بیدم کی لاش پر
 اب پانی لے کے آئے ہیں جب پیاس مر گئی

.....☆.....

جب سے دل کشمکش گیسو و رخسار میں ہے
 مومنوں میں ہی شمار اپنا نہ کفار میں ہے
 سر میں دل میں جگرو دیدہ خونبار میں ہے
 رازِ الافت مرا اب تک انہیں دوچار میں ہے
 ایک وہ ہیں کہ ہر اک دل ہے خریدار ان کا
 اک مرا دل کہ تمنائے خریدار میں ہے

سردیا جس نے رہ عشق میں سردار ہوا
 بچ ہے معراج محبت رسن و دار میں ہے
 طور ہی پر نہیں موقوف لقاءً محبوب
 آنکھ والوں کے لیے ہر درود یوار میں ہے
 تشنہ کامان شہادت کی بجھا تشنہ لبی
 اسی پانی سے جو پانی تری تکوار میں ہے
 کاسہ چشم تمنا میں جو چاہے بھر دئے
 اے شیر حسن کمی کیا تری سرکار میں ہے
 واقعی قیدی زنجیر مذاہب ہیں وہ لوگ
 جو سمجھتے ہیں خدا سجدہ و زنار میں ہے
 یوں تو دل کیا تھا مرے دل کی حقیقت کیا تھی
 اب بھی کچھ ہی یہ جب سے نگہ یار میں ہے
 ناز اٹھاتا ہے کوئی اس کی جبیں سائی کے
 آج پیشانی بیدم بڑی سرکار میں ہے



لانہیں سکتا انہیں شورِ قیامت ہوش میں
 سوئے جو اس سایہ دیوار کے آغوش میں
 لے کے خاکِ قیس کو بادِ صبا آغوش میں
 جا رہی ہے کوئے لیلی کی طرف کس جوش میں
 میرے عصیاں دیکھ کر میری ندامت دیکھ کر
 کیسے ممکن ہے تری رحمت نہ آئے جوش میں
 کوچہ زلفِ رسانے سے لخنخہ لائی نسم
 بے خودی ہشیار! لے آتے ہیں اب ہم ہوش میں
 ساقی کوثر سے سن کر مژده لا تقنطوا
 جس کو دیکھو منہمک ہے شغلِ نوشانوش میں
 دیکھ کر دریا رواں اشکوں کا میری آنکھ سے
 لہریں لیتا ہے تمسم اس لپِ خاموش میں
 آپ سے بیدم بھی گزرا ساقیا لینا خبر
 صورتِ منصور آن کہنی نہ کہہ دے جوش میں



نکلے ہیں حج کے جملہ نشیناں اضطراب
 ہر اشک ہے بہارِ گلستانِ اضطراب
 جان و جگر ہے تابع فرمانِ اضطراب
 دنیا کے دل ہے عالمِ امکانِ اضطراب
 آہستہ چل خدا کے لیے صرصیرِ الہم
 بر باد ہو نہ خاکِ شہیداںِ اضطراب
 پہلو میں آج کل مرنے دل کا پتہ نہیں
 گم ہو گیا ہے یوسفِ کنعانِ اضطراب
 دل منزلِ فراق کی تاریک راہ میں
 لے کر چلا ہے مشعلِ تابانِ اضطراب
 دل میں ہواۓ شوق کے جھونکوں کا زور ہے
 دیکھو اڑے نہ گوشہ دامانِ اضطراب
 اے انبساطِ وعدہ باطل نہ دل سے جا
 لے دے کے ایک توہی تو ہے جانِ اضطراب
 بیدم کسی کی ابر و مژگاں کی یا دمیں
 چلتے ہیں دل پہ خنجر و پیکاںِ اضطراب

.....☆.....

یوں ہر اک جلوہ میں ہے جلوہ نما کی صورت
 بندے بندے میں ہے جس طرح خدا کی صورت
 اشک کی طرح تری آنکھوں سے گرنے والے
 مل گئے خاک میں نقشِ کف پا کی صورت
 جیتے جی جس کے تصور میں ہوئی عمر تمام
 قبر میں بھی وہی آنکھوں میں پھرا کی صورت

اللہ اللہ رے مجبوریٰ بیمارِ الْمَمْدُود
 نہ دوا کی کوئی صورت نہ دعا کی صورت

آپ کی چشمِ عنایت کا اشارہ نہ ہوا
 دیکھتی رہ گئی تاثیرِ دعا کی صورت

یادِ گیسو نے مرے دل کو ابھارا بیدم
 آسمان پر نظر آئی جو گھٹا کی صورت

.....☆.....

کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے
ہم تو ان کا منہ ہی تکتے رہ گئے

حرثیں ساری ہوئیں پامال غم
لختِ دل اشکوں میں مل کر بہہ گئے

یہ ملا عرضِ تمنا کا جواب
مسکرائے مسکرا کر رہ گئے

آئے تھے داغِ جگر کے سامنے
منہ کی کھا کر آج مہرو مہ گئے

مجھ سے پوچھوان کی خاموشی کا حال
کچھ نہ کہنے پڑھی سب کچھ کہہ گئے

سب گئے بیدم مدینہ کو مگر
ہائے تم اب کے برس بھی رہ گئے

.....☆.....

ہے دلِ محزونِ مکانِ دردِ دل
 اچھی دنیا ہے جہاں دردِ دل
 دل بنا ہے قصہ خوانِ دردِ دل
 اب سنو تم داستانِ دردِ دل
 ماجرائے دردِ دل سے پوچھئے
 دل ہے اپنا ترجمانِ دردِ دل
 اٹھ رہے ہیں بیٹھ کر پہلو سے وہ
 ہو رہا ہے امتحانِ دردِ دل
 ایک لفظِ آہ میں پوشیدہ ہے
 سر سے پا تک داستانِ دردِ دل
 آگیا پہلو میں وہ رشکِ مسح
 مست گیا نام و نشانِ دردِ دل
 پھر دلِ بیدم میں ہے دخلِ سکون
 ٹوٹ پڑا اے آسمانِ دردِ دل
☆.....

قیس کوئے لیلی میں جب پئے نماز آیا
 کعبہ سامنے لے کر عشقِ سحر ساز آیا
 درِ دل نے چونکایا بے خودی نے چٹکی لی
 شوق نے کہا لے دیکھ، وہ حریم ناز آیا
 یوں ہی میری آنکھوں میں آ کے سماوہ جائیں
 جیسے ان کی آنکھوں میں شب کو خواب ناز آیا
 ساتھ لے کے دشمن کو میرے گھرنہ آئیں اُپ
 ایسی مہربانی سے مہرباں میں باز آیا
 ہوش بھی ہوئے رخصتِ عقل نے بھی چھوڑا ساتھ
 شوق مجھ کو پہنچانے تا حریم ناز آیا
 غزوی کے آتے ہی شور ہو گا محشر میں
 بندہ ایاز آیا بندہ ایاز آیا
 صورتوں کا شیدائی شیخ کا ہوا طالب
 جادہِ حقیقت پر رہرو مجاز آیا

جب چلا سوئے مقتل شوقِ جاں ثاری میں
دل کے خیر مقدم کو بڑھ کے تیر ناز آیا

شکوہ جفا و جور بیدم اب کریں کس سے
درد دینے والا ہی بن کے چارہ ساز آیا

.....☆.....

ہلاک تنخِ جفا یا شہید ناز کرے
ترا کرم ہے جسے جیسے سرفراز کرے
ہر ایک ذرہ ہے عالم کا گوش برآواز
تو پھر کہاں پہ کوئی گفتگوئے راز کرے
تجلیاں جسے گھیرے ہوں تیرے جلوہ کی
وہ دیر و کعبہ میں کیا خاک امتیاز کرے
محال ترک خیالِ نجات ہے لیکن
وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے
مرے کریم جو ہن ماں کے تجھ سے پاتا ہو
وہ چاکے کیوں کہیں دست طلب دراز کرے

یہ حسن و عشق کا ہے اتحادِ یک رنگی
 وہی ہے مرضی محمود جو ایاز کرے
 بنائے زندہ جاوید یا رکھے بیدم
 مرے سر آنکھوں پہ جو کچھ نگاہ ناز کرے

.....☆.....

حال ابتر ہے ہجر میں دل کا
 بجھ رہا ہے چراغِ محفل کا
 داد دے دے کے بے قراری کی
 دل بڑھاتے ہیں وہ مرے دل کا
 صبر و تسلیم لے گئی وہ نگاہ
 لٹ گیا اُج قافلہ دل کا
 میں وہ کشتم ہوں بحرِ فرقہ میں
 صہنه دیکھا ہو جس نے ساحل کا
 سرمہ چشم نہ فلکِ شہری
 اللہ اللہ یہ مرتبہ بگل کا

کس سے پوچھیں کہاں تلاش کریں
 کئی دن سے پستہ نہیں دل کا
 تاپ نظارہ لائے گا اے قیس
 اٹھ بھی جائے جو پردہ محمل کا
 یار تیرے مٹھے ہوؤں کے نشاں
 کچھ پستہ دے رہے ہیں منزل کا
 ناخدا پار کر مرا بیڑا
 واسطہ تجھ کو اہل ساحل کا
 آ کے نکلانہ دل سے تیر نظر
 یہ بھی ارمان بن گیا دل کا
 قیس کے جذبِ دل کی تاثیریں
 کھینچے لیتی ہیں پردہ محمل کا
 جھوٹوں سن لیں اگر نوید بہار
 غنچے منہ چوم لیں عنادل کا
 میرا کیا پھونکنا ہے برقِ جمال
 پھونک دے بڑھ کے پردہ محمل کا

لائی بیدم عدم سے ہستی میں
کیا ٹھکانا ہے وحشتِ دل کا

.....☆.....

ہوا ختم ہستی کا میری فسانہ
بدلتا رہے کروٹیں اب زمانہ
زمانہ میں ہے یہ بھی کوئی زمانہ
کہ قیدِ قفس اور بے آپ و دانہ
ادا ہو نہاز اپنی یوں پنجگانہ
مرا سر ہو اور یار کا آستانہ
دکھائے نہ اللہ پھر وہ زمانہ
کہ آگے قفس کے جلے آشیانہ
انہی کیا ضرورت ہے تیر و کماں کی
نظر سے اڑائیں جو دل کا نشانہ
مرے غم کدھ میں وہ آئیں تو اک دن
لٹا دوں گا میں حسرتوں کا خزانہ

خرد نے جہاں مصلحت پر نظر کی
 لگایا وہیں عشق نے تازیانہ
 میں کیوں خواب میں فصلِ گل دیکھتا ہوں
 پھر آئے گا کیا ہمنشیں وہ زمانہ
 ابھی جس کو بجلی جلا کر گئی ہے
 اسی شاخ پر تھا مرا آشیانہ
 حرم میں کبھی اور کبھی بت کدہ میں
 تجھے ہم نے ڈھونڈا ہے خانہ بہ خانہ
 ہمیں کعبہ و بت کدہ سے غرض کیا
 سلامت رہے یار کا آستانہ
 نہ ہنستے بنے اور نہ روئے ہی بیدم
 محبت کا ہے کچھ عجب کارخانہ



نورِ نظر احمد مختار کی چادر
 لخت جگر حیدر کرار کی چادر

ہیں وجد میں حلقہ کیے اقطاب زمانہ
 اور سر پہ ہے سر حلقہ ابرار کی چادر
 قدسی اسے کیوں کرنہ رکھیں اپنے سروں پر
 ہے پنجتین پاک کے دلدار کی چادر
 سرکار نوازیں تو نوازش ہے کرم ہے
 ہم لائے ہیں سرکار میں سرکار کی چادر
 جب جب دروارث پر رسائی ہوئی بیدم
 گلہائے سخن گوندھ کے تیار کی چادر

.....☆.....

سہارا موجوں کا لے لے کے بڑھ رہا ہوں میں
 سفینہ جس کا ہے طوفان وہ ناخدا ہوں میں
 خود اپنے جلوہ ہستی کا بتلا ہوں میں
 نہ مدعا ہوں کسی کا نہ مدعا ہوں میں
 کچھ آگے عالم ہستی سے گونجتا ہوں میں
 کر دل سے ٹوٹے ہوئے ساز کی صدا ہوں میں

پڑا ہوا ہوں جہاں جس طرح پڑا ہوں میں
 جو تیرے در سے نہ اٹھے وہ نقشِ پا ہوں میں
 جہاںِ عشق میں گو پیکرِ وفا ہوں میں
 تری نگاہ میں جب کچھ نہیں تو کیا ہوں میں
 تجلیات کی تصویر کھینچ کر دل میں
 تصورات کی دنیا بسا رہا ہوں میں
 جنونِ عشق کی نیرنگیاں ارے توبہ
 کبھی خدا ہوں کبھی بندہ خدا ہوں میں
 بدلتی رہتی ہے دنیا مرے خیالوں کی
 کبھی ملا ہوں کبھی یار سے جدا ہوں میں
 حیات و موت کے جلوے ہیں میری ہستی میں
 تغیراتِ دو عالم کا آئینہ ہوں میں
 تری عطا کے تصدق ترے کرم کے شار
 کہ اب تو اپنی نظر میں بھی دوسرا ہوں میں
 بقا کی فکر نہ اندیشہ فنا مجھ کو
 تعینات کی حد سے گزر گیا ہوں میں

مجھی کو دیکھ لیں اب تیرے دیکھنے والے
 تو آئینہ ہے مرا تیرا آئینہ ہوں میں
 میں مت گیا ہوں تو پھر کس کا نام ہے بیدم
 وہ مل گئے ہیں تو پھر کس کو ڈھونڈتا ہوں میں

.....☆.....

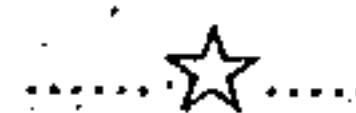
حالِ خشہ و گم کردہ را ہے
 نگاہے خرو خوباب نگاہے
 سجدو آرزو شام و پگا ہے
 بسوئے آستانے کج کلا ہے
 برائے تشنہ کامانِ محبت
 در تو ما من و امید گا ہے
 قدم از روضه بیرون نہ خدارا
 ہزاراں دیدہ دل فرش را ہے
 بہردم خوبی حسنی فزوں باد
 الہی تا فروع غہر و ماء ہے

بیا در حلقة پیر خرابات
 برو از خواجگه و خانقاہے
 شہنشاہ زمانہ ہست بیدم
 گذائے وارث عالم پناہے

.....☆.....

سینہ میں دل ہے دل میں داغ داغ میں سوز و سازِ عشق
 پرده بہ پرده ہے نہاں پرده نشیں کا رازِ عشق
 ناز کبھی نیاز ہے اور نیاز نازِ عشق
 ختم ہوا نہ ہو کبھی سلسلہ درازِ عشق
 عشق ادا نوازِ حسن، حسن کرشمہ سازِ عشق
 آج سے کیا ازال سے ہے حسن سے ساز بازِ عشق
 اپنی خبر کہاں انہیں جن پر کھلا ہے رازِ عشق
 سارے شور مرٹ گئے جب ہوا امتیازِ عشق
 ہوش و خرد بھی الفراق بینی و بینک کہیں
 حضرتِ دل کا خیر سے ہے سفرِ حجازِ عشق

پیرِ مغاں کے پائے ناز اور مرا سرِ نیاز
 ہوتی ہے میکدے میں روزِ اپنی یونہی نمازِ عشق
 حست و یاس و آرزو شوق کا اقتدار کریں
 کشته غم کی لاش پر دھوم سے ہو نمازِ عشق
 عشق کی ذات ہی سے ہے خوبیِ حسن و شانِ حسن
 حسن کے دم قدم سے ہے سارا یہ سوز و سازِ عشق
 اے دلِ دردِ مند پھر نالہ ہو کوئی دلگداز
 سوئی پڑی ہے بنمِ شوق چھیر دے اپنا سازِ عشق
 ہوش و خردِ عدوئے عشق، عشق ہے دشمنِ خرد
 ہے نہ ہوا نہ ہو کبھی عقل سے سازِ بازِ عشق
 بیدمِ خستہ ہے کہاں، اصل میں کوئی اور ہے
 زمزمه سخ بے خودی نغمہ طرازِ سازِ عشق



جو دیتا ہے تو ایسا جام دے پیرِ مغاں مجھ کو
 کہ پیتے پیتے آجائے سرویر جاؤ داں مجھ کو

پسند آتا نہیں قصہ کسی کا قصہ خواں مجھ کو
 سناتا ہے تو میری ہی سنائے داستان مجھ کو
 شبستان عدم سے لا کے ڈالا بزمِ ہستی میں
 نہیں معلوم لے جائے گی اب وحشت کہاں مجھ کو
 یہ باتیں کرتے کرتے کیوں زبان رکنے لگی آکر
 کھٹکتا ہے ترا پیغامبر طرزِ بیان مجھ کو
 مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے
 زمیں تھا آسمان یا اب زمیں ہے آسمان مجھ کو
 مرا پہلو بدلا اس کے رنگِ رخ کا اڑ جانا
 ڈبو دے گا کسی دن اضطرابِ رازداں مجھ کو
 اگر بچلی نہیں تو روئے روشن کی بچلی ہے
 نظر آتا تو ہے پرده سے کوئی ضوفشاں مجھ کو
 مرے گریہ نے مجھ کو منزلِ مقصد پہ پہنچایا
 بہا کر لے گئے ان تک مرے اشکِ رواں مجھ کو
 زمین کوئے جاناب کوئی نیدانِ قیامت ہے
 کہ ہر ذرہ میں ہے اک گردشِ ہفت آسمان مجھ کو

سکون و صبر نے جس دن سے میرا ساتھ چھوڑا ہے
 کہا کرتے ہیں اب وہ یوسف بے کارواں مجھ کو
 جوان کا نام لیتے لیتے میرا دم نکل جائے
 تو میری موت ہو بیدم حیاتِ جاوداں مجھ کو



وہ گھبرائے کچھ ایسے آج میرے شور و شیون سے
 کہ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اٹھے بزمِ دشمن سے
 نہیں بچتا نہیں بچتا کوئی اُس پشم پرن سے
 قضا بھی نج کے چلتی ہے غضبِ آلو دہ چتوں سے
 جہاں رکھتا ہوں تنکے آشیاں کے پھونک دیتی ہے
 تجھے تو خدی ہے اے برق کچھ میرے نشیمن سے
 اسی حسرت میں روتا ہوں یہی ارمائی رلاتا ہے
 کہ میرے اشک پونچھے کاش کوئی اپنے دامن سے
 ترے دیوانے سے خارِ مغیلاں کو یہ الفت ہے
 کہ لیتا ہے قدم کوئی، کوئی لپٹا ہے دامن سے

مری وحشت کا پہلا روز روزِ عید ہے گویا
 نکہ ملنے کو بڑھا چاکِ گریباں چاکِ دامن سے
 جنوں میں دشست سے جانے کا جب میں نام لیتا ہوں
 تو کانٹے کس محبت سے لپٹ جانتے ہیں دامن سے
 الہی میرے رازِ دل کا اب تو ہی نگہداں ہے
 کہ جو کہنی نہ تھی وہ بات کہہ گزرا ہوں دشمن سے
 خزانہ ہے مرا دل حسرت و یاس و تمنا کا
 جسے جو چاہیے لے جائے آکر میرے خرمن سے
 محمد اللہ وہی بیدم کے دل میں جلوہ فرمایا ہیں
 خجل ہیں چاند سورج دونوں جن کے روئے روشن سے

.....☆.....

لڑکھڑاتا کیوں ہے آخر بزم میں پیکانہ آج
 یاد آئی کیا کسی کی لغزشِ متناہ آج
 ان کے آتے ہی ہوئی کیا حالتِ میخانہ آج
 شیشہ پر شیشہ گرا پیکانہ پر پیکانہ آج

ٹوٹی زاہد ہی کی توبہ پج گیا پیانہ آج
 رہ گئی الحمد للہ عزت مے خانہ آج
 مست ہو جانے پہ بھی ساغرنہ چھوٹے ہاتھ سے
 تیرے ہاتھوں لاج ہے اے لغزش متانہ آج
 ہونہ ہو میرے ہی سوزِ عشق کا مذکور ہے
 شمع سے کچھ کہہ رہا ہے بزم میں پروانہ آج
 خونِ دل لخت جگر حاضر ہیں دعوت کے لیے
 قلبِ مضطرب کا ہے مہماں جلوہ جانا نہ آج
 دل جگر دونوں ہی مشتاقِ شہادت ہیں مرے
 اے نگاہِ یارِ کوئی وار ہو ترکانہ آج
 ہو گیا سخنڈا کلیچہ بجھ گئی دل کی لگنی
 شمع کے دامن سے لپٹا رہ گیا پروانہ آج
 اٹھ گئے بیدم کی آنکھوں سے جباباتِ دوئی
 ایک ہے اس کی نظر میں کعبہ و بت خانہ آج



ہے لیلی زیبِ محمل اور یادِ قیس ہے دل میں
 یہ اک لیلی ہے لیلی میں یہ اک محمل ہی محمل میں
 نگاہِ ناز کے تیر اس طرح آئے مرے دل میں
 کہ جیسے دوڑ کر چھپ جائے لیلی اپنے محمل میں
 نگاہِ قیس سے چھپنے پہ بھی او جھل نہیں لیلی
 کہ پشمِ شوق کے پردے پڑے ہیں اس کے محمل میں
 اسے اعجازِ الفت گرنہیں کہتے تو پھر کیا ہے
 کہ لیلی وشت میں پھرتی ہے اور مجنوں ہے محمل میں
 ادھرِ مجنوں یہ کہتا ہے کہ میں نے وشت میں دیکھا
 ادھر یہ لطف ہے لیلی رہی محمل کے محمل میں
 تصور ان کا آنکھوں میں ہے اور آنکھیں ہیں بند اپنی
 پڑے ہیں پردے محمل کے اور ایک لیلی ہے محمل میں
 ہماری لاش پر اس طرح سے گہوارہ ہے بیدم
 کہ جیسے گم شدہ لیلی کا اک محمل ہو محمل میں



کام میرا کسی تدبیر سے آسائ نہ ہوا
 جو مرض مجھ کو ہوا قابل درمان نہ ہوا
 ان کی محفل میں چھپائے نہ چھپا سوز نہاں
 داغ دل میرا چراغ تھے داماں نہ ہوا
 اور تو تربت بے کس پہ کوئی کیا روتا
 ابر بھی آ کے مری خاک پہ گریاں نہ ہوا
 یاں بھی کیا میری نہ فریاد سنے گا کوئی
 گھر ہوا آپ کا یہ حشر کا میداں نہ ہوا
 سینکڑوں مردے جلائے کیے بیمار اچھے
 آپ سے ایک مرے درد کا درمان نہ ہوا
 ایک درد دل بیمار رہا جان کے ساتھ
 اور تو کوئی شریک غم ہجراءں نہ ہوا
 ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہیں
 دل عجب گھر ہے کہ بیدم کبھی ویراں نہ ہوا

..... جلد

ہم میکدے سے مر کے بھی باہر نہ جائیں گے
 مے کش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے
 وہ اک کہیں گے ہم سے تو ہم سونا جائیں گے
 منہ آئیں گے ہمارے تواب منہ کی کھائیں گے
 کچھ چارہ سازی نالوں نے کی ہجر میں مری
 کچھ اشک میرے دل کی لگی کو بجھائیں گے
 وہ مثل اشک اٹھ نہیں سکتا زمین سے
 جس کو حضور اپنی نظر سے گرا جائیں گے
 جھونکے نیم صح کے آ آ کے ہجر میں
 اک دن چراغِ ہستی عاشق بجھائیں گے
 صمرا کی گرو ہو گی کفن مجھ غریب کا
 اٹھ کر بگولے میرا جنازہ اٹھائیں گے
 اب ٹھان لی ہے دل میں کہ سرجائے یار ہے
 جیسے اٹھے گا پارِ محبت اٹھائیں گے
 گردش نے میری چرخ کا چکرا دیا دماغ
 نالوں سے اب زمیں کے طبق تھرھرا جائیں گے

بیدم وہ خوش نہیں ہیں تو اچھا یوں ہی سہی
ناخوش ہی ہو کے غیر مرا کیا بنائیں گے



یہ خروی و شوکت شاہانہ مبارک
یہ قصر یہ خدام یہ کاشانہ مبارک
مستوں کو مبارک درِ میخانہ کے سجدے
میخانہ تجھے مرشدِ میخانہ مبارک
اے پشمِ تمنا تری امید بر آئی
اٹھتا ہے نقابِ رخ جانانہ مبارک
بلبل کو مبارک ہو ہوائے گل و گلشن
پروانہ کو سوزِ دل پروانہ مبارک
لو اٹھ گئے سب جلوہ گہرے ناز کے پردے
ناظرہ حسنِ رخ جانانہ مبارک
سرمد کو مبارک ہوں متنے صاف کے ساغر
بیدم ہمیں درِ تہہ پیمانہ مبارک



حضورِ وارث عالی مقام کی چادر
 جبیب حضرت خیر الانام کی چادر
 ارم سے روضہ وارث پہ حوریں لاتی ہیں
 بنا بنا کے دزدود و سلام کی چادر
 ردائے فاطمہ زہرا یہ طشت نور میں ہے
 کہ ہے حسین علیہ السلام کی چادر
 مری بلا کو ہو خورشید خش کا کھکا
 کہ میرے سر پہ ہے میرے امام کی چادر
 درِ حضور پہ حاضر ہے آپ کا بیدم
 قبول تکھے مولا غلام کی چادر

.....☆.....

اس طرف بھی کرم اے رشک مسیحا کرنا
 کہ تمہیں آتا ہے پیمار کو اچھا کرنا
 بے خود جلوہ سے کہتا ہے یہ جلوہ ان کا
 لطف نظارہ اٹھا ہوش سنجالا کرنا

اے جنوں کیوں لیے جاتا ہے بیابان میں مجھے
 جب تجھے آتا ہے گھر کو مرے صحراء کرنا
 جب بجز تیرے کوئی دوسرا موجود نہیں
 پھر سمجھ میں نہیں آتا ترا پردا کرنا
 یہی دو کام ہیں ناکام محبت کے لیے
 کبھی ان کا کبھی تقدیر کا شکوا کرنا
 ہم بھی دیکھیں ترے آنکھیں رخ کو لیکن
 شاق ہے گرد نظر سے اُسے دھنڈلا کرنا
 کوئی جا ہو وہ حرم ہو کہہ صنم خانہ ہو
 ہم کو نقش قدمِ یار پہ سجدہ کرنا
 دیکھ لے جا کے وہ دریا پہ تماشاۓ حباب
 جس کو منظور ہو نظارہ دنیا کرنا
 پروہہ ہستی موہوم ہٹا دو پہلے
 پھر جہاں چاہو وہاں یار کو دیکھا کرنا
 شکوہ اور شکوہ محبوب الہی توبہ
 کفر ہے مذہب عشق میں شکوہ کرنا

ایک تم ہو کہ تم ہمیں بات کا کچھ پاس نہیں

اور اک ہم کہ ہمیں منہ سے جو کہنا کرنا

وہ مرے اشک کو دامن پہ جگہ دیتے ہیں

یعنی منظور ہے اس قطرے کو دریا کرنا

ایسی آنکھوں کے تصدق مری آنکھیں بیدم

کہ جنہیں آتا ہے اغیار کو اپنا کرنا

.....☆.....

یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیض مے پستی ہے

گھٹا کے بھیں میں میخانہ پر رحمت برستی ہے

یہ جو کچھ دیکھتا ہے تو فریب خواب ہستی ہے

تخيّل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ پستی ہے

وہاں ہیں ہم جہاں بیدم نہ ویرانہ نہ بستی ہے

نہ پابندی نہ آزادی نہ ہشیاری نہ مستی ہے

تری نظروں پہ چڑھنا اور ترے دل سے اتر جانا

محبت میں بلندی اس کو کہتے ہیں وہ پستی ہے

وہی ہم تھے کبھی جورات دن پھولوں میں متلتے تھے
 وہی ہم ہیں کہ تربت چار پھولوں کو ترسی ہے
 کر شئے ہیں کہ نقاش ازل نیرنگیاں تیری
 جہاں میں مائلِ رنگ فنا ہر نقش ہستی ہے
 اسے بھی ناکِ جاناں تو اپنے ساتھ لیتا جا
 کہ میری آرزوِ دل سے نکلنے کو ترسی ہے
 ہر اک ذرہ میں ہے انی انا اللہ کی صداساقی
 عجب میش تھے جن کی خاک میں بھی جوشِ مستی ہے
 خدا رکھے دل پر سوز! تیری شعلہ افشاںی
 کہ تو وہ شمع ہے جو رونق دربار ہستی ہے
 مرے دل کے سواتونے بھی دیکھا پے کسی میری
 کہ آبادی نہ ہو جس میں کوئی ایسی بھی بستی ہے
 حجاباتِ تعین مانع دیدارِ سمجھا تھا
 جو دیکھا تو نقابِ روئے جاناں میری ہستی ہے
 عجب دنیائے حیرتِ عالم گورِ غریبیاں ہے
 کہ دیرانہ کا دیرانہ ہے اور بستی کی بستی ہے

کہیں ہے عبده کی دھن کہیں شورِ ان الحق ہے
 کہیں اخفاۓ مستی ہے کہیں اظہارِ مستی ہے
 بنایا رشکِ مہر و مہ تری ذرۂ نوازی نے
 نہیں تو کیا ہے بیدم اور کیا بیدم کی ہستی ہے



کیا سنائے بتلائے دردِ دل

کیا سنو گے ماجراۓ دردِ دل

آپ ہی نے درد بخشنا ہے مجھے

آپ ہی دیں گے دوائے دردِ دل

دردِ دل سے زندگی ہے زندگی

جان صدقے دل فدائے دردِ دل

انہتائے درد اس کا نام ہے

دل کوڑھونڈے اور نہ پائے دردِ دل

موت کرتی ہے علاجِ اہلِ درد
درودِ خود ہے دوائے درودِ دل

حضرت عیسیٰ یہ ان کا کام ہے
آپ کیا جائیں دوائے درودِ دل

ہم نے دل سی چیز دے دی آپ کو
آپ کیا دیں گے سوائے درودِ دل

درودِ دل گر بانٹنے کی چیز ہو
بانٹ لیں اپنے پرانے درودِ دل

درودِ دل پیدا ہوا دل کے لیے
اور دل بیدم برائے درودِ دل

.....☆.....

کون سا گھر ہے کہ اے جاں نہیں کاشانہ ترا
اور جلوخانہ ترا

میکدہ تیرا ہے کعبہ ترا بت خانہ ترا

سب ہے جانانہ ترا

تو کسی شکل میں ہو میں ترا شیدائی ہوں

ترا سودائی ہوں

تو اگر شمع ہے اے دوست میں پروانہ ترا

یعنی دیوانہ ترا

مجھ کو بھی جام کوئی پر خرابات ملے

تیری خرات ملے

تا قیامت یوں ہی جاری رہے پیمانہ ترا

تر رہے میخانہ

تیرے دروازے پہ حاضر ہے تیرے در کا فقیر

اے امیروں کے امیر

مجھ پہ بھی ہو کبھی الطاف کریمانہ ترا

طف شاہانہ

صدقة می خانہ کا ساقی مجھے بے ہوشی دے

خود فراموشی دے

یوں تو سب کہتے ہیں بیدم ترا مستانہ ترا
اب ہوں دیوانہ ترا



حشر بھی یونہی جائے گا اے دل بے قرار کیا

یونہی رہیں گے تشنہ کام تشنہ دیدہ یار کیا

مزدہ فصلِ گل صبا جا کے رقب کو سنا

مجھ کو بہار سے غرض میرے لیے بہار کیا

یار کی جلوہ گاہ میں پردے پڑے تو یہ نہ پوچھ

دیکھتی رہ گئی ادھر چشمِ امیدوار کیا

جامہ عقل و ہوش تو نذرِ جنون کر چکے

سُس کے ہوں تار تار اب کیجئے تار تار کیا

دیر و حرم میں چشمِ شوق ڈھونڈ پھری پتہ نہیں

دل نے چھپا کے رکھ لیا نقشہ روئے یار کیا

اپنی وفا کے ساتھ ساتھ ان کی جفا بھی یاد ہے
روز شمار کے لیے اور رکھیں شمار کیا

ذ اوڑھر بے شمار میرے قصور ہیں تو ہوں
تجھ سے کریم کے لیے مجھ سا گنہگار کیا

بیدم خستہ دل کی روز آنکھیں ہیں ڈھونڈتی تجھے
طور پر گر کے کھو گئی برقِ جمالِ یار کیا

.....☆.....

تیرے خیال میں دل دنیا کو دیکھتا ہے
آئینہِ تصور جامِ جہاں نما ہے
آنکھوں میں جب تم آئے پھر دل ہی دور کیا ہے
اس راستے سے سیدھا کعبہ کا راستہ ہے
اک وفترِ الٰم ہے میری کتابِ ہستی
ہر حرفِ زندگی کا دیپاچہِ فنا ہے
میرا عروجِ سجدہ پہنچا ہے لامکاں تک
اللہ آسمان پر یہ کس کا نقشِ پا ہے

اے نامراوی دل ہم کیا یہ دیکھتے ہیں
 دست طلب ہمارا منت کش دعا ہے
 آتے ہی ایک پچی ٹوٹا طسم ہستی
 بربادی تعین آبادی فنا ہے
 تھی میری حرتوں کی جواک بہار آخر
 مایوسیوں نے اس کو دل سے مٹا دیا ہے
 رفتارِ جور میں ہے کیا چرخ کا سلیقہ
 ان کا ستم ستم ہے ان کی جفا جفا ہے
 ازمان ہو کہ ان کا تیر نظر ہو بیدم
 جو دل تک آگیا ہے دل ہی کا ہورہا ہے

.....☆.....

بت بھی اس میں رہتے تھے دل یار کا بھی کاشانہ تھا
 ایک طرف کعبے کے جلوے ایک طرف بت خانہ تھا
 دلبر ہیں اب دل کے مالک یہ بھی ایک زمانہ ہے
 دل والے کھلاتے تھے ہم وہ بھی ایک زمانہ تھا

پھول نہ تھے آرائش تھی اس مست ادا کی آمد پر
ہاتھ میں ڈالی ڈالی کے ایک ہلکا سا پیانہ تھا

ہوش نہ تھا بیہو شی تھی، بیہو شی میں پھر ہوش کہاں
یاد رہی خاموشی تھی جو بھول گئے افسانہ تھا

دل میں وصل کے ارمان بھی تھے اور ملالِ فرقہ بھی
آبادی کی آبادی ویرانے کا ویرانہ تھا

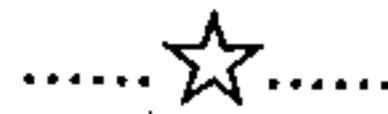
اف رے بارِ جوش جوانی آنکھ نہ ان کی اٹھتی تھی
مستانہ ہر ایک ادا تھی ہر عشوہ مستانہ تھا

شمع کے جلوے بھی یارب کیا خواب تھا جلنے والوں کا
صح جواد یکھا محفل میں پروانہ ہی پروانہ تھا

دیکھ کے وہ تصویر مری کچھ کھوئے ہوئے سے کہتے ہیں
ہاں ہاں یاد تو آتا ہے اس شکل کا اک دیوانہ تھا

غیر کاشکوہ کیوں کر رہتا دل میں جب امید میں تھیں
اپنا پھر بھی اپنا تھا بیگانہ پھر بیگانہ تھا

بیدم اس انداز سے کل یوں ہم نے کہی اپنی بیتی
ہر ایک نے سمجھا محفل میں میرا، ہی افسانہ تھا



محشر کو پاممال کرے یا پا کرے
جو چاہے آپ کی نگہ فتنہ زا کرے
ناصع کی بات مانے کہ دل کا کہا کرے
اب کہیے کوئی کیا نہ کرے اور کیا کرے
کب تک کسی کی کوئی تمنا کیا کرے
گھبرا کے اپنی جان نہ دے دے تو کیا کرے
اس عندریب کو ہے قیامت کا سامنا
جس کا قفس کے آگے نشین جلا کرے
کس کام کی امید ہے ناکام کے لیے
ناکامیوں کو میری خدا کام کا کرے
جب میرے درد دل کا مداوا نہ ہو سکا
کوئی سچ ہے تو مجھے کیا ہوا کرے

ان کو تو آئے دن نئے دل کی تلاش ہے
 کوئی کہاں سے روز نیا دل دیا کرے
 جس طرح ان کی زلف بڑھے ان کے دوش پر
 یا رب اسی طرح مری وحشت بڑھا کرے
 ہیں بے خودی میں ان سے ہم آغوشیاں نصیب
 تا حشر مجھ کو ہوش نہ آئے خدا کرے
 دیکھے جو تجھ کو آئینہ دل میں جلوہ گر
 جیرت سے چشم شوق ترا منہ تکا کرے
 جلوے بھی سامنے ہیں وہ کافر بھی سامنے
 کس کی طرف کو اب کوئی سجدہ ادا کرے
 ہستی مری محیط رہے نیستی کے بعد
 روشن بقا کا نام مآل فنا کرے
 پر دے میں ہے جمال تو ہے شور اس قدر
 اور بے حجاب ہو تو خدا جانے کیا کرے
 دم بھر میں آسمان بنادے زمین کو
 نقشِ جبیں کی قدر اگر نقشِ پا کرے

دامن استجاب کی کلیاں کھلی رہیں
یارب وہ ہو قبول جو بیدم دعا کرے

.....☆.....

پڑا ہے نوشہ کے رخ پر نقاب سہرے کا
چھپا ہے ابر میں یا آفتاپ سہرے کا
ہیں پھول حمد کے نعتِ رسولؐ کی کلیاں
جواب ہی نہیں اس لاجواب سہرے کا

یہ آج تجھ سے جواں بخت کے ہے سر پہ بندھا
تو اور بڑھ گیا حسنِ شباب سہرے کا
دولہنِ حسین ہے تو نوشہ بھی ہے حسین و جميل
ہر ایک پھول ہوا کامیاب سہرے کا

یہ گندھتے ہی سر نوشہ پر بندھا بیدم
نصیب تو کوئی دیکھے جناب سہرے کا

.....☆.....

مہماں ہے خیالِ رخ جانا نہ کسی کا
 ہے منزلِ خورشید سیہ خانہ کسی کا
 سمجھتا نہیں اس شوخ سے یارانہ کسی کا
 سچ تو یہ ہے وہ دوست ہمارا نہ کسی کا
 بے جا ہے کم و بیش کی ساقی سے شکایت
 مے اُتنی ہی دی جتنا تھا پیانہ کسی کا
 زاہد ہے اُسے پھر کہیں جانے کی ضرورت
 جب کعبہ ہے سنگ در جانا نہ کسی کا
 بے مانگے پلائی ہمیں اور خوب پلائی
 تا حشرِ سلامت رہے مے خانہ کسی کا
 اس طرح وہ سنتے ہیں مرے غم کی کہانی
 کہتے ہیں سناؤ ہمیں افسانہ کسی کا
 لڈا ب اے مرشد مے خانہ خبر لے
 مستی میں چھلکنے کو ہے پیانہ کسی کا
 تدبیر میں گو جنبشِ دامان سحر ہے
 آتا ہی نہیں ہوش میں مستانہ کسی کا

دیوانہ جو سمجھے اُسے دیوانہ ہے بیدم
ہشیار سے ہشیار ہے دیوانہ کسی کا

.....☆.....

ترے کمال ستم کی یہ یادگار رہے
کہ ہم رہیں نہ ہمارا کہیں مزار رہے

گل مراد کھلیں سینہ لالہ زار رہے
مرے چمن میں الہی سدا بہار رہے

وہ اضطراب کی دنیا ہی دل خدار کئے
جہاں قرار بھی آئے تو بے قرار رہے

زمانہ بھر کو قیامت پہ ٹال رکھا ہے
سکے ترے وعده کا اعتبار رہے

نالا بھر انوکھا وصال ہے اپنا
کہ ہم نہ دیکھ سکے اور وہ ہمکنار رہے

نصیب ہو تو یہ ہے سرفروش کی معراج
کہ پانچال تری راہ میں غبار رہے

یہ کیا کہ دل میں ہیں اور آنکھ دید سے محروم
کہیں بہار کہیں حستِ بہار رہے

ہوا ہوں خاکِ چمن اس لیے نسیمِ بہار
کہ پانچال اسی راہ میں غبار رہے

تو پھر وصال کی شب کے مزے مزے نہ رہیں
جو یادِ لذتِ شبہائے انتظار رہے

خدار کھے تجھے تجھ سے ہی کام ہے مجھ کو
کوئی رہے نہ رہے تو خیالِ یار رہے

یہاں نہ ضبط کی طاقت نہ اضطراب کی تاب
جسے قرار رہا ہو وہ بے قرار رہے

بتول سے دل نہ لگانا ثواب ہے واعظ
مگر اسی کو جسے دل پہ اختیار رہے

یہ کہہ کے چشمِ تمنا سے وہ ہوئے رخصت
 یہ انتظار کا گھر ہے تو انتظار رہے
 وہ کون ہے وہ میرا بد نصیبِ دل بیدم
 چمن میں رہ کے جو بیگانہ بہار رہے

.....☆.....

وہ چلنے جھٹک کے دامنِ مرے دستِ ناتوان سے
 اسی دن کا آسرا تھا مجھے مرگِ ناگہاں سے
 یہ حبابِ کفر و ایمان بھی ہٹاؤ درمیاں سے
 کہ مقامِ قرب آگے ہے حدودِ دو جہاں سے
 مری طرح تھک نہ جائے کہیں حسرتِ فردہ
 کہ لپٹ کے چلنے تو دی ہے وہ غبارِ کارواں سے
 مجھے شوق سے تغافلِ ترا پاہماں کر دے
 مرا سرا اٹھا نہ اٹھے ترے سنگِ آستان سے

ترے میکدہ کا ساقی ہے بیاں بھی کیف آگئیں
 کہ ہوا کو ہے تو اجد مرے ندرت بیاں سے
 مری بنے نسی کا عالم کوئی اس کے جی سے پوچھئے
 مری طرح لٹ گیا ہو جو پچھڑ کے کارواں سے
 جو خیال میں بھی چھوٹے در پاک تیرا مجھ سے
 تو لپٹ کے روئیں سجدے ترے سنگ آستاں سے
 تری رگذر تک اے جاں جو نصیب ہو رسانی
 ملؤں آنکھیں اپنی نقشِ کفِ پائے سارباں سے
 وہی گونجتی ہیں اب تک مرے کان میں صدائیں
 جو سنا تھا زمزمه اک بھی سازِ کن فکاں سے
 نہ ہو پاس پرودہ ان کونہ یہ پرده داریاں ہوں
 مری دکھ بھری کہانی جو سنے مری زبان سے
 مری پشمِ حسرت آگئیں یہ خرابیاں نہ دیکھے
 جو قفس کو دور کھوئے کوئی میرے آشیاں سے

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے
 ترے نام پر مٹا دوں مجھے کیا غرض نشاں سے
 اسی خاک آستاں میں کسی دن فنا بھی ہوگا
 کہ بنا ہوا ہے بیدم اسی خاک آستاں سے

.....☆.....

خیال ہے کہ انہیں بے نقاب دیکھیں گے
 انہی کھلی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھیں گے

نقاب کیسی انہیں بے نقاب دیکھیں گے
 نگاہِ شوق کو ہم کامیاب دیکھیں گے

بدل نہ جائے کہیں تنظیمِ عالم ہستی
 وہ حالتِ دلِ خانہ خراب دیکھیں گے

تری نظر میں ترے دل میں تیری محفل میں
 ہمیں بھی لوگ کبھی باریاب دیکھیں گے

کہاں تک اپنے گریباں کی خیر مانگیں ہم
اسی کو چاک اسی کو خراب دیکھیں گے

انہیں غربیوں کے حالِ خراب سے کیا کام
وہ آئے کیوں مرا حالِ خراب دیکھیں گے

ہم اور رقیب سمجھی ہوں گے آج مقتل میں
وہیں تری نظرِ انتخاب دیکھیں گے

بدل گیا ہے زمانہ جو پھر گئی ہے نظر
کے خبر تھی کہ یہ انقلاب دیکھیں گے

جو آج پرودہ دیر و حرم میں ہیں روپوش
انہیں کو حشر میں کل بے نقاب دیکھیں گے

ستالے خوب ستالے ہمیں دلِ مضطرب
وہ آ گئے تو ترا اضطراب دیکھیں گے

حریم ناز میں اوچھپ کے بیٹھنے والے
کبھی تو اہل نظر بے نقاب دیکھیں گے

لکھا کے نامہِ غم، میں تو جان دیتا ہوں
جواب دیکھنے والے جواب دیکھیں گے

رہ طلب میں جو خود مٹ گئے ہیں اے بیدم
فنا کے بعد بقا کا وہ خواب دیکھیں گے



اُس سنگِ آستان پر جبینِ نیاز ہے
واللہ کیا نماز ہماری نماز ہے
ہر آئینے کے پردے میں آئینہ ساز ہے
اے ہمنشیں وہ کوچہ عشقِ مجاز ہے
ہر بندے کے لباس میں بندہ نواز ہے
تصویرِ خامشی ہے جو غنچہ ہے باغ میں
ہر گل مری شکستگی دل کا راز ہے
وہ خاکِ آستان ہے تری خاکِ آستان
جس پر جبینِ شوق کے سجدوں کو نماز ہے

کس کی طرف کو دستِ تمنا دراز ہو
 عالم میں کوئی آپ سا بندہ نواز ہے
 پھر دیکھے ہر جمال میں جلوے جمیل کے
 جب یہ کھلا کہ عین حقیقت مجاز ہے
 زاہد کو اپنے زهد و عبادت پہ ہے غرور
 مجھ کو ترے کرم تری رحمت پہ ناز ہے
 محل البصر بنائے نہ کیوں چشم غزنوی
 خاکِ درِ ایاز میں دنیائے راز ہے
 پھر لائے کیا نظر میں سلاطین دہر کو
 بیدم گدائے وارثِ عالم نواز ہے

.....☆.....

موت کی ہچکی کے آتے ہی رشۂ دنیا ٹوٹ گیا
 روح نے تن سے پائی رہائی قید سے قیدی چھوٹ گیا
 جس کے لیے ہم سب سے چھوٹے سب کو ہم نے چھوڑ دیا
 واہ رے ناکامی مقدر وہ بھی ہم سے چھوٹ گیا

اشکوں میں رنگینی کیوں ہے اشک مرے رنگین ہیں کیوں
غم سے جگر کا خون ہوا یا دل کا پھپھولا پھوٹ گیا

صحح سے سر کو دھستا ہوں اور بیٹھا تنشے چتنا ہوں
کوئی اندھیری رات میں آکر خانہ دل کو لوٹ گیا

بیدم ان کے جاتے ہی کچھ ایسی حالت زار ہوئی
ضبط کی ہمت ٹوٹ گئی اور صبر کا دامن چھوٹ گیا

.....☆.....

جس طرف دیکھتا ہوں جلوہ جانا نہ ہے

اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے

کعبہ کعبہ ہے صنم خانہ صنم خانہ ہے

ستنتے ہیں ٹوٹا سا دل منزل جانا نہ ہے

بیدمیں گزریں گریباں کا ہوا کام تمام

لیکن اب تک اسی دھن میں دل دیوانہ ہے

ہائے کیا پوچھتے ہو برمی بزمِ خیال

اب نہ وہ شمع ہے مخلل میں نہ پروانہ ہے

رہے اے ناکِ جاناں تری دنیا آباد

ہر لبِ زخمِ جگر پہ ترا افسانہ ہے

کس شہنشاہِ حسیناں کا گدا ہے بیدم

کہ گدائی میں بھی اک شوکتِ شاہانہ ہے

.....☆.....

دشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یار آ ہی گیا

ہائے اس آئینے سے دل پر غبار آ ہی گیا

اس کے کوچے تک مرا مشتِ غبار آ ہی گیا

اڑ کے زیرِ سایہ دیوار یار آ ہی گیا

ہائے کس انداز سے اس نے کیا عہدِ وفا

دل نے کچھ سوچا نہ سمجھا اعتبار آ ہی گیا

کہتے کہتے رک گیا میں داورِ محشر سے حال
مسکرا کر اس نے جب دیکھا تو پیار آ ہی گیا

اس نے اپنے روئے روشن سے جو سر کا دی نقاب
ایسا کچھ دیکھا کہ دل بے اختیار آ ہی گیا

آج ساقی نے جو بیدم نہ کے لفین کھول دیں
پھول برساتا ہوا ابر بہار آ ہی گیا

.....☆.....

بہار جن کے لیے ہے انہیں بہار بست
ہماری کیا ہے گوارا نہ ناگوار بست
بہار ہے دری میخانہ کھول دے ساقی
کہ میکدے میں منائیں گے بادہ خوار بست
سدا بہار رہے آستان وارث پر
ہوں ایک سال میں یارب ہزار بار بست
زبانِ حال سے کہتی ہوئی بہار آئی
مبارک آپ کو دیوے کے تاجدار بست

قبول کیجئے صدقے میں غوثِ اعظم کے
کہ لے کے آیا ہے بیدم جگر فگار بست

.....☆.....

ساقی نے جسے چاہا متنانہ بنا ڈالا
جس دل کی طرف تاکا پیمانہ بنا ڈالا
کب جوشش گریہ نے طوفان نہ اٹھاڑا لے
کب اشک کے قطرے کو دریانہ بنا ڈالا
اک قیس کو یلی نے محون بنایا تھا
تم نے تو جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا
جب شیشہ دل ٹوٹا ساقی کے تفافل سے
میخانہ میں یاروں نے پیمانہ بنا ڈالا
اس عشق نے لاکھوں کا پندرہ خرد توڑا
ہشیار جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا
ناکامیِ قسمت کی چھوٹی سی کہانی تھی
تم نے تو اُسے بیدم افسانہ بنا ڈالا

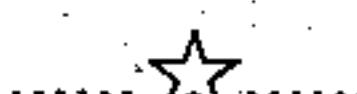
.....☆.....

گلی کو ہم تیری دارالامان سمجھتے ہیں
 یہ وہ زمیں ہے جسے آسمان سمجھتے ہیں
 انہیں حرم سے غرض ہے نہ دری سے پچھا کام
 جو اپنا قبلہ ترا آستان سمجھتے ہیں
 مٹائے دیتے ہیں اپنی ہی یادگارِ ست
 مری لحد کو وہ میرا نشان سمجھتے ہیں
 جدا جدا ہے اسیرانِ عشق کی فریاد
 نہ اُن کی میں نہ وہ میری زبان سمجھتے ہیں
 ہمارے ساقی کو کہتے ہیں شیخِ اہلِ حرم
 جو بادہ نوش ہیں پیرِ مغاں سمجھتے ہیں
 ہمیں اسیری و آزادگی برابر ہے
 کہ جب قفس کو بھی ہم آشیاں سمجھتے ہیں
 دیئے تو ترکِ محبت کے مشورے سب نے
 مگر یہ حضرتِ بیدم کہاں سمجھتے ہیں

.....☆.....

جام غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے
 ساقیا میں ترے قربان یہ کیا ہوتا ہے
 جس جگہ یار کا نقشِ کف پا ہوتا ہے
 لب وہیں کعبہ ارباب وفا ہوتا ہے
 سجدہ اس سر کا ہے جو تن سے جدا ہوتا ہے
 یوں کہیں سجدہ شکرانہ ادا ہوتا ہے
 قطرہ جو بخیر محبت میں فنا ہوتا ہے
 مٹ مٹا کر گھر درج بقا ہوتا ہے
 بندہ جو مرضیِ مولیٰ پہ فدا ہوتا ہے
 خرسو کشورِ تسلیم و رضا ہوتا ہے
 اللہ الحمد کہ اُس کوچے کی میں خاک ہوا
 ذرہ جس کوچے کا خورشید نما ہوتا ہے
 موت نے سے ہو علاجِ دل بیمار تو ہو
 ان دواؤں سے تو درد اور سوا ہوتا ہے

کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں
 ناخدا جن کا نہیں ان کا خدا ہوتا ہے
 زاہدا ہوتی ہے یاں ترکِ خودی کی تعلیم
 میکدہ مدرسہ اہلِ صفا ہوتا ہے
 ان کو ہم چھپڑ کے دشام سناتے ہیں
 گالیوں میں بھی محبت کا مزا ہوتا ہے
 سر پہ لیتے ہیں قدم خارِ مغیلاں بڑھ کر
 دشت پیکا جو کوئی آبلہ پا ہوتا ہے
 طائبر سدرہ بھی ہے ان کی اداوں کا شکار
 ناونک ناز کہیں ان کا خطا ہوتا ہے
 خم لگادے مرے منہ سے ترے میخانے کی خیر
 ایک دو جام میں ساقی مرا کیا ہوتا ہے
 ہر کہ درکانِ نمک رفت نمک شد بیدم
 قطرہ دریا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے



ہاں یاد ہے وہ موسمِ دیوانہ گر مجھے
 ہاں یاد ہے وہ آپ کی پہلی نظر مجھے
 فکرِ بہار ہے نہ خزان کا خطر مجھے
 گلِ چین نے توڑا کھلنے، ہی سے پیشتر مجھے
 ہر جا دکھائی دیتا ہے وہ جلوہ گر مجھے
 کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے
 قسمت سے مل گئی ہے تری رہگز ر مجھے
 ہاں ہاں خرام ناز سے پامال کر مجھے
 سمجھا ہے کوئی پردہ کوئی پردہ در مجھے
 پچانتی ہے پشمِ حقیقت نگر مجھے
 ہستے تھے دصل میں درودِ دیوار میرے ساتھ
 یار در ہے ہیں دیکھ کے دیوار در مجھے
 حضرت بھری نگاہوں کی اللہ رے بے بسی
 میں چارہ گر کو دیکھتا ہوں چارہ گر مجھے
 محشر میں کون دے ترے جور و ستم کی داد
 لا اب ہجومِ حشر سے لا ڈھونڈ کر مجھے

ہے بوالہوس مذاق طبیعت جدا جدا
 آسائ جو تجھ کو ہے وہی دشوار تر مجھے
 گم کردہ راہ ہوں میں جہت آشنا نہیں
 لے کر چلے ہیں خضرانہ جانے کدھر مجھے
 نیرنگِ حسنِ یار نے دیوانہ کر دیا
 ہوشِ بہار ہے نہ خزان کی خبر مجھے
 اب منحصر ہے تیرے سہارے پہ زندگی
 تنہا نہ چھوڑ ہجر میں دردِ جگر مجھے
 او جھل ہے شام ہی سے ریخِ یار نزع میں
 کیا دیکھنی نصیب نہ ہوگی سحر مجھے
 اب دیکھتا ہے کیا مری تربت کو بار بار
 پامال کرنے آیا ہے پامال کر مجھے
 بیدم میں ایک سازِ حقیقت طراز ہوں
 باور نہ ہو تو دیکھ ذرا چھپڑ کر مجھے



اٹھتا ہوا ہستی کا پرده نظر آتا ہے
 اب جلوہ حقیقت میں جلوہ نظر آتا ہے
 ہر قطرے میں دریا کی موجیں نظر آتی ہیں
 ہر بندے کی صورت میں مولا نظر آتا ہے
 اس صورتِ ظاہر کے نقشے کو مٹا پہلے
 پھر دیکھے تجھے میں کیا کیا نظر آتا ہے
 کیا کوئی کسی پر اب دیوانہ نہیں ہوتا
 سنسان جو مدت سے صحراء نظر آتا ہے
 کیا پوچھتے ہوان کے جلوے کی فراوانی
 ہم دیکھے نہیں سکتے اتنا نظر آتا ہے
 ان کے رخ روشن کو جس روز سے دیکھا ہے
 خورشید بھی بیدم کو ذرا نظر آتا ہے

.....☆.....

گل کا کیا جو چاک گریاں بہار نے
 دستِ جنون لگے مرے کپڑے اُتارنے
 چھوڑا کہیں نہ مجھ کو نسیم بہار نے
 کنج قفس میں بھی مجھے آئی ابھارنے
 اب دل کی لاج مشقِ تصور کے ہاتھ ہے
 شیشہ میں اس پری کو چلا ہے اُتارنے
 ساقی تو ساقی بادہ پرستوں کے پاؤں پر
 سجدے کرائے لغزشِ متانہ وار نے
 اب تو نظر میں دولتِ کونین بیج ہے
 جب تجھ کو پا لیا دلِ امیدوار نے
 چشمِ ادا شناس کو حیران کر دیا
 حسن اپنا ذرہ ذرہ میں دکھلا کے یار نے
 بیدم تمہاری آنکھیں ہی کیا عرش کا چراغ
 روشن کیا ہے نقشِ کفر پائے یار نے



مجھے شکوہ نہیں برپا درکھ برپا درہنے دے
 مگر اللہ میرے دل میں اپنی یاد رہنے دے
 قفس میں قید رکھ یا قید سے آزاد رہنے دے
 بہر صورت چمن ہی میں مجھے صیاد رہنے دے
 مرے ناشادر رہنے سے اگر تجھ کو مرت ہے
 تو میں ناشاد ہی اچھا مجھے ناشادر رہنے دے
 تری شانِ تغافل پر مری برپا دیاں صدقے
 جو برپا دینا ہو اسے برپا در رہنے دے
 تجھے جتنے ستم آتے ہیں مجھ پر ختم کر دینا
 نہ کوئی ظلم رہ جائے نہ اب بیدا در رہنے دے
 نہ صحراء میں بہلتا ہے نہ کوئی یار میں ٹھہرے
 کہیں تو چین سے مجھ کو دل ناشادر رہنے دے
 کچھ اپنی گزری ہی بیدم بھلی معلوم ہوتی ہے
 مری بیتی سنادے قصہ فرہاد رہنے دے



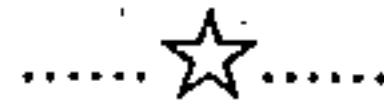
مجھے جلوؤں کی اس کے تمیز ہو کیا، میرے ہوش و حواس بجا ہی نہیں
ہے یہ بے خبری کہ خبر ہی نہیں وہ نقاب اٹھا کہ اٹھا ہی نہیں

مرے حال پہ چھوڑ طبیب مجھے کہ عذاب ہے اب مری زیست مجھے
میرا مرنا ہے میرے لئے شفا میرے درد کی کوئی دوا ہی نہیں

اُسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے کھو گئے ہم یہ ہوا کیا اور کیا ہو گئے ہم
ہمیں پھروں تک اپنی خبر ہی نہیں ہمیں کوسوں تک اپنا پتہ ہی نہیں

مرا حال خراب سنا تو کہا کہ وہ سامنے میرے نہ آئے کبھی
مجھے روتے جو دیکھا تو نہ کے کہا کہ یہ شیوہ اہل وفا ہی نہیں

جہاں کوئی ستم ایجاد کیا، مجھے کہہ کے فلک نے یہ یاد کیا
کہ بس ایک دل بیدم کے سوا کوئی قابل مشق جفا ہی نہیں



بہار آتے ہی لاکیں رنگ ٹھنڈی گرمیاں میری
پڑی ہے جا بجا گلشن میں خاک آشیاں میری

چلے تو ہو بڑی ہمت ہے سننے داستان میری
 سنی جائیں گی تم سے مہرباں بربادیاں میری
 عبث نالے مرے بیکار فریاد و فغاں میری
 سمجھتا ہی نہیں صیاد قسمت سے زپاں میری
 پسند آیا ہے مجھ کو اس لیے غربت میں مر جانا
 کہ میرے بعد ہو میرے وطن میں داستان میری
 نفس کی آمد و شد لے کے پہنچی قصرِ جاناں تک
 یہ بامِ یار کا زینہ تھا یا تھیں ہچکیاں میری
 نہ پوچھا رے ہم نشیں کچھ مجھ سے شرح خاک دامانی
 کہ ہر اک صفحہ گل پر لکھی ہے داستان میری
 وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ راتیں یاد آتی ہیں
 مجھی سے جب کہتا تھا کوئی داستان میری
 گلوں نے نقشہ میری چاک دامانی کا کھینچا ہے
 اڑا کر لے گئی ہیں بجلیاں پینتا بیاں میری
 وہ آئے بھی تو میرے گھر عدو کو ڈھونڈنے آئے
 کھلی ہے آج یوں قسمت نصیب دشمناں میری

یہ آندھی کیا اڑائے گی یہ بجلی کیا جلائے گی
 بہت اوپھی بہت اوپھی ہے شاخ آشیاں میری
 دفاوں کو مری پامال وہ کرتے ہیں کرنے دو
 مرے بعد ان کو یاد آئیں گی بیدم خوبیاں میری



درودِ اٹھا ہے محفل میں بٹھانے کے لیے
 اشک آئے ہیں لگی دل کی بجھانے کے لیے
 بابِ رحمت نہے درِ وارت زمانے کے لیے
 ہم بھی آبیٹھے ہیں قسمت آزمانے کے لیے
 بعد میرے میرا حالِ دل بنے گا داستاں
 ذکر میرا ہوگا افسانہ زمانے کے لیے
 جب مرے درد نہاں کا کر نہیں سکتے علاج
 پھر وہ عیسیٰ ہیں تو عیسیٰ ہوں زمانے کے لیے
 وہ جبیں نے نذرِ سنگِ آستانہ کر دیئے
 چن کے رکھے تھے جو سجدے آستانے کے لیے

پچھے پچھے میں ہوں میرے ساتھ ارمانوں کی بھیڑ
 آگے آگے سوزِ دل مشعل دکھانے کے لیے
 سجدے میں ہے اور یہ دعویٰ ہے جبینِ شوق کا
 آستان میرے لیے میں آستانے کے لیے
 گردشِ قسمت رہے گی میرے دامن گیر حال
 آندھیاں اٹھیں گی میری خاک اڑانے کے لیے
 آشیانے میں قفس کا ذکر تھا سوہانِ روح
 اب قفس میں مر رہا ہوں آشیانے کے لیے
 بے دل کاغم نہ بیدم اپنے مرنے کا خیال
 دل تھا آنے کے لیے اور جان جانے کے لیے

.....☆.....

چھڑا پہلے پہل جب سازِ ہستی
 تو ہر پروے نے دی آوازِ ہستی
 خیالِ یار تیرے صدقے جاؤں
 ترے دم سے ہے سوز و سازِ ہستی

میں مرنے کے لیے پیدا ہوا ہوں
 مرا انجام ہے آغازِ ہستی
 سکونِ کائناتِ دل بقا ہے
 اجل اک جنبشِ پروازِ ہستی
 مری خاکِ لحد کا ذرہ ذرہ
 ہے بیدمِ مخزنِ صدر رازِ ہستی



مرا وقار یہ وقتِ وداعِ جاں ہوتا
 کہ سر کا نکیہ ترا سنگِ آستان ہوتا
 ہر اک نگاہ سے جلوہ کوئی عیاں ہوتا
 مکین ہی جونہ ہوتا تو کیوں مکان ہوتا
 رخ نگارِ حقیقت اگر عیاں ہوتا
 نہ میں نہ تو نہ یہ ہنگامہ جہاں ہوتا
 قفس کو دور مرے آشیاں سے رکھتا تھا
 کہ میرے آگے نہ برباد آشیاں ہوتا

وہ بے نقاب کبھی سامنے جو آ جاتے
 تو بے خودی مجھے بتلا کہ میں کہاں ہوتا
 بہار غنچہ و گل دیکھنے چلے آئے
 اگر چمن میں ٹھہرتے تو آشیاں ہوتا
 جبین شوق کے سجدے نہ منتشر ہوتے
 اگر نصیب مرا سُنگ آستان ہوتا
 تمہیں نہ چاہتے گر میری خانہ بر بادی
 مجال تھی کہ مرا دشمن آسمان ہوتا
 جہاں سے چاہتا نظارہ چمن ہوتا
 ہر ایک شاخ پہ میرا ہی آشیاں ہوتا
 میں ساری عمر اٹھاتا جبین شوق کے ناز
 جو ایک سجدہ بھی مقبول آستان ہوتا
 اُٹھے جاپ تعین تو کیا اُٹھے بیدم
 مزہ تو جب تھا کہ تو بھی نہ درمیاں ہوتا



نہ کنشت و کلیسا سے کام ہمیں دردیر نہ بیتِ حرم سے غرض
کہ ازال سے ہمارے سجدوں کو رہی تیرے ہی نقشِ قدم سے غرض

جو تو مہر ہے تو ذرہ ہم ہیں تو بحر ہے تو قطرہ ہم ہیں
تو صورت ہے آئینہ ہم ہمیں تجھ سے غرض تجھے ہم سے غرض

نہ نشاطِ وصال نہ بھر کا غم نہ خیال بہار نہ خوفِ خزان
نہ سقر کا خطرہ ہے نہ شوقِ ارم نہ ستم سے حذر نہ کرم سے غرض

رکھا کوچہ عشق میں جس نے قدم ہوا حضرتِ عشق کا جس پر کرم
اُسے آپ سے بھی سروکار نہیں جو غرض ہے تو اپنے ضم سے غرض

تری یاد ہو اور دل بیدم ہو تیرا درد ہو اور دل بیدم ہو
بیدم کو رہے تیرے غم سے غرض ترے غم کو رہے بیدم سے غرض



جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے
یہ مرے انجام کا آغاز ہے

آدمی کیا ہے جہاں آرزو
اس کا دل کیا ہے طسم راز ہے
اے دلِ محزون خدار کے تجھے
تو جہاں رازِ جانِ راز ہے
ہے غبٹ جرمِ انا منصور پر
یہ تو بیدمِ دور کی آواز ہے

.....☆.....

ہر طرف ساغر بکف ہیں میکساراں بہار
اللہ اللہ آج تو ہے عامِ فیضانِ بہار
چاندنی میں سونے والوں کو جگانے کے لیے
لا نسیمِ صبح لا بوئے گلستانِ بہار
چند روزہ دید گل پر شاد تھے کیا عندیں
ایک دن دستِ خزان لوٹے گا سامانِ بہار
غازہ رخسارِ گلِ خاکسترِ بلبل ہوئی
اور بنا رنگِ چمنِ خونِ شہیداں بہار

پھر حدیثِ عشق کا آغاز ہے
 آج پھر گویا زبانِ راز ہے
 گنجِ اسرارِ ازل ہے باغِ دہر
 پتا پتا دفترِ صد راز ہے
 جان دے دی ان پہ اور زندہ رہے
 اپنے مرنے کا نیا انداز ہے
 ہوشیار اے ناک افگن ہوشیار
 طائرِ جاں مائلِ پرواز ہے
 رخصت اے عقلِ خرد ہوش و حواس
 شوقِ وصلِ یار کا آغاز ہے
 میرے نالے سن کے فرماتے ہیں وہ
 یہ اُسی کی دکھ بھری آواز ہے
 جس کو سب سمجھئے ہیں دشت کر بلا
 وہ تو میدانِ نیاز و ناز ہے
 ذڑے ذڑے میں عیاں ہونے کے بعد
 آج تک رازِ حقیقت راز ہے

سارا عالمِ مست ہے ساقی کی چشمِ مست سے
 ایک بیدم ہی رہا ناکام دوران بہار
☆.....

یادِ ایامے کہ جب تو زینتِ آغوش تھا
 محوِ نظارہ تھے ہم دل بے نیازِ ہوش تھا
 رنگِ لائیں قیس کی عریانیاں بعد فنا
 یعنی اس کی خاک کا جو ذرہ تھا گل پوش تھا
 اللہ اللہ و سعّتِ ظرفِ قدرِ نوشانِ عشق
 کوئی دریا دل تھا ان میں کوئی دریا نوش تھا
 تشنہ کام آرزوِ اللہ رے محرومی تری
 تیرے پہلو میں ہی دریا تھا مگر خس پوش تھا
 ناز بردارِ نیازِ عشق تھا حسنِ حبیب
 سجدے تھے اور نقش پائے یار کا آغوش تھا
 عارضِ خورشید کی چلسن شعاعیں بن گئیں
 یار اپنے ہی حجابِ حسن میں روپوش تھا

آپ جانچیں مجمعِ عشاق میں
ان میں بیدم سما کوئی جانباز ہے



ناز والے اب تجھے کیوں ناز ہے
آ در پ چشمِ تمنا باز ہے
عشقِ من عشق ہی دمساز ہے
عشقِ میری زندگی کا راز ہے
اس کو مجھ پر مجھ کو اس پر ناز ہے
بھید میں اس کا وہ میرا راز ہے
دیکھ اور چشمِ حقیقت میں سے دیکھ
ذرہ ذرہ جلوہ گاہ ناز ہے
مرغِ دل بسل پڑا ہے خاک پر
لیکن اب بھی حسرت پرواز ہے
آن کے آنے سے ہوا دل کو قرار
یا سکونِ مرگ کا آغاز ہے

حشر کا میدان تھا بیدم یا فضائے کوئے دوست
سر بکف کوئی تھا اور کوئی کفن بردوش تھا



برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلمان کرنا
میرے ساقی مجھے مستِ مے عرفان کرنا
داغِ دل سینے میں آہوں سے نمایاں کرنا
ہنم سے پیکھے شبِ غم کوئی چراغاں کرنا
حرم و دریہ میں جا جا کے چراغاں کرنا
جستجو تیری ہمیں تاحِ امکان کرنا
دل کے بہلانے کا وحشت میں یہ سامان کرنا
پشم خونبار سے دامن کو گلستان کرنا
ہوس سیر گلستان نے قفس دکھلایا
اب اسیرو نہ کبھی قصر گلستان کرنا
اہل بیداد کے جب نام پکارے جائیں
تم نہ گھبرا کے سرِ حشر کہیں ہاں کرنا

نہ کبھی میں نے کہا تھا کہ مجھے درد ملے
 نہ کہوں گا کہ مرے درد کا درماں کرنا
 ان کے دیوانوں کو سر پھوڑ کے دیواروں سے
 آج منظور ہے آرائشِ زندان کرنا
 شیخ کو کعبہ مبارک ہو برہمن کو کنشت
 ہم کو سجدہ طرفِ کوچہ جاناں کرنا
 اے صبا تجھ کو اسی زلفِ پریشاں کی قسم
 میرا شیرازہ ہستی بھی پریشاں کرنا
 ان کے دیوانوں کی اعجازِ نگاہی دیکھو
 آنکھ اٹھانا کہ گلستان کو بیاپاں کرنا
 داغِ دل پر فے میں رہ جائے نہ اے دستِ جنوں
 چاک پچھے اور ابھی میرا گریباں کرنا
 لا کے پھر مصر میں اے عشق کسی یوسف کو
 پھر نئے رنگ سے آرائشِ زندان کرنا
 دشتِ غربت میں ترے خاکِ نشیں اچھے ہیں
 چاہیے اور انہیں بے سروسامان کرنا

ذوقِ سجدہ تجھے سنگ در جاناں کی قسم
 ہوش کا مجھ کو نہ شرمندہ احسان کرنا
 انھر ہے ہیں میری نظروں سے دوئی کے پردے
 کچھ مدد اور خیالِ رخ جاناں کرنا
 بن گئے حیرتِ نظارہ کی صورت بیدم
 راس آیا نہ ہمیں دید کا ارمان کرنا



سرکار پہ ہونے کو ہیں قربان ہزاروں
 پھرتے ہیں ہتھیلی پہ لیے جان ہزاروں
 اٹھے تو نقابِ رخ لیلائے مدینہ
 ہوتے ہیں ابھی چاک گریبان ہزاروں
 خاکِ دل وحشی ہے کہ دنیاۓ جنوں ہے
 ہر ذرے ہیں پہاں ہیں بیابان ہزاروں
 کیا پوچھتے ہیں کثرتِ گریہ کی کہانی
 آئے ہیں شبِ ہجر میں طوفان ہزاروں

اللہ نہ ہٹاؤ رخ پر نور سے گیسو
 کھو بیٹھیں گے ایمان مسلمان ہزاروں
 لذت طلبی زخم جگر کی نہیں جاتی
 خالی ہوئے جاتے ہیں نمکدان ہزاروں
 بے پردہ تری پردہ نشیں دید ہے منظور
 پھرتے ہیں کیے چاک گریبان ہزاروں
 ہاں ہاں اُسی در کامرے ماتھے پہنشاں ہے
 کرتے ہیں جہاں سجدے مسلمان ہزاروں
 قسمت سے جو حضرت کوئی نکلی بھی تو بیدم
 پیدا ہوئے دل میں وہیں ارمان ہزاروں

.....☆.....

یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے
 اب توڑھونڈیں بھی تو پائیں نہ مرے ہوش مجھے

ہر لپ نغم سے دیتا ہوں دعا میں ان کو
پھر بھی کہتے ہیں وہ احسان فراموش مجھے

اس طرف تیرا نقاب رخ روشن پھونکا
اور ادھر جلوے ترے کر گئے بے ہوش مجھے

جیسے دریا سے ہوئیں دست و گریبانِ موجیں
یوں ہی سب پاتے ہیں اب تھوڑے ہم آغوش مجھے

ہچکیاں آئیں دمِ نزع تو میں یہ سمجھا
یاد کرتا ہے وہی وعدہ فراموش مجھے

وقت آخر ہے چلے آؤ زیارت کر لوں
پھر خدا جانے رہے یا نہ رہے ہوش مجھے

اللہ اللہ ربے مرا شوق شہادت بیدم
ان کی سرکار میں لا یا ہے کفن پوش مجھے

.....☆.....

بنا ہی دیں تجھے زاہد کہاں سے آتے ہیں
چھکے ہوئے در پیر مغاں سے آتے ہیں

ورائے پرداہ ہفت آسمان سے آتے ہیں
پیام وہ جو تمہاری زبان سے آتے ہیں

حریم پرداہ دل بھی نہیں ہے محرم راز
یہ نغمہ ہائے طرب بسازِ جاں سے آتے ہیں

زبان سے نام نہ لون جانتا ہوں میں لیکن
یہ تیر میری طرف جس کماں سے آتے ہیں

وہیں رہیں گے مریں گے وہیں گڑیں گے وہیں
ہم اور رجا کے پھر اس آستان سے آتے ہیں

ملائکے خاک میں کرتے ہیں خاک بھی برپا د
بھلا وہ باز کہیں امتحان سے آتے ہیں

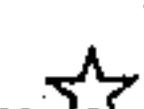
ہر اک قدم پہ ہے صد گونہ احتیاط کا رنگ
حضور خیر تو ہے یوں کہاں سے آتے ہیں

بھلا ہو وحشتِ دل کا کہیں قرار نہیں
 ہم اپنے گھر میں بھی اب میہماں سے آتے ہیں
 ہے جن کا ورد کہ ناغہ نہ ہو صبحی بھی
 وہ نسوئے میکدہ پہلے اذان سے آتے ہیں
 کھڑے ہیں شیخِ مصلی پہ بھر استقبال
 یہ آج حضرتِ بیدم کہاں سے آتے ہیں.

.....☆.....

نہ جانے میری لحد پر کہاں سے آتے ہیں
 کہ جب وہ آتے ہیں دامنِ کشاں سے آتے ہیں
 قسمِ خدا کی ہم اس آستان سے آتے ہیں
 نظرِ خدائی کے جلوے جہاں سے آتے ہیں
 ہمارے بعد ہوئی ختمِ گرم بازاری
 وہ آج یوسف بے کارواں سے آتے ہیں

ہزار مریم نا صور دل فدا ان پر
 خدگ ناز جو تیری کماں سے آتے ہیں
 وہ بادہ نوش بھی پھرتے ہیں تشنہ کام کہیں
 لگا کے آس جو پیر مغاں سے آتے ہیں
 کھلی ہے جن پہ حقیقت قیودِ ہستی کی
 نفس بھی ان کو نظر آشیاں سے آتے ہیں
 زمانہ بھر میں ٹھکانہ کہیں نہیں ان کا
 جو یار اٹھ کے ترے آستان سے آتے ہیں
 نہ سخت جانوں پہ جو ہر کھلیں حضور اس کے
 جبیں شفیع پہ بل امتحان سے آتے ہیں
 یہ کوئے میکدہ اے شیخ اور یہ ریش دراز
 کہاں کا عزم ہے حضرت کہاں سے آتے ہیں
 کہی یہ خوب کہ پلٹو گے کب تملک بیدم
 گئے تو زندہ ہم اس آستان سے آتے ہیں



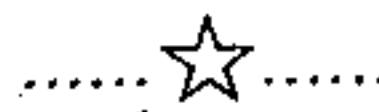
اللہ اللہ عروج حسنِ مجاز
 سر محمود و نقش پائے ایاز
 ہو تو اس طرح سے ہوا پنی نماز
 کہ ترا در ہو اور جبینِ نیاز
 آہ وہ دل ہی دل میں راز و نیاز
 آہ وہ آہ آہ کی آواز
 اپنے مرنے کا کرز لیا ساماں
 دشمنِ جاں سے کہہ کے دل کاراز
 روئے وارث ہو اور دیدہ شوق
 پائے وارث ہوں اور جبینِ نیاز
 بے نیاز آپ میں نیاز سرست
 بندہ میں اور آپ بندہ نواز
 دل پر شور بھر طوفان خیز
 لب خاموش ساز بے آواز
 سربکف جا رہا ہوں مقتل میں
 تیغ قاتل سے ہوں گے راز و نیاز

کاش پہنچا دے کوئی طبیبہ تک
 سجدہ شوق اور سلام نیاز
 قدم مصطفیٰ کی برکت سے
 آسمان بن گئی زمینِ حجاز
 مٹنے والے تھے مت گئے تم پر
 یہی انجام ہے یہی آغاز
 مرگِ بیدم کسی کی خاموشی
 زیست ہے جتبشِ لبِ اعجاز

.....☆.....

نہ سنو میرے نالے ہیں درد بھرے دار داثرے آہ سحرے
 تمہیں کیا جو کوئی مرتا ہے مرے اے دشمنِ جاں بیداد گرے
 تری سرگیں آنکھوں کے صدقے انہیں چھپڑنہ پنجہ مژگاں سے
 ابھی زخم جگر ہیں تمام ہرے اے محظوظ غافل بے خبرے
 لیا عشق میں جوگ بھکاری بننے ترے نقشِ قدم کے پچاری بنے
 کبھی سجدے کے کبھی گرد پھرے بہت سیم برے زریں کمرے

گو تو نے ہزاروں وعدے کیے لیکن وہ کبھی ایفا نہ ہوئے
دل ہی میں رہے ارمان مرے اے وعدہ شکن بت جیلہ گرے
بیدم کہیں کیا کس طرح رہے مرمر کے جیسے جی جی کے مرے
در منزل عشقش در بدرے مجنوں صفتے شوریدہ سرے



تصور میں کسی کا زینت آغوش ہو جانا
کسی کا دیکھنا اور دیکھ کے بے ہوش ہو جانا
تری مخمور آنکھوں نے مجھے مستی عطا کی ہے
نہیں تو غیر ممکن تھا مرا مدھوش ہو جانا
دم آخر کسی بیمار غم کا ہچکیاں لینا
وہ کہہ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ خاموش ہو جانا
اگر ہو ایسی بے ہوشی تو سو ہشیاریاں صدقے
کہ سر رکھ کر کسی کے پاؤں پر بے ہوش ہو جانا
خزان میں یاد آ کر آٹھ آٹھ آنسو رلاتا ہے
بہار آتے ہی وہ ہرشاخ کا گل پوش ہو جانا

کسی کو شکوہ باقی تھا نہ پھر کوئی شکایت تھی
 ترا آنا کہ اہل حشر کا خاموش ہو جانا
 فریب جلوہ آرائی کمال بے حجابی ہے
 مری ہستی کے پردے میں ترا روپوش ہو جانا
 مرا دل دیکھ لے اور ان کے جلوے کی سماں کو
 اگر دیکھا نہ ہو قدرے کا دریا نوش ہو جانا
 اگر شوقِ شہادت ہے تو پھر تیار ہو بیدم
 کہ شرطِ جان ثاری ہے کفن بردوش ہو جانا

.....☆.....

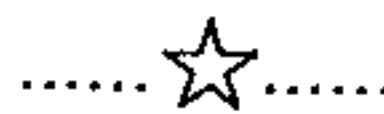
چمن میں ذکرِ گل سن کر سراپا کوش ہو جانا
 وہ کلیوں سے مرا کہنا، ذرا خاموش ہو جانا
 ترے خاموش رہنے میں بھی کوئی بات ہوتی ہے
 ترا خاموش ہونا بھی نہیں خاموش ہو جانا
 جو ایسا ہو تو ان کی بزم کا پر کیف منظر ہو
 میں دیکھوں ان کو وہ دیکھیں مرا بے ہوش ہو جانا

جن آنکھوں نے خدا کو ول میں بے پرده نہ دیکھا ہو
 وہ دیکھیں شمع کا فانوس میں روپوش ہو جانا
 وہ عریاں دیکھ کر خنجر کسی دستِ حنائی میں
 مرے سر کا مرے تن پر وباری دوش ہو جانا
 مرقع ہے درازی شبِ دیکھور کا بیدم
 بکھر کر گیسوئے جاناں کا زیب دوش ہو جانا

.....☆.....

جانبِ میدہ آنکھے ہیں متانے چند
 ساقیا لا تو چھلکتے ہوئے پیکانے چند
 کربلا وادی ایمن دل بے صبر و قرار
 قابلِ دید ہیں دنیا میں یہ دیرانے چند
 نیندیں ان کی ہیں انہیں کے ہیں مقدر بیدار
 سائے میں شمع کے سوتے ہیں جو پروانے چند
 کربلا شہرِ نجف پیش ب و جیلان اجمیر
 یہ مرنے ساتی دنیوہ کے ہیں میخانے چند

کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں
 جمع ہوتے ہیں جہاں پر ترے دیوانے چند
 دل کے چھالوں کو کلیج سے لگا رکھا ہے
 لعل و یاقوت ہیں میرے لیے یہ دانے چند
 نہیں غربت میں جو یاراں وطن اے بیدم
 دفن کروں گے کہیں وشت میں پریگانے چند



تمہارے ہی ہونے سے آباد ہے دل تمہیں جب نہ ہو گے تو ویران ہو گا
 تمہیں تک ہے حسرت تمہیں تک ہے ارمان نہ حسرت ہی ہو گی نہ ارمان ہو گا

نہ پامال کر میرے دل کی تمنا، خدارا مرا مان لے یار کہنا
 نہیں تو قیامت میں دیکھے گی دنیا مرا ہاتھ تیرا گریبان ہو گا

جو دل ہے یہی دل کی حالت یہی ہے جو کچھ روز رنگ طبیعت یہی ہے
 سلامت اگر جوش وحشت یہی ہے تو گھر ہی کسی دن بیابان ہو گا

مری جاں تمہارے ہی قبضے میں ہے دل تمہاری ہی مرضی پہ ہے حالتِ دل
جو تسلیم دو گے تو تسلیم ہو گی پریشان کرو گے پریشان ہو گا

مرا دل فدا تم پہ اور جان قرباں تمہیں ہو مری زندگانی کا سامان
تمہارے ہی جب کام آئی نہ یہ جاں تو پھر جان کا کیا مری جان ہو گا

پیامی جو دیکھا ہے اس سے نہ کہنا یہ بے چینیاں میری اس سے نہ کہنا
پریشانیاں میری اس سے نہ کہنا وہ جس دم سے گا پریشان ہو گا

نہیں گر حفاظت کا سامان کوئی تو غریب میں کیوں ہو پریشان کوئی
نہیں جس کا بیدم نگہبان کوئی تو اللہ اس کا نگہبان ہو گا

.....☆.....

میری نظروں میں کوئی مست خرام ناز تھا
آنکھ کا ایک ایک پردہ فرش پا انداز تھا
زندگی سمجھے تھے جس کو موت کا اک راز تھا
درحقیقت سازِ ہستی ساز بے آواز تھا

لے کے ہچکی طاڑ جاں مائل پرواز تھا
 کس قدر دلکش کسی کی یاد کا آغاز تھا
 لاکھ آشوب زمانہ تھا، انا الحق کی صدا
 آشناۓ راز بھی ناآشناۓ راز تھا
 آئے بیٹھے بیٹھ کر اٹھے ہنسے اور چل دیئے
 مہرباں وعدہ وفائی کا بھی انداز تھا
 لن ترانی حضرت موسیٰ کے حق میں تھی مگر
 طور کا ایک ایک ذرہ گوش برآواز تھا
 قتل گہ میں زیر خنجر عاشقوں کی عید تھی
 پشمِ حق میں میں تماشاۓ نیاز و ناز تھا
 توڑ کر قید تعین کھول کر پشمِ یقین
 ہم نے جس ذرے کو دیکھا اک محیطِ راز تھا
 ان شہیدانِ وفا کی داستان سمجھے گا کون
 قطرہ قطرہ جن کے خوں کا قلزمِ صدر راز تھا
 گرتے ہی اشکِ ندامت پشمِ عصیاں کارے سے
 پاغ بخشش صورتِ آغوشِ رحمت باز تھا

اس کی بزمِ خاص کے اسرار کی کس کو خبر
 ذرہ ذرہ جس کے کوچہ کا جہاں راز تھا
 حسن والوں میں یہ جھگڑا ہے مرے مرنے کے بعد
 عاشقِ جانباز کس کا عاشقِ جانباز تھا
 خاک کے پتے کو مسحودِ ملائک کر دیا
 حضرتِ دل کی کرامتِ عشق کا اعجاز تھا
 کامیابِ دید تھی اتنی ہی چشمِ آرزو
 پرداہ بابِ حریم ناز جتنا باز تھا
 دم لبوں پر تھا مگر اللہ ری وضعِ انتظار
 چشمِ بیدم وقفِ درِ دل گوش برآواز تھا

.....☆.....

وہ بھی اس غارت گر جاں کا شریکِ راز تھا
 دل وہ دل جس کی وفاداری پہ ہم کو ناز تھا
 اپنی ہستی پہ دھوکا غیر کا ہونے لگا
 اے خیالِ ماسوا یہ کون سما انداز تھا

ان کے آنے کا یقین بھی اضطراب شوق بھی
 تھا۔ لبؤں پر دم مگر میں گوش برآواز تھا
 وضع پرکاری سے سرتا سر رہا وہ بے نیاز
 حسن سادہ کس قدر سرمایہ دار ناز تھا
 تھا اگر اپنے کمالِ حسن کا ان کو غرور
 اپنے عشقِ روز افزون پر ہمیں بھی ناز تھا
 بے نیازی کا نہ تھا ممنونِ عشق جانفروش
 حسنِ غارت گر اگر مر ہوں سعی ناز تھا
 لے گئیں ان کی ادائیں لے اڑا ان کا خیال
 اب وہ دل ہی نہیں جس دل پہ ہم کو ناز تھا
 حسن کے جلوؤں میں بیدم تھا اگر حق کا ظہور
 عشق کے پروے میں بھی پہاں اسی کا راز تھا



کیے جا شکر قسمت کا گلہ کیا
 غم بے چارگی کا مذکرہ کیا

سنیں دیر و حرم کا ماجرا کیا
 ملے قیدِ تعین میں خدا کیا
 وہ ظالم اور پابندِ وفا ہو
 تجھے اے آرزوئے دل ہوا کیا
 کبھی نبضیں چھٹیں اکھڑا کبھی دم
 مریضِ غم نے بدلا رنگ کیا کیا
 کہاں تک مدعائے دل کھوں میں
 کہاں تک آپ فرمائیں گے کیا کیا
 جو مجھ سا درد والا ہو وہ جانے
 محبت کیا دل درد آشنا کیا
 نہیں خالی ترنے جلووں سے کوئی
 کلیسا کیا حرم کیا بتکدہ کیا
 گزر جا منزلِ ہستی سے بیدم
 بس اک تارِ نفس کا فاصلہ کیا



رنگِ تاثیرِ محبت یوں دکھانا چاہیے
خونِ دل اشکوں میں شامل ہو کے آنا چاہیے

پشم خود میں اور ہے پشمِ خدا میں اور ہے
رفعتیں دونوں کی زاہد کو دکھانا چاہیے

وہ سر بالیں ہیں دامن کی ہوا زانو پہ سر
بے نیاز ہوش کو اب ہوش آنا چاہیے

اہلِ دنیا منتشر ہیں اہلِ محشر مضطرب
داستانِ دردِ دل کس کو سنانا چاہیے

بات تو جب ہے نشانِ قبر بھی باقی نہ چھوڑ
جو مٹے ہیں تجھ پہ ان کو یوں مٹانا چاہیے

بیدم اپنی آرزوئے دل برآنے کے لیے
ایک عرصہ ایک مدت اک زمانہ چاہیے



پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
 بڑھ کے مقدر آزماس بھی ہے سنگ در بھی ہے
 جل گئی شاخ آشیاں مٹ گیا تیرا گستاخ
 بلبل خانماں خراب اب کہیں تیرا گھر بھی ہے
 اب نہ وہ شام شام ہے اپنی نہ وہ سحر سحر
 ہونے کو یوں تو روز ہی شام بھی ہے سحر بھی ہے
 چاہے جسے بنائیے اپنا نشانہ نظر
 زد پہ تہارے تیر کے دل بھی ہے اور جگر بھی ہے
 دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی
 چ تو یہ ہے کہ روئے یار مش بھی ہے قمر بھی ہے
 زلف بدوش بے نقاب گھر سے نکل کھڑے ہوئے
 اب تو سمجھ گئے حضور نالوں میں کچھ اثر بھی ہے
 بیدم خستہ کا مزار آپ تو چل کے دیکھیے
 شمع بنا ہے داغِ دل بے کسی نوجہ گر بھی ہے



آتا شب وعدہ وہ ستم کیش اوہر کاش
ہوتا دلِ مُجور کے نالوں میں اثر کاش

ممنونِ عنایات ہیں جس طرح سے اغیار
مجھ پر بھی اسی طرح سے ہو تیری نظر کاش

اس وقت ہے تکمیلِ جنزوں اے دلِ نادان
صحرائوں میں وحشت میں سمجھنے لگوں گھر کاش

آجائے پئے فاتحہ وہ شوخِ لحد پر
مل جائے مجھے نخلِ محبت کا شمر کاش

کیا پوچھتا ہے ناؤکِ دلدوز کی لذت
ممنونِ کرمِ دل کی طرح سے ہو جگر کاش

گھبرا تا ہے اور ہند میں بے چین ہے بیدم
اب جلدِ بیہاں سے ہو مدینہ کا سفر کاش



سرخیل عاشقان ہوئے سردار ہو گئے
 سردے کے دار کے جو سزاوار ہو گئے
 ذوقِ فنا سے جبکہ خبردار ہو گئے
 اہلِ نیازِ خاک دریا میں یار ہو گئے
 بے شک وہ تیرے محروم اسرار ہو گئے
 بے ہوشیوں میں رہ کے جو ہشیار ہو گئے
 طفیل کا خواب دیکھنے والے خبر بھی ہے
 فتنے تری جوانی کے بیدار ہو گئے
 اختر شماریوں میں شبِ غم کی بارہا
 ظاہرِ فلک پہ صبح کے آثار ہو گئے
 تیرا مزاج پوچھنے اے پاسبانِ یار
 سو بار پھر بھی آئیں گے سو بار ہو گئے
 اہلِ قفس پکار اٹھے ہائے آشیاں
 تنکے ہوا میں کچھ جو نمودار ہو گئے
 بیدم نظر فرمی اہلِ جہاں نہ پوچھ
 اکثر ہم اس بلا میں گرفتار ہو گئے

.....☆.....

سر مقتل سنا ہے بہر قتل عام آتا ہے
 وہ ظالم جس کو لے دے کر یہی اک کام آتا ہے
 لیے اک شعلہ رو کا بزم میں پیغام آتا ہے
 لباسِ آتشیں پہنے چراغِ شام آتا ہے
 مری کوتا ہی قسمت کو دیکھیں میکدے والے
 کہ جب آتا ہے میری سمت خالی جام آتا ہے
 ارے او بھولنے والے اسے بھولا نہیں کہتے
 سحر کا جانے والا گر قریب شام آتا ہے
 پھریں وہ پتلياں دیکھواڑا وہ رنگ چہرے گا
 مبارک ہوشِ غم موت کا پیغام آتا ہے
 زبانِ دل بھم اک دوسرے پر نازکرتے ہیں
 مرے لب پر الہی آج کس کا نام آتا ہے
 یہ قسمت اپنی اپنی ہے کہ بزمِ یار سے بیدم
 کوئی تو کامیاب آیا کوئی ناکام آتا ہے



اپنے دیدار کی حضرت میں تو مجھ کو سراپا دل کر دے
ہر قطرہ دل کو قیس بنا ہر ذرہ کو محمل کر دے

دنیا کے حسن و عشق مری کرنا ہے تو یوں کامل کر دے
اپنے جلوے میری حیرت نظارہ میں شامل کر دے

یاں طور و کلیم نہیں نہ ہی میں حاضر ہوں لے پھونک مجھے
برفعے کو اٹھادے مکھڑے سے بر باد سکونِ دل کر دے

گر قلمِ عشق ہے بے ساحل اے خضر تو بے ساحل ہی ہی
جس موج میں ڈوبے کشتیِ دل اس موج کو تو ساحل کر دے

اے درد عطا کرنے والے تو درد مجھے اتنا دے دے
جو دونوں جہاں کی وسعت کو ایک گوشہ دامنِ دل کر دے

ہر سو سے غموں نے گھیرا ہے اب ہے تو سہارا تیرانے ہے
مشکل آسان کرنے والے آسان میری مشکل کر دے

بیدم اس یاد کے میں صدقے اس دردِ محبت کے قرباں
جو جینا بھی دشوار کرے اور مرتنا بھی مشکل کر دے



کبھی یہاں لیے ہونے کبھی وہاں لیے ہوئے
 پھری ہے جستجو تری کہاں کہاں لیے ہوئے
 زمین دل کی خاک ہے صد آسمان لیے ہوئے
 تزلاتِ عشق ہیں ترقیاں لیے ہوئے
 دل وجگر لیے ہوئے متاعِ جاں لیے ہوئے
 کسی کا ناکِ نظر تلاشیاں لیے ہوئے
 اسی گلی سے آئی ہے شیمِ زلف لائی ہے
 نیمِ صبح آئی ہے تسلیاں لیے ہوئے
 مرے غمِ نہاں میں ہے نوپرِ عشرت آفریں
 بہار ہی بہار ہے مری خزان لیے ہوئے
 ہماری آہ کے شر ہمیں کو پھونکنے لگے
 ہوا کے جھونکے آئے ساتھ بجلیاں لیے ہوئے
 تری گلی میں ماہ رو پڑے ہوئے ہیں چارسو
 تمام ذرے خاک کے تجلياں لیے ہوئے
 نہ قرب گل کی تاب تھی نہ ہجر گل میں چین تھا
 چمن چمن پھرے ہم اپنا آشیاں لیے ہوئے

نگاہِ اہل راز میں حقیقت و مجاز میں
 ہماری بے نشانیاں ترا نشاں لیے ہوئے
 اٹھے ہیں حشر میں فدائے کوئے یار اس طرح
 جبیں میں سجدے دل میں یاد آستان لیے ہوئے
 نہ دل ملے گا بیدم اور نہ دل کی حرمتیں کہیں
 کہ گم ہوا ہے یوسف اپنا کارواں لیے ہوئے

.....☆.....

میں یار کا جلوہ ہوں
 یا دیدہ موسیٰ ہوں
 قطرہ ہوں نہ دریا ہوں
 بستی ہوں نہ صحراء ہوں
 جینا مرا مرنा ہے
 مرنے کو ترستا ہوں
 اپنی ہی امیدوں کا
 بگڑا ہوا نقشہ ہوں

ارمانوں کا گھوارا
 حسرت کا جنازہ ہوں
 اس عالم ہستی میں
 یوں ہوں کہ میں گویا ہوں
 زندہ ہوں مگر بیدم
 اک طرفہ تماشا ہوں



پیری میں ہے جذباتِ محبت کا مزا خاص
 رکھتی ہے اثر وقتِ سحر جیسے دعا خاص
 کرتے ہیں عبث سب اسے ممنون اطبا
 بیمارِ محبت کی ہے دنیا میں دوا خاص
 کچھ اور ہی عالم ہے تری ترچھی نظر کا
 ہے ساری اداوں میں پیدل دوزادا خاص
 جس کا کہ زمانہ متحمل نہیں ہوتا
 تجویز وہ میرے لیے ہوتی ہے جفا خاص

بیدم کی طرف کیوں تری بیداد کا رخ ہے
کیا وہ بھی ہے منجملاً اربابِ وفا خاص

.....☆.....

مکینِ دل نہ سمجھے پردہ دارِ لا مکان سمجھے
کہاں تھے تم مگر ہم کم نگاہی سے کہاں سمجھے
سراپا درد ہوں میں کوئی کیا میری فغاں سمجھے
جو مجھ سا درد والا ہو وہ میری داستان سمجھے
ہوئے خاموش جب فطرت کو اپنا ترجمان سمجھے
ہر اک غنچے کو دل ہر خار کو اپنی زبان سمجھے
میں صدقے اس سمجھنے کے اب مالِ عرض کیا سمجھوں
مری رو دادِ غم تھی آپ جس کو داستان سمجھے
کیے ہیں راہ میں ہر ہر قدم پر سینکڑوں سجدے
ہر اک ذرے کو ہم تیراہی سنگِ آستان سمجھے
بنایا خوگر صبر و رضا تیرہ نصیبی نے
کہ بھلی کی چمک کو ہم چراغِ آشیان سمجھے

مذاقِ جنتجو کی اس طرح توہین ہوتی ہے
 بتائیں کیا تمہیں اب تک جہاں سمجھے وہاں سمجھے
 حدودِ فہم سے راز و نیازِ عشق بڑھ جائیں
 نہ سمجھوں رازِ داں کو میں نہ میری رازِ داں سمجھے
 فقط تھا امتحان منظورِ جذب شوقِ کامل کا
 اٹھے پر دے تو رازِ خندہ ہائے پاسباں سمجھے
 چمن کے ساتھ چھوٹی وضع بھی راحت بھی زینت بھی
 جہاں اب چار نکلے جمع دیکھے آشیاں سمجھے
 فلک پر تھا دماغ اپنا جو سر تھا پائے ساقی پر
 ولیلِ تازہ ہاتھ آئی زمیں کو آسمان سمجھے
 وضو ہو خونِ دل ہے موتِ سجدے پر کرے سبقت
 جنابِ شیخِ اركانِ نمازِ عاشقاں سمجھے
 بھلا دیر و حرم کی قید کیا اُلفت کے بندوں کو
 جہاں بھی رکھ دیا سر یار ہی کا آستان سمجھے
 نہ جس نے درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہو
 مری با تین وہ کیا سمجھے وہ کیا میری زبان سمجھے

میں کہنے کو تو اس سے سر گزشت اپنی کہوں بیدم
مگر سن کر خدا ہی جانے کیا وہ بدگماں سمجھے

.....☆.....

نہ گل کا راز جانے تو نہ بلبل کی زبان سمجھے
تو پھر تیری سمجھ کو بس خدا ہی با غباں سمجھے
ورائے عقل اگر ہم سرحدِ وہم و گماں سمجھے
تو قولِ ظنِ عبدي بی کے رازوں کو کہاں سمجھے
جو بے کس رہ چکا ہو وہ سکونِ آشیاں سمجھے
ہم اپنے چار تنکوں کو متاع دو جہاں سمجھے
نراں ہے چمن والوں سے میری زمزمه بخی
مرے نغموں کو روح طوٹیٰ ہندوستان سمجھے
سرِ جادہ کسے تکلیف دیتے نغمگساری کی
ہم اپنی ہی سی حالت کارواں درکارواں سمجھے
تمہارے نام کو ہم نے دوائے دردِ دل جانا
تمہارے ذکر کو ہم باعثِ تسلیمِ جان سمجھے

سن ہے داستانِ سرمد و منصور بھی ہم نے
 مگر اب تک نہ الفت کی حدیثِ خونچاں سمجھے
 رُگِ جاں سے صدادی گوشہ دل میں نظر آئے
 کہاں وہ جلوہ گرتھے اور ان کو ہم کہاں سمجھے
 خدا حافظ نہ ہے بس ایسے مریضانِ محبت کا
 جو تجھ کو دشمنِ جاں داروئے در دنہاں سمجھے
 کھلانے کیا نئے گل ذوقِ یگرنگی کے غلبہ نے
 کسی کا آشیاں دیکھا ہم اپنا آشیاں سمجھے
 بھلا بیدم سمجھے کر ایسے دیوانے کی کہیے
 جو اپنی بے نشانی بھی اسی بت کا نشان سمجھے

.....☆.....

مر کے بھی دل نے اک قیامت کی
 زلزلے میں زمیں ہے تربت کی
 سادگی دیکھو اس کی صورت کی
 جوش پر ہے بہارِ فطرت کی

دامنِ تنغِ یار کیا کہنا
 آ رہی ہیں ہواں میں جنت کی
 اک ترے دم سے اے شہید وفا
 آبرو بڑھ گئی شہادت کی
 آج کا ہوش ہے نہ کل کی خبر
 دستِ سابق پہ جب سے بیعت کی
 درِ جانال پہ میرا بستر ہے
 مجھ کو حاجت نہیں ہے جنت کی
 میرے عرضِ سوال پر بولے
 گفتگو ہے یہ وقتِ رخصت کی
 حالِ بیدم پہ اے خدائے کریم
 حد نہیں کچھ تری عنایت کی

.....☆.....

جہاں پر ختم ہوتی ہیں حدیں دنیاۓ امکان کی
 بہت آگے ہیں اس سے جلوہ گاہیں حسن جانال کی

باتئے کیا کوئی تعبیر اس خواب پریشان کی
ابھی زندہ ابھی مردہ عجب ہستی ہے انساں کی

سحر ہوتے ہوا آزاد اسپر شامِ تہائی
صد اتھی آخری ہچکی شکست قفلِ زندگی کی

سن بھلنا ہاں سن بھلنا اے مٹانے والے تربت کے
زمیں کروٹ بد لئے ہی کو ہے گور غریبیاں کی

بلادے چاکِ دامن کو حدود سے پنجہ و حشت
بڑھادے اور تھوڑی حد مرے چاک گریباں کی

یہ بدلی کس مریضِ شامِ غم نے آخری کروٹ
زمیں ہے زلزلے میں جلوہ گاہِ نازِ جاناں کی

جہاں کل غنچہ و گل تھے وہاں اب خاک اڑتی ہے
حقیقت بیس نگاہوں میں یہ ہستی ہے بیباں کی

یہ اقلیمِ محبت ہے یہاں کے مرنے والوں کو
کفن کیسا زمینِ ملتی نہیں گور غریبیاں کی

اسے رہنے والے اپنے حال پر اللہ حافظ ہے
نہ کر تدبیر درماں چارہ گر بیمار بھراں کی

اٹھا والے جلوہ گاہِ معرفت کا آخری پردہ
کہ نادیدہ بجلی ہے ابھی اک شمع عرفان کی

تصدق ساقی کوثر کا بیدم کو پلا ساقی
مدینہ کی، نجف کی، کربلا کی اور خراسان کی

.....☆.....

رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسایاں میری
میں چپ ہوں گا تو پھر دنیا کہے گی داستان میری

نہ کچھ قصہ ہے میرا اور نہ کوئی داستان میری
کہوں کیا سامنے آنکھوں کے ہیں بربادیاں میری

جو سننا ہے تو سن لو آ کے مجھ سے مہرباں میری
کہے گا بعد میرے کون تم سے داستان میری

وہ ہچکی جو بنی تھی آکے مرگِ ناگہاں میری
اسی ہچکی میں ساری عمر کی تھی داستان میری

وہ بربادِ تمنا ہوں وہ ناکامِ محبت ہوں
اجل کو ڈھونڈتی ہے تھک کے سعی راپیگاں میری

نسا جس جس نے وہ اپنی ہی رو دادِ الہ سمجھا
زمانہ بھر کا افسانہ تھا گویا داستان میری

مرا دل یوسفِ گم گشته کی صورت نہیں ملتا
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں کارروائی در کارروائی میری

وہی میرے لیے ساحل ہے دریائے محبت کا
جہاں پر ڈوب جائے کشتی عمرِ رواں میری
مد کر اب مدد کا وقت ہے اے پاسِ رسائی
کر دل سے گھٹ کے لب تک آئی جاتی ہے فغاں میری

ہوئے جاتے ہیں پنہاں قافلے والے نگاہوں سے
دوہائی ہے دوہائی اے غبارِ کارروائی میری

بوقت نزع جب زندان میں آئیں ہچکیاں مجھ کو
تو میں سمجھا کہ کافی جا رہی ہیں بیڑیاں میری

دم آخر بھی اس درجہ مجھے پاس نہیں ہے
کہ گردن پر چھری ہے آنکھ سوئے آشیاں میری

درِ وارث سے بیدم سر کا اٹھنا غیر ممکن ہے
ازل سے ہے جبینِ شوق وقفِ آستان میری

میں کہہ بھی دوں تو بیدم کیا نتیجہ میرے کہنے سے
وہ سن بھی لیں تو کیا سمجھیں گے سن کر واسطاء میری

.....☆.....

منکشف تجھ پہ اگر اپنی حقیقت ہو جائے
خود پرستی ترے مذہب میں عبادت ہو جائے

بے خودی عشق میں گر خضر طریقت ہو جائے
حق تو یہ ہے غم کوئیں سے فرصت ہو جائے

یوں نہ چلیے کہ ہو پامال دلوں کی دنیا
 کہیں برپا نہ زمانے میں قیامت ہو جائے
 عوضِ گل اگر اس کوچہ کی ہو خاکِ نصیب
 حاصلِ گور غریب اس مری تربت ہو جائے
 میرے دم تک ہی یہ اسبابِ پریشانی ہیں
 موت آئے تو غمِ زیست سے فرصت ہو جائے
 کیسا بربادی کا خوف اور غمِ رسوائی کیا
 سب سر آنکھوں پہ اگر تیری بدولت ہو جائے
 آپ جب چاہیں اٹھادیں رخ روشن سے نقاب
 آپ جب چاہیں قیامت ہو قیامت ہو جائے
 اس کو عشرت کی تمنا ہے نہ عشرت کا ملال
 خوگر رنج و الم جس کی طبیعت ہو جائے
 جان دے کر بھی رہائی نہیں ممکن اس کی
 دل کے ہاتھوں جو گرفتارِ محبت ہو جائے

کھل کے یوں گریہ نہ کرو پیدہ دیدار طلب
دیکھ افشا نہ کہیں رازِ محبت ہو جائے

وہ جھٹکتے ہیں تو جھٹکیں مگر اے دست طلب
ان کا دامن نہ چھٹے چاہے قیامت ہو جائے
گر رنخ شاہدِ معنی سے نقابِ انھ جائے
سارا عالم ابھی آئینہِ حرمت ہو جائے

ذرۂ خورشید ہو قطرہ بنے دریا بیدم
جس پہ سرکارِ مدینہ کی عنایت ہو جائے

.....☆.....

زہے نصیب تری خاکِ آستان ہوں میں
خدا کا شکر کہ کیا چیز ہوں کہاں ہوں میں
سنے گا کون زمانے میں داستانِ میری
زمانہ مجھ سے زمانے سے سرگراں ہوں میں

کمالِ ضبط یہی ہے مآلِ عشق یہی
 کہ ہے دہن میں زبان پھر بھی بے زبان ہوں میں
 صدا یہ خاکِ نشیمن سے میرے آتی ہے
 جو فصلِ گل میں جلا ہے وہ آشیاں ہوں میں
 مدام پردهٗ شعر و سخن میں اے بیدم
 حدیثِ عشق و محبت کا ترجمان ہوں میں

.....☆.....

سجدہ اسی کا سجدہ ہو سروہی سرفراز ہو
 یار کے پائے ناز پر جس کی ادا نماز ہو
 چشمِ ادا شناس گر پردهٗ کشاۓ راز ہو
 آئینہِ خدا نما رنگِ رخِ مجاز ہو
 کیسا حبابِ ما و من آرزوئے لقا سنجل
 حسنِ نظر نواز ہے چشمِ نظارہ ساز ہو
 روئے حقیقتِ جمال نورِ نظر نہ بن سکے
 حسنِ مجاز اگر نہ تو غازہ امتیاز ہو

مرنا ہے مقصد و مراد جینا و بالی جان ہے
 تنخِ ادا و نازِ یار تو ہی گلو نواز ہو
 بنضیں جواب دے گئیں تو ڈر ہا ہے دم کوئی
 اپنے مریض ہاجر سے تو تو نہ بے نیاز ہو
 در سے ترے کوئی گدا خالی کبھی نہیں پھرا
 میری طرف بھی اے کریم دستِ کرم دراز ہو
 بیدم خستہ چھوڑ بھی فکرِ مآل کارِ عشق
 یار کا ہو چکا تو پھر آپ سے بے نیاز ہو

.....☆.....

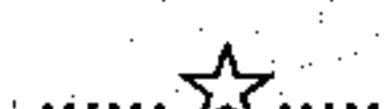
قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آشیاں تک ہے
 مری دنیا یہاں سے ہے مری دنیا وہاں تک ہے
 زمیں سے آسمان تک آسمان سے لامکاں تک ہے
 خدا جانے ہمارے عشق کی دنیا کہاں تک ہے
 خدا جانے کہاں سے جلوہ جاناں کہاں تک ہے
 وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

کوئی مر کر تو دیکھے امتحان گاہِ محبت میں
 کہ زیرِ نجیر قاتل حیاتِ جاوداں تک ہے
 نیاز و ناز کی رودادِ حسن و عشق کا قصہ
 یہ جو کچھ بھی ہے سب ان کی ہماری داستان تک ہے
 قفس میں بھی وہی خواب پریشان دیکھتا ہوں میں
 کہ جیسے بجلیوں کی رُوفلک سے آشیان تک ہے
 خیالِ یار نے تو آتے ہی گم کر دیا مجھ کو
 بیہی ہے ابتدا تو انہا اس کی کہاں تک ہے
 جوانی اور پھر ان کی جوانی اے معاذ اللہ
 مرا دل کیا تھا و بالا نظامِ دو جہاں تک ہے
 ہم اتنا بھی نہ سمجھے عقل کھوئی دل گنوں پیٹھے
 کہ حسن و عشق کی دنیا کہاں سے ہے کہاں تک ہے
 وہ سر اور غیر کے در پر جھکے توبہ معاذ اللہ
 کہ جس سر کی رسائی تیرے سنگِ آستان تک ہے

یہ کس کی لاش بے گور و کفن پامال ہوتی ہے
 زمیں جنپش میں ہے برہم نظام آسمان تک ہے
 جدھر دیکھو ادھر بکھرے ہیں تنکے آشیانے کے
 مری بربادیوں کا سلسلہ یارب کہاں تک ہے
 نہ میری سخت جانی پھر نہ ان کی شق کا دم خم
 میں اس کے امتحان تک ہوں وہ میرے امتحان تک ہے
 زمیں سے آسمان تک ایک سنائے کا عالم ہے
 نہیں معلوم میرے دل کی ویرانی کہاں تک ہے
 ستم گر تجھ سے امید کرم ہوگی جنہیں ہوگی
 ہمیں تو دیکھنا یہ تھا کہ تو ظالم کہاں تک ہے
 نہیں اپل زمیں پر منحصر ماتم شہیدوں کا
 قبائے نیلگوں پہنے فضائے آسمان تک ہے
 سنا ہے صوفیوں سے ہم نے اکثر خانقاہوں میں
 کہ یہ رنگیں بیانی بیدم رنگیں بیان تک ہے

.....☆.....

بے پرده زلف بدوسٹ کوئی جب عرصہ حشر میں آئے گا
 ہم کیا خورشید قیامت بھی منہ تکتا ہوا رہ جائے گا
 تو بھولا بھالا ہے اے دل بے طرح ستایا جائے گا
 ان شوخ حسینوں سے مل کر واللہ بہت پچھتا ہے گا
 اک عمر کا ساتھی چھوٹا ہے مدت کا سہارا ٹوٹا ہے
 دل ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہرے گا صبر آتے آتے آئے گا
 لو دیکھ چکے بس جاؤ تم بیمار کی نبضیں چھوٹ گئیں
 اب حال جو ہونے والا ہے وہ تم سے نہ دیکھا جائے گا
 بے کار یہ رونا دھونا ہے اب رونے سے کیا ہونا ہے
 جو ہونے کو تھا وہ ہو ہی چکا جو ہونا ہے ہو جائے گا
 سن کر شب غم کا افسانہ وہ چاہتے ہیں کچھ فرمانا
 ان کی بھی سنے گا دیوانے یا اپنی ہی کہتا جائے گا
 بیدم نہ یہ راز حقیقت ہے بیدم نہ وہ اصل حقیقت ہے
 جو تیری سمجھ میں آیا ہے جو تیری سمجھ میں آئے گا



کلام پوری بھاشا

برہادر گ

سینو کیہو موری بپت کہانی
 پو کے کھونج میں آپ ہرائی
 پیو کارن ہم یہ گت کیہنی
 لوک لاج ساری تج دیہنی

سب سب جگ چھاند پیا کا دھایوں
 کرم ہیں آس تیہوں نہ پایوں

دو بھر کئے مونہ سانجھ سوریا
 اک پتیم بن دکھ ہے گھیرا

سکھ کی نیند سوئے سنارا
 وارث بن میں گنت ہوں تارا
 بن بن پھروں پیا کے کارن
 کہاں اس بھاگ جو پاؤں ساجن
 جو سن پاؤں اکاس میں چھائے
 اڑ ہیروں میں پنکھ لگائے
 بنوں میں پاتال میں ہیروں
 مرگ بنوں اور بن بن ٹیروں
 تینو کہوں ان کا سن پاؤں
 کعبہ کاشی پراغ منحھاؤں
 جب لگ تن میں چلت ہے سانا
 تب لگ ملن کی لگی ہے آسا
 مو برہن کے رکت کہاں رہیو
 روم روم انسو این بھیو
 بارے جو بن بھئے مورے مائی
 گیو سنگھار پیار کے ساتھی

نا گجرا نا سیس بندولیا

ما نگ سیندور نا گلے میں ہمليا

بن پیا دھند لگے دن راتی

جس کر گھر لائے بن باتی

مچھری کس تلپھوں بن پیو

نکت ناہیں نلخ بھیو جیو

کہہ سے کہوں کہ چھتیاں پھائیں

کہہ سے کہوں کٹیں نا راتیں

ایسی بدھک گھڑی بھیو چالا

ہمکا کر گئے دلیں نکالا

پر سے میگھ برکھا کو سماں ہے

پر ان بوندن بھینٹ کہاں ہے

دھرتی پھٹے میں تہ ماں سماؤں

گرے اکاس کہ میں دب جاؤں

بکھ بھر پور کھائے جیو کہوئی

ڈوب مروں کبھوں اس من ہوئی

اب جیون مونھ مرن دکھا دے
 جیوبن پیو کس دھیرج لادے
 جگ بیتے سوامی نہیں آئے
 کب لو بہور یہو بدیکی پیارے
 بات نکوں میں سانجھ سکارے
 جیونکے جب پیپھا بولے
 سن سن نام جیا مورا ہولے
 کت ہیروں تو نہہ مرلی والے
 کت ہیروں مورے ہریالے
 کت ہیروں تو نہہ علیؒ کے پیارے
 فاطمہؓ بی بی کے راج دلارے
 کت ہیروں کہہ کی پیاں لاگوں
 آمل مونھ میں جگ کا تیاگوں
 آمل مورے جگ کے گوسیاں
 منتی کزوں توری لیبوں بلیاں

آمل کاری کا مر والے

سپیس او گھر لٹ گھونگریا لے

آمل اے دیوہ کے بیسا

آمل اے مورے کرش کنھیا

آمل اے جگ کے سرتا جا

آمل مورے گریب نواجا

تم پچھڑن کو کلیس ہے بھاری

یہی کارن بھئی سب سے نیاری

آپیارے تورے بل بل جاؤں

آ تورے چرن سپیس نواؤں

پلکن سے توری راہ بھاروں

دھر کے نین کا روپ نہاروں

چال کو چال نہ مور پر یکھو

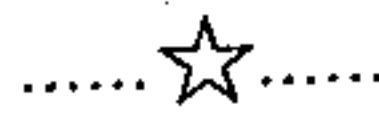
آپن جان موٹھ دس دیکھو

کرپا سے موری اور نہاروں

دنیا ناتھ پر بھوتو نہ بسار

منت کروں توری دیوں دوہیا
 سن لے موری مورے لانج رکھیا
 پچ منجدھار چلے پورویا
 تمھرے بنا موری ڈوبت نیا
 بوڑت ہوں میں لگ ہی آؤ
 ہمری بیرجن . بیر لگاؤ
 لیو پوری بھئی بات تمہاری
 کہت ہوں تم جیتے میں ہاری
 دین دیال دیا اب کیجھے
 سگری بتحا موری ہر لیجے
 رکھ لیو اپنے بکھار کی ماتا
 ہے سوامی وارت جگ داتا
 کہوں بٹھن کوٹھور نہ پاؤں
 تمہرو دوار چھوڑ کت جاؤں
 کوکر جان کے مونھ نیھاواو
 دوار سے اپنے جن دھر گاؤں

بیدم تھرے بل بل جائے
 جو لوں جئے تھرے گن گاوے
 تم سدھ لیو تو ہے نتارا
 پھر کہاں ٹھور جو تم ہی بسرا
 کر پاندھان کریب نواجاپت کے راکھن ہار
 وارث پیو جگ تارن ہارے موری اور نہار



اب آن پڑی ہے موری منجدھار میں بیتا
 دیوے کے بیتا
 بیتا میں پھنسی ہوں تو ری دیتی ہوں دوہیتا
 دیوے کے بیتا
 جیسی ہوں تمہاری ہوں بڑی ہوں کہ بھلی ہوں
 ٹکڑوں کی پلی ہوں
 اب لاج رکھ مورے لاج رکھیتا
 دیوے کے بیتا

گو کر ہوں تو ری تو ری د ہر یا پہ پڑی ہوں
 بپتا میں گھری ہوں
 ہاہا موری سدھ لیو موری بانھ گھیٹا
 دیوے کے بیٹا
 سپنے ہی میں آ جاؤ کبھو مورے گیاں
 لا گوں تو رے پیاں
 ہر لیو موری سدھ لیو موری بانھ گھیٹا
 ذیوے کے بیٹا
 سپنے ہی میں آ جاؤ کبھو مورے گیاں
 جاؤں تو رے واری
 اے کرشن کنھیا مورے مرلی کے بجیا
 دیوے کے بیٹا



اج مو تین سہرا گوندھاؤں گی
 ہر یا لے بنے لا ڈلے بنے

نگر کی سات سہا گن مل کے
 گھر گھر الکھ جگاؤں گی
 اج موئین سہرا گوندھاؤں گی
 بہنا بلائے اگنوں بیھصوں
 سبھ گھڑی لگن دھراوں گی
 اج موئین سہرا گوندھاؤں گی
 گھیو چندن تو ری پو جھیوں دھریا
 پانچھو پیر مناؤں گی
 اج موئین سہرا گوندھاؤں گی
 سر سہرا مکھ مکنا سمجھوں
 پاٹن منڈھا چھواوں گی
 اج موئین سہرا گوندھاؤں گی
 بغدادی موئیا چمکیلے
 شاہ رزاق سے لاوں گی
 اج موئین سہرا گوندھاؤں گی

خواجہ گاہ کی بگیا کے پھلوا
 خواجہ قطب سے منگاؤں گی
 اج موتین سہرا گوندھاؤں گی
 پختن پاک کے راج دلارے
 اپنے وارث کو دولہا بناؤں گی
 اج موتین سہرا گوندھاؤں گی
 قربان علی کو دے ہوں مبارک
 جو مانگوں سو ہی پاؤں گی
 اج موتین سہرا گوندھاؤں گی
 سولھو سنگھار میں کر کے بیدم
 اپنے بنے کو رجھاؤں گی
 اج موتین سہرا گوندھاؤں گی



میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

دیوہ نگر استھان بنایو

سارے ہند کو بھاگ جگایو

بزم روپ سنگھر دکھلایو

تم ہو مدینے والے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

نیا بھنور میں آن پھنسی ہے

جهک جھورن سے بُڑ چلی ہے

تم سے گوستاں آس لگی ہے

تم بن کون سنجھا لے تم پہ لاکھوں سلام

میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام

تم اللہ نبی کے پیارے

مولانا علیؒ کے راج دولارے

فاطمہؓ بی بی کی آنکھ کے تارے

سب کے نام اوچھا لے تم پہ لاکھوں سلام
 میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام
 تمہرے دو آرنوبت نت باجے
 تمہرے داس راجے مہاراجے
 مکھ موئین کو سہرا ساجے
 ذولہا ہو ہریا لے تم پہ لاکھوں سلام
 میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام
 بیدم تج کے اپنی نگریا
 آن پڑو ہے تمہری دھریا
 تمہرے ہاتھ ہے لاج سنوریا
 وارث دیوے والے تم پہ لاکھوں سلام
 میرے وارث جگ او جیا لے تم پہ لاکھوں سلام



خواجگاں کے جھرمت میں اک وارت چھیل چھیلا ہو
دھن دھن بھاگ ہیں ان کے سکھی ری جن کے اس ساجنا ہو

وارث درش کو انکھیاں ترسیں نین سے رکت میہا بر سیں
ہو لس ہو لس موری رتیاں بنتیں روئے روئے کاٹوں دنو ہو

پیہر پتیا مبر برلن پہ سو ہے دیکھ دیکھ جا گو جگ سو ہے
سیس او گھر لٹ گھونگھریا لے وہی وہی سجنہا ہمرا ہو

پنجتن پاک کے راج دولارے قربان علیؒ کے پوت پیارے
اپنے داس بیدم کے سہارے ڈوڈ جگ کے پالنو ہو

.....☆.....

ہولی

گنج شکر کے لال نظام الدین چشت نگر میں بھاگ رچا یو
خواجہ معین الدین اور قطب الدین پریم کے رنگ کی رینی چڑھا یو
سیس مکٹ ہانسن پچکاری موری آنگن ہولی کھیلیں آیو
پیر نظام الدین چتر کھلاڑی پھٹاں پکڑ میر و گھونگھٹا اٹھا یو

دھن دھن بھاگ آن کے سوری سجن جن ایوسندر پرستم پایو

کھیورے چشتیو ہولی کھیلو خواجہ نظام کے بھیں میں آیو

لپک جھپک اور آن اچانک رنگ ڈارو اور مدھوا پلايو

اپنے رنگیلے کے بیدم واری جن مو ہے لال گلال بنایو



دادره

لاگی نجر بھر پور نظام الدین

کر گئی چکنا چور نظام الدین

لاگی نجر بھر پور نظام الدین

تاج دلایت سر پر سو ہے

مکھڑے پہ نور جہور نظام الدین

لاگی نجر بھر پور نظام الدین

اندھری اپاچ کس کر پہنچے

تمہری اٹریا ہے دور نظام الدین

لاگی نجر بھر پور نظام الدین

بانھ گئے کی لاج تمہیں کو
ہے سرکار ہجور نظام الدین
لاگی نجرا پور نظام الدین
تمہری دھریا آن پڑی ہے
بیدم نزگن کور نظام الدین
لاگی نجرا پور نظام الدین

.....☆.....

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَ عَلَى أَلِّي بِقَدْرٍ حُسْنِيهِ وَ جَمَالِهِ

شجرہ وارثیہ نسب نامہ عالیہ

سلام سرویر دیں ہاشمی و مظہلی
حضور سید عالم محمد عربی
سلام حضرت مولا علی و شیر خدا
سلام مادر حسین فاطمہ زہرا

سلام بے کس و مظلوم سید الشہدا
 حسینؑ صابر و شاکر شہید کرب و بلا
 سلام دفتر دین رسولؐ کے ناظم
 امام باقرؑ و جعفرؑ و موسیؑ کاظمؑ
 سلام عترت زہرا و سید سندی
 امام قاسم حمزہؑ، علی رضاؑ، مهدیؑ
 سلام سید جعفر و بو محمدؑ پاک
 علی عسکریؑ بوالقاسمؑ مہ افلک
 سلام سید محرومؑ و سید اشرفؑ
 امیر کشور دیں یادگار شاہ نجف
 سلام سید سادات شاہ عزالدینؑ
 جناب حضرت مخدوم دین علی الدینؑ
 سلام حضرت مخدوم سید عبدالآدؑ
 حضور سید واحد عمر جناحؑ آباد
 سلام سید زین العبادؑ و قطب زماں
 فروغ بزم سیادت امام اہل زماں

سلام شاہ عمر نورؒ ہادی و برہبر

جناب سید عبدالاحدؒ گدا پرور

سلام سید احمدؒ و شاہ کرم اللہؒ

جناب میر سلامت علیؒ شہر ذیجاہ

سلام سید قربان علیؒ شہر ذیشان

بہار گلشن کونین و فخر کون و مکاں

سلام مرشد کونین و ہادی دوراں

حضور حاجی وارث علی امام زماں

.....☆.....

مقطع فقیر مصنف

سلام بیدم خستہ قبول ہو جائے

اثر بیاں میں طفیل رسول ہو جائے

.....☆.....

شجرہ عالیہ قادر یہ رزاقیہ وارثیہ

اہی سروی عالم شہر ابرار کا صدقہ

شہنشاہ مدینہ احمد مختار کا صدقہ

اہی میری ہر مشکل کو آسانی عطا فرما
علیٰ مشکل کشا و حیدر کرار کا صدقہ

اہی راہِ تسلیم و رضا کی خاک کر مجھ کو
حسین بن علی سرچشمہ اسرار کا صدقہ

دوائے دردِ فرقہ مانگتا ہوں ہاتھ پھیلائے
عطا فرما اہی عالیہ پیمار کا صدقہ

اہی باقر و جعفر کی دے خیرات تو مجھ کو
امام کاظم و موسیٰ رضا سردار کا صدقہ

تصدق خواجہ معروف کرخی سقطی کا

جنید و شبلی عبدالواحد ابرار کا صدقہ

طفیل حضرت بوالفرح طرطوسی مجھے دینا
علی و بو الحسن مسٹ مے اسرار کا صدقہ

اللہی بوسعید پیر پیران شیخ لاٹانی
میہ برج طریقت مطلع انوار کا صدقہ

محی الدین شیخ عبدالقادر شاہ جیلانی
جناب غوث کے گلگونہ رخار کا صدقہ

شہنشاہ طریقت عبدالرزاق گدا پرور
شہ سید محمد سرور سردار کا صدقہ

اللہی سید احمد اور شہ سید علی عارف
جناب شاہ موسی قادری سرکار کا صدقہ

شہ سید حسن اور شیخ ابوالعباس کی خاطر
بہاؤ الدین قسمیم بادہ اسرار کا صدقہ

برائے خواجہ سید محمد قادری یارب
مجھے دینا جلال قادری سردار کا صدقہ

شہر میران فرید بھکر ابراہیم ملتانی
اور ابراہیم بھکر مخزن انوار کا صدقہ

سراپا رحمت حق حضرت شاہ امان اللہ
حسین حق نما محو جمال یار کا صدقہ

شہر عرش آشیاں شاہ ہدایت منجع عرفان
محب حق جبیب احمد مختار کا صدقہ

جو آنکھیں دیں تو آنکھوں کو عطا کر لطف نظارہ

شہر عبدالصمد کے دیدہ بیدار کا صدقہ

دیا ہے دل تودل میں درد دے اور درد میں لذت

شہر رزاق کی شیرینی گفتار کا صدقہ

گل بستان زہرا سید اسماعیل رزاقی

جناب شاکر اللہ گوہر شہوار کا صدقہ

نجات اللہ و حضرت حاجی خادم علی کامل

امیر لشکر دیں قافلہ سالار کا صدقہ

امام الاولیا ابن علی لختِ دل زہرا
مرے والی مرے وارث میر کار کا صدقہ

گدائے عشق ہوں بھر دے مراد امن مرادوں سے
انہیں کی پشمِ مست و گیسوئے خمار کا صدقہ

زکوٰۃِ خوبی نقش و نگار روضہِ انور
ملے ایوانِ وارث کے درود دیوار کا صدقہ

جهاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں پھرتا
اسی روضہ کے ہرز اڑ کا ہرز وار کا صدقہ

عطای کر اپنے بیدم کو شرابِ معرفت ساقی
تصدقہ میکدے کا اپنے ہرے خوار کا صدقہ

.....☆.....

شجرہ طیبہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلٰهِ! مجھ کو سرکارِ رسالت کی محبت دے
اعلیٰ مشکل کشا شاہ ولایت کی محبت دے

اَلٰهِ اہلِ بیتِ مصطفیٰ کا عشق دے مجھ کو
حسنُ بصری و واحدُ کنز وحدت کی محبت دے

فضیلؒ اور خواجہ ابراہیم ادھم کا فدائی کر
سید پیدالدینؒ خذیفہ نخوٹ ملت کی محبت دے

امین الدینؒ ہمیرہ شیخ بصری عارفِ کامل
جناب فیض بخشؒ و کانِ شفقت کی محبت دے

خدیو چشتیاں خواجہ ابواسحاقؒ کا صدقہ
ابی احمد ولی نظر ہدایت کی محبت دے

طفیلِ خواجہ ناصر محمد صاحب نصرت
 ابو یوسف نسیم باغ وحدت کی محبت دے
 الہی قطب دین مودود یوسف کے تصدق میں
 مجھے تو میرے پیران طریقت کی محبت دے
 شریف زندنی و خواجہ عثمان ہارونی
 امام و رہبر شرع و طریقت کی محبت دے
 امام چشتیاں خواجہ معین الدین اجمیری
 ولی هند سلطان طریقت کی محبت دے
 بنا دیوانہ مجھ کو قطب دین بختار کا کی کا
 حواس و ہوش لے لے اور حضرت کی محبت دے
 فرید الدین گنج شکری کا ذوق دے مجھ کو
 نظام الحق نظام الدین و ملت کی محبت دے
 نصیر الدین چراغ دہلوی سے لو لگا میری
 کمال الدین سراج الدین کی سیرت کی محبت دے

علیم الدین اور محمود راجن کا تعلق دے
 جمال اللہ کے نور بصیرت کی محبت دے
 شہ محمود اور خواجہ محمد خواجہ یعنی
 کلیم اللہ خورشید حقیقت کی محبت دے
 نظام الدین رغنم خالدین قطب الدین جمال الدین
 عباد اللہ کے انداز طاعت کی محبت دے
 مجھے شیدا بنا شاہ بلند رامپوری کا
 شہر خادم علی مہر سیادت کی محبت دے
 نبی کے لال اور مولا علیؑ کے لاٹلے وارث
 بہار گلشن خاتون جنت کی محبت دے
 دوائے دردِ دل دے درد مندانِ محبت کو
 دل بیدم کو یارب دردِ الفت کی محبت دے

آمين یارب العالمين



قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر
 حضرت جلیل جانشین امیر مینائی
 دیوان پر بہادر کے ہر تازہ شعر میں
 معنی آبدار کی اک کائنات ہے
 اس جانفرزا کلام کی تاریخ لکھ جلیل
 بیدم کا یہ سخن نہیں آب حیات ہے



قطعہ تاریخ ترتیب از ناخدا رئیس خن نوح ناروی
جانشین حضرت داغ و ہلوی

نوع دیوان شام بیدم کا
آنے والا ہے جلد پیش نگاہ
سال ترتیب عیسوی میں لکھو
شاہ کار داغ بیدم شاہ
(۱۹۳۲ء)



قطعہ تاریخ از سرآمد شعرا نے پنجاب
پیرزادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری اثر جالندھری

بیدم بحق لسان طریقت بعالم است
صوفی صافی است و خن سخی حق پرست
شستہ بکب زمزم و کوثر زبان اوست
زان ولپذیر اہل حقیقت بیان اوست

دیوانِ خویش را جوب فرمود مشتهر
 منت نهاد بر همه شعراء نکته ور
 مخمورِ ذوق از کلامش جهان شده
 هر اهلِ شوق مشتری او بجان شده
 تاریخ طبع عیسوی او چو خواستم
 زد ساغرِ حقیقت بیدم اثر رقم
 (۱۹۳۵ء)



دادرا نعمتیہ

ہانگے چھیلا مدینے والے
 مودے چندرا جگت او جیا لے
 بن کے چھیلا مدینے والے
 اے عرب کے کرش کنہیا
 اے پھلوں ہج سوویا
 تی اوٹھکے بسیریا بجا لے
 بن کے چھیلا مدینے والے
 میں کرم ہیں دکھ پائی
 ات پاپن بر باستائی
 موئے تم بن کون سنچا لے
 بن کے چھیلا مدینے والے
 اب ہند رہا نہیں جاوے
 سورا رہ رہ جیا گھبراؤے
 سوامی اپنی نگریا بولا لے
 بن کے چھیلا مدینے والے

اے سب کی ٹیر سنیا
 میں ہوں دیت ہو تمہری دوہیا
 موری بگڑی بات بنالے
 بن کے چھیلا مدینے والے
 اے دین بند جگ داتا
 تمہیں سمرت ہوں دن راتا
 سیاں بیدم کو بن ہالے
 بن کے چھیلا مدینے والے

.....☆.....

داراد مگر

مدی چھیلا مورے مہا راجا
 مورے مہارا جا جگت سرتا جا
 اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی
 انہیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی
 مگر کسی سے نہ کی تھی جو میرے ساتھ میں کی

دروں سینہ من زخم بے نشان زوئی
 بچیر تم کہ عجب تیر بیکمان زوئی
 ہاہا پیا میکا درس دکھا جا
 مدنی چھیلا مورے مہا راجہ
 حریم خاص کے پردوں کو تھام کر بیدم
 عجیب درد سے کرتا ہے نالہ پر غم
 فغان یہ ہے کہ جیسی و سید عالم
 کجا روم بکہ گویم بگوچہ چارہ کنم
 کہ تیر عشق مرا اندر ون جان زوئی
 من موہن مورے جیا میں سما جا
 مدنی چھیلا مورے مہا راجہ

.....☆.....

دیگر

سینو موری مہاراج نجف کے والی
 سینو موری مہاراج

ترے ہی ہاتھ بکانی سیاں
 ترے ہاتھ موری لاج نجف کے والی
 سنیو موری مہاراج
 نبی کے میت حسینؑ کے پابا
 ولین کے سرتاج نجف کے والی
 سنیو موری مہاراج
 میں آ وہیں بہرکارن سوامی
 تم ہو غریب نواج نجف کے والی
 مولا علی بیدم وس دیکھیو
 سدھر جائیں سب کاج نجف کے والی

.....☆.....

غزل بھاشا

اب ترے سرن میں آن پری یا عبد القادر جیلانی
 موری بگڑی تھارے بنائے نبی یا عبد القادر جیلانی
 تو رے درس بنا مورے پیارے پیا پلٹ ہے جیا پہاڑبٹے ہسیا

کوہکت ہوں بس دن کویل سی یا عبدالقدار جیلانی
 مھیٹے کو موئے ٹھور نہیں توڑے دوار کلور اور انہیں
 کو پکت ہوں تمہاری دہریا کی یا عبدالقدار جیلانی
 تمہیں سے پر حن سہاگ مردم آن ملو جگے سہاگ مرد
 نت ترے ملن کی ہے آس گلی یا عبدالقدار جیلانی
 بہک چھا دیوت مری بہکارن ہوں میں پر چا ہوں تم راجن ہو
 ات وانی ہو اور مہادھنی یا عبدالقدار جیلانی
 کہرے مورے کیس سیندر چھوٹی بندیاں ٹوٹی چریاں چواٹیں
 تم بن جو بنا کی بہار گئی یا عبدالقدار جیلانی
 سده بیدم کی مہاراج رہے موری با نہہ گھے کی لاج رہے
 کہلاوت ہوں چیری تمری یا عبدالقدار جیلانی

.....☆.....

بھججن

توڑے دوار پرے جگ بیٹ گئے موری آس نہ توڑو گریب نواج
 توڑے دوار پرے

یا خواجہ معین میر کے میر پیرن کے پیر ولیم کے تاج
 توڑے دوار پرے

تم نبی و علی جی کے پیارے عثمان کی آنکھوں کے تارے
 توڑے دوار پرے

جگ تارن ہو جگ پالن ہو جگ داتا ہو تمہیں جگ کو راج
 توڑے دوار پرے

میرے اوگن پہ نہ نگاہ کرو تم اپنے کئے کو نباہ کرو
 توڑے دوار پرے

میں تمہاری ہوں اب تو بھلی و بری مہارا ج تمہیں میری چٹے لاج
 توڑے دوار پرے

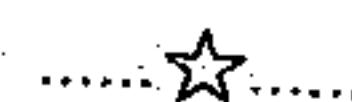
توڑے درس بہکارن آئی ہوں موے دیوبھیک سورے ان داتا
 توڑے دوار پرے

متی بیر کرو بیدم کی بیر تئی دیکھے لیو بن جائیں کاج
 توڑے دوار پرے



بھجن دیگر

مہاراج غریب نواج سرن تورے آن پری ہے
 مہا راج غریب نواج
 خواجہ عثمان کے چھیل معین الدین
 تمکا لاج مری سری تورے آن پری
 مہا راج غریب نواج
 کیسر رنگ تیرہ چہار ابھراوان
 پہلوں چھاؤں نگری سرن تورے آن پری
 مہا راج غریب نواج
 تم تو راجا جگت سر تاجا
 ہم چیری ٹھری سرن تورے آن پری
 مہا راج غریب نواج
 تمri داس کہا کے بیدم
 کا کو جوہا گری سرن تورے آن پری
 مہا راج غریب نواج



ہوں

سکھی برج میں گھسان پرو ہے
 پھاگ کہلن گئے ہیں بنواری
 سکھی برج میں گھسان پرو ہے
 نادیکھیں پیا اپنو پرالیو
 گرد لگائیں ماریں پچکاری
 باراجوری کرمو ہے ابراؤ ار گئے
 منکنی چلیا بھگوئے ذماری ساری
 سکھی برج میں گھسان پرو ہے
 جا کو چاہیں کان اک پل میں
 نین ملائے کریں متواری
 جائے دیکھو وہی جھومت آوے
 کاہیری اور کاہنکاری
 سکھی برج میں گھسان پرو ہے
 چھین لیو پہچان گئے ہم
 تم ہی ہو وارث بانکے بھاری

بیدم کی پت لے کہاں جیہو
 جانے نہ دونگی میں تم کا کھلاری
 سکھی برج میں گھسان پو ہے



ہولی

سکھی اب تو ہم پھیر جائی
 بس کے میکو امین بیس گنوائی
 ہولی کھیلت سوامی سنگ اپنے
 پریم کے رنگ میں چوزریا رنگائی
 جو جو گجری بتا میکا میں
 ایکو ایک پیا کا سنائی
 سکھی اب تو ہم پھیر جائی
 ندن پیا کی کرب ہم سیوا
 نٹ اٹھ چرن سیس نوائی
 کہو تو بس ہیں ای ہیں سانورے

کہو تو ہوئی ہے ہمار سنائی
 سکھی اب تو ہم پھیر جائی
 سب رنگ کھیلیں۔ اپنے پیاسنگ
 بیدم انوں رکت بھائی
 جار جار ہلکا سب تاپیں
 ہم اپنو ہی نگ جرائی
 سکھی اب تو ہم پھیر جائی



ٹھمری

پیا مورے بسر گئے سکھ چین
 جادو کیو تو رے نین
 پیار مورے بسر گئے سکھ چین
 ات گئی برا براؤگ نے بیدم
 ڈوب مر ب جیو دین
 پیار مورے بسر گئے سکھ چین



دادرا

کا ہے مژورو موری بیان ٹھیلے سیان

کا ہے مژورو موری بیان

لاج رہے چاہے جائے پیہروا

چھورب ناتوری چنیان

ٹھیلے سنیاں

کا ہے مژورو موری بیان

ہمکا نہ چھیرو راہ لیو اپنی

منتی کروں لاگوں پنیاں

ٹھیلے سنیاں

کا ہے مژورو موری بیان

تمکا چھوڑ بیدم کہاں جائے

وا کے تو تم ہی گو سنیاں

ٹھیلے سنیاں

کا ہے مژورو موری بیان

.....☆.....

گاگر

ساد ہو ساد ہو گا گر سد بھاری
 چلت ڈگر لکے پنہاری
 ساد ہو ساد ہو گا گر سر بھاری
 مده کی بھری گاگرنہ سمری
 سادہ سادہ میں تو پیا ہاری
 ساد ہو ساد ہو گا گر سر بھاری
 بن مده پے بورائی جات ہون
 جو دیکھے جانے متواری
 ساد ہو ساد ہو گا گر سر بھاری
 تمری ساد ہے سد ہی اب گاگر
 ناہیں تو جات ہے لاج ہماری
 ساد ہو ساد ہو گا گر سر بھاری
 خواجہ وارث چاہیں تو بیدم
 سگرے خواجہ کی نیوں میں دلاری
 ساد ہو ساد ہو گا گر سر بھاری

بھجن

کوئی ہم سے پوچھئے پریت کی ریت
 کوئی ہم سے پوچھئے
 بیری ہوت یا میں اپنوہی میت
 کوئی ہم سے پوچھئے
 دین دھرم تن من دھن جوبن
 جو بارے یامن اوم کی جیت
 کوئی ہم سے پوچھئے
 بھوئیں سو کہے کہتی ہریادے
 ہم گھائیں اور باڑھے پریت
 کوئی ہم سے پوچھئے
 اپنے ہوئیں پرانے بیدم
 اس نزکہیں جیسے چھپیہ نہ چیت
 کوئی ہم سے پوچھئے



بھجن

میں بوری دو سر کا جانی
 بارے ہی سے تورے ہاتھ بکانی
 میں بوری
 است برکم کی دھن سن کے
 جھومت چال چلوں مستانی
 میں بوری دوسر کا جانی
 تم ہیں احمد اور تم ہیں احمد
 تم ہیں علی داتا مہادانی
 میں بوری دوسر کا جانی
 تم ہیں حسن حسین کہائے
 تم ہیں غوث محب سجانی
 میں بوری دوسر کا جانی
 انا بشر تم ہی سے سنن ہم
 تم ہیں کہن کا اعظم شانی
 میں بوری دوسر کا جانی

تم ہیں خواجہ معین کھائے
 تم ہی نظام مخدوم جہانی
 میں بوری دوسر کا جانی
 تم ہیں کا بہیک سادھن کا سو ہے
 تم ہیں پہ چھا بجے تاج سلطانی
 میں بوری دوسر کا جانی
 اپرم پاریلا توری وارت
 کھاں لگ کو دتھرے برن بگانی
 میں بوری دوسر کا جانی
 گورکی سیواپاپ بتا دے
 کا ملنا توری مت بورانی
 میں بوری دوسر کا جانی
 وہی سست گوروہی چیلا بیدم
 وہی مورکھ وہی چتر گیانی
 میں بوری دوسر کا جانی

.....☆.....

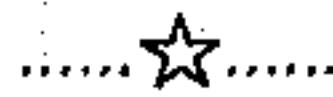
چیت

سونی لاگے رہے ہمی ناگر یا ہورا مان
 ارے سونی لاگے رے
 پیا بیدم سوتن بس بھئی میں
 پھلوں مہکے رہے ہمی سچر یا وارماں
 سونی لاگے رہے ہمی ناگر یا ہورا مان



چیت دیگر

تمہارے کارن رے تپے جیر و ہورا مان
 تمہارے کارن رے
 سنگ کی سیلی سب بیرن بھین رے
 کائے کہاوے رے نسدن نیر وا ہو کارن



ارمنخان بیدم

Marfat.com

عذرِ مصنف

معزز ناظرین! میں اپنی اس کوتاہ قسمتی سے بے حد محبوب ہوں کہ عرصہ سے میں نے اپنے گلتانِ خن سے پھول چن کر کوئی گلدستہ تیار نہیں کیا جو آپ کی خدمت با برکت میں پیش کرتا اور آپ کی محفل میں اس کی رنگ و بو سے ایک دلکش سماں پیدا ہوتا۔

حضرات! خدا نخواستہ میں نے اس باغ کی گل چینی چھوڑی نہیں۔ میں ان روح افرزا پھولوں کی رنگ و بو کا بدنستور دلدادہ ہوں۔ گل و بلبل کے فانہ کا قلب پر گہرا اثر محسوس کرتا ہوں۔ حسن و عشق کی کرشمہ سازیوں پر ضرورت سے زیادہ مٹا ہوا ہوں۔ مگر کیا کروں کہ میری مختلف بیماریوں کا تسلسل جوداں و دماغ پر اپنا پورا اثر کئے ہوئے ہے، سلسلہ زلف دراز کی طرح ختم ہی ہونے کو نہیں آتا کہ میری تمبا پوری ہوتی اور میں اب تک متعدد گلدستے آپ کی محفل میں پیش کر چکا ہوتا۔

مدت کے بعد آنے ایک مر جھائے ہوئے پھولوں کا گلدستہ پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ آپ ان میں پہلی سی تازگی اپنا نہیں گے، نہ وہ خوبصورت فرمائیں گے۔ لیکن میری محبت و اخلاص کی بو اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہے گی۔ یہ مانا کہ اس کی موجودگی پڑ مردگی تو ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ اسے خوشنما پھولوں کا گلدستہ تصور فرما کر رونق محفل بنائیں مگر میری پریشانیوں کا مجموعہ سمجھ کر تو ضرور ہی قدر فرمائیے۔ اگر امراض نے مہلت دی اور زندگی باقی ہے تو اس کی تلافی کی کوشش کروں گا اور پھر حسب والخواہ آپ کی خدمت میں ڈالی پیش کروں گا ورنہ یہ آخری یادگاری تحفہ جگر پارہ المعروف بہ ارمغان۔ بیدم ہے جب کبھی سامنے آئے مجھے دعائے خیر سے یاد فرماتے رہے گا۔ آئندہ جو مرضی۔

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لا یا
والسلام

معذر ت نگار

فقیر بیدم وارثی اٹاوی

نہ مسحود ملائک حضرت آدم کبھی ہوتے
 اگر پیشانی میں ہوتا نہ ان کے نور احمدؐ کا
 کلیم اللہ سے پوچھو کہ آخر غش ہوئے کس پر
 جمال الہی تھا وہ کہ جلوہ تھا محمدؐ کا
 طلب کرتی ہے آزادی طوف روضہ کی خاطر
 ذرا دیکھے تو کوئی حوصلہ روح مقید کا
 تمنا میں دل افرادہ کی دل ہی میں ہنی ہیں
 شکار دام مجبوری ہے ہر ارمان مقید کا
 سفر طیبہ کا اور اس درجہ ضعف و ناتوانی پر
 خدا حافظ ہے اے بیدم تمہارے شوق بے حد کا

.....☆.....

میکدے تیرے تری مسجد ضم خانہ ترا
 یار ہر گھر ترا ہر گھر میں کاشانہ ترا
 یہ بھی اک اعجاز ہے اے پیر میخانہ ترا

بزم میں بے پاؤں کے چلتا ہے پیانہ ترا
 ہم بلا نوشوں کی ہمت کو تو اے ساقی نہ پوچھ
 نشہ میں سر پر اٹھا لیتے ہیں میخانہ ترا
 بے خبر ہونے پہ بھی ہے سارے عالم کی خبر
 زاہد ہشیار سے اچھا ہے متانہ ترا
 یہ ملے قسمت ہے تو اس کے سوا کیا چاہیے
 تو ہو ساقی میکدہ ہو اور متانہ ترا
 ساقیا جاری رہے یوں ہی سبیل مے کشی
 تا ابد یونہی رہے آباد میخانہ ترا
 تجھ کو سودائے محبت مول لے کس کی مجال
 سنتے ہیں ہم جان و دل ہوتا ہے بیغانہ ترا
 ہم مسافر ہیں تو منہ تکتا ہے کیا چیر مغاف
 بس چلے تو دل میں رکھ لے جائیں میخانہ ترا
 جس کو دیکھا تجھ پہ مرنے کے لیے تیار ہے
 میں ہی کیا اے شمع و عالم ہے پروانہ ترا
 پہلے بیدم کی طرح کوئی گریبان چاک ہو

شوق سے پھر جلوہ دیکھے بے جوابا نہ ترا



تم شاہ ولایت ہو امیر دوسرا ہو
 مولا ہو مرے قوم نصیری کے خدا ہو
 شادابی گزار و عالم ہے تمہیں سے
 تم پر تو آئینہ لولک لہما ہو
 جب احمد بے میم کہیں لمحک لمحی
 پھر کون کہے تم کو کہ تم کون ہو کیا ہو
 محتاج کو خالی در اقدس سے نہ پھیرو
 مجائے غریبان ہو ملا ذالفقر ہو
 ہے ذیر نگیں مملکت صبر و توکل
 تم بادشاہ کشور تسلیم و رضا ہو
 ہاں را کب دوش نبوی کون ہے ، تم ہو
 تم حیدر کرار ہو تو تم شیرا خدا ہو
 اللہ کا جو گھر ہے وہ مولد ہے تمہارا

ہمنام خدا کے بھی علی نام خدا ہو
 کیا لطف ہو پی پی کے لب چشمہ کوثر
 ہر مست کہے ساقی کوثر کا بھلا ہو
 اے شاہ نجف شہر و شیر کا صدقہ
 مجھ تشنہ دیدار کو اک جام عطا ہو
 تم چارہ عالم ہو جو بے چارہ ہے بیدم
 محتاج ہے یہ تم تو امیر الامر ہو

.....☆.....

اے بادشاہ لافتا اے تاجدار ہل اتی
 مولا علی مرتضی حیدر وصی مصطفیٰ
 دے کر شراب معرفت متوا لا کر دیجے مجھے
 آں عبا کا واسطہ صدقہ رسول اللہ کا
 آوارہ و کجراہ ہوں ناکارہ ہوں بیکار ہوں
 گو آپ کے لاکن نہیں مشہور ہوں پر آپ کا
 نایینا بینا ہو گیا بینا کو سوچھی دور کی

آنکھوں میں جس کے پڑ گئی اڑ کر تمہاری خاک پا
بیدم تمہارا بتلا ہے سخت مشکل میں پھنسا
مولانا علی مولا علی مشکل کشا مشکل کشا

.....☆.....

بنتی نہیں بنائے حالت مری بُری ہے
وقت مدد ہے مولا اب جی پہ آجی ہے
کوئی نہ ساتھ آیا سب نے ہی منه چھپایا
غربت میں میری ساتھی اک ہے تو بے کسی ہے
میں کس کی دوں دھائی تیرے سوا الہی
سب نے بجھا دیا دل اب تجھ سے لوگی ہے
مشکل میں کیسا رونا کچھ بھی نہیں ہے ہونا
مشکل کشا علی ہے مشکل کشا علی ہے
عالم کا بار اٹھا لیں تو اپنی کہہ رہا ہے
ان بازوؤں میں بیدم زور یادِ اللہی ہے

.....☆.....

ہوا ہے اور نہ ہو گا تم سا شاہ بھروسہ بر پیدا
 جو تم کو دیکھنا چاہے کرے پہلے نظر پیدا
 مبارک ہو ہوئے ہم گرہوں کے راہبر پیدا
 امیر عرش و کرسی تاجدار بھروسہ بر پیدا
 بنے گا جو شمار دانہ تسبیح امامت میں
 ہوا خل ابو طالب سے وہ تازہ شمر پیدا
 مریضان معاصی کو شفا کیونکر نہ ہو جائی
 دوائے درد عصیاں ہو چکی تھی پیشتر پیدا
 ظہور حضرت حسین "علم میں روشن ہے
 ہوئے برج اسد اللہ سے مش و قمر پیدا
 بہا کر میرے آنسو کربلا تک لے ہی پہنچیں گے
 کئے جاؤں میں نالے ہو ہی جایگا اثر پیدا
 مزین ہو گئی دکان تسلیم و رضا جن سے
 ہوئے کان ابو طالب میں وہ لعل و گھر پیدا
 زمین کربلا بیدم بسی ہے جس کے پہلو سے

ہوا باغِ نبی میں وہ نہال بارور پیدا

.....☆.....

گلبن باغِ نبی سرور ریاض حیدری
 غوثِ اعظم قطبِ عالمِ مالک بحرو بری
 سیدو سلطان فقیر و خواجہ مخدوم غریب
 بادشاہ دو جہاں مند نشیں برتری
 قرة العینین زہرا راحتِ جانِ حسین
 اخترِ برجِ حسن " مہر پسہر حیدری
 ظلِ ذاتِ لم بیل آئینہ حسن ازل
 مظہر شانِ خدا عکسِ رخ پیغمبری
 سخت مشکل میں ہوں اے مشکل کشا کے لاڈلے
 لیجئے میری خبر از راہ بندہ پوری
 صرف انسانوں ہی پر جاری نہیں فرمان ترا
 تابع فرمان ہیں سب حورو ملک جن و پری
 اپن گیا بغداد ہی بیدم تحلی گاہ طور

شانِ عبدیت میں جب قادر نے کی جلوہ گری

.....☆.....

محی الدین ”سلطان السلاطین غوث صداني
 شہنشاہ ولایت قبلہ دینی و ایمانی
 گل باغ حسن چشم و چراغ فاطمه“ زہرا
 علی کے لاڈے پیارے رسول اللہ کے جانی
 مریض درواندوہ و الم کی بھی خبر لجھے
 مسیحِ جان بیماراں طبیب درد روحانی
 مجھے آسان سے آسان بھی ہر کام مشکل ہے
 تمہیں آسان ہے، ہر طرح میری مشکل آسانی
 ہوئیں سب مشکلیں آسان بگزی بن گئی بیدم
 کہا جب شی اللہ یا محی الدین جیلانی

.....☆.....

فانی ذات پیغمبر حضرت پیران پیر

ہو بھو تصویر حیدر حضرت پیران پیر
 اپنے بیمارِ محبت کا مداوا کیجئے
 اے طبیبِ قلبِ مضطرب حضرت پیران پیر
 میں بھی اک زله ربانے خوانِ لطفِ عام ہوں
 ہو نگاہِ مہر مجھ پر حضرت پیران پیر
 آپ کے درکا گدا کہلا کے کیوں دردر پھروں
 آفتابِ ذرہ پرور حضرت پیران پیر
 اپنے بیدم کے دلِ مردہ کو زندہ کیجئے
 اے نسیمِ روح پرور حضرت پیران پیر
 جی گیا میں دیکھ کر جلوہ ترا پیراں پیر
 واہ وا صلے علی صد مرحبا پیران پیر
 سخت مشکل میں تمہارا بندہ درگاہ ہے
 از پے مشکل کشا مشکل کشا پیران پیر
 خالی جاؤں گا جو اس در سے تو پاؤں گا کہاں
 ہے یہاں قسمت کا میری فیصلہ پیران پیر
 گردشِ ایام نے تو پیس ہی ڈالا مجھے

تیرا ہوں اب تو مری گزری بنا پیران پیر
 خالی کیوں جائے ترے دربار عالی جاہ سے
 بیدم خستہ ترا مدحت سرا پیران پیر

.....☆.....

حد سے گزری جاتی ہے تکلیف روحانی مری
 سن ہی لجھے اب تو یا محبوب سجانی مری
 شی اللہ یا محی الدین مدد کا وقت ہے
 بڑھتی جاتی ہے مرے مولا پریشانی مری
 کیا غرض کوئی کسی کی کس لئے سننے لگا
 تم ہی جب سنتے نہیں یا غوشہ صدائی مری
 ورطہ طوفانِ غم میں غرق ہونے کوہوں میں
 لجھئے اب تو خبر اے قطب ربانی مری
 دولت الفقر فخری سے ہوں مala مال میں
 یہ فقیری ہی ہے بیدم عین سلطانی مری

.....☆.....

بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز
 سنو مری مرے مشکل کشا غریب نواز
 تمہارے دامنِ عالیٰ نے ہاتھ آتے ہی
 بڑھا دیا ہے مرا حوصلہ غریب نواز
 معین دین و عطاے رسول وائی ہند
 امیر و خواجہ گلگوں قبا غریب نواز
 کہا سگ پھرے در در کی ٹھوکریں کھانا
 تمہارے در کا تمہارا گدا غریب نواز
 سنی ہے آپ کی بندہ نوازیوں کی دھوم
 کبھی ادھر بھی نگاہِ عطا غریب نواز
 تمہارا ہوں میں تمہی سے ہی التجا میری
 تمہارے ہوتے کہوں کس سے یا غریب نواز
 لحد میں روزِ قیامت میں دین و دنیا میں
 تمہارے نام کا ہے آسرا غریب نواز
 تمہارے در کی گدائی ہے آبرو میری

تمہاری دید مرا مدعا غریب نواز
 ضایے مجلس عرفان نگار عالم قدس
 فضاۓ گلشنِ افی انا غریب نواز
 کچھ اپنے بیدم خستہ کو بھی عطا کجھے
 سخنی ہے آپ کی سرکار یا غریب نواز

.....☆.....

ہفت آسمان ہیں فرشِ نعالِ ابوالعلا
 اللہ رے اوچ و جاہ و جلال ابوالعلا
 لائی صبا نوید وصال ابوالعلا
 کیا گل کھلا رہا ہے خیال ابوالعلا
 تازہ رہے خیال جمال ابوالعلا
 پھولا پھلا رہے یہ نہال ابوالعلا
 جز یادِ دوست اور کوئی مشغله نہیں
 دل ہے ازل سے وقفِ خیال ابوالعلا
 اب کیوں سیاہ خانہ کہوں نور خانہ کو

روشن ہے دل میں شمع جمالِ ابوالعلاء
 از ماہ تاب ماهی کسی پر چھپا نہیں
 آئینہ ہے جہان پہ حالِ ابوالعلاء
 اس جستجو میں چاک گریبان ہیں سینکڑوں
 لیکن کھلانہ پردةِ حالِ ابوالعلاء
 کوئی سما سکا نہ سماۓ نگاہ میں
 آنکھوں میں بس رہا ہے جمالِ ابوالعلاء
 اسلام و کفر دونوں کو دل سے بھلا چکے
 بس اب تو ہم ہیں اور خیالِ ابوالعلاء
 آئینہ بہار بنا ہوں تو کیا عجب
 پیش نظر ہے حسن و جمالِ ابوالعلاء
 ہر ذرہ خاک در کا یہاں رشک ماه ہے
 تاباں ہے آفتابِ کمالِ ابوالعلاء
 یہ عالمِ مثال ہے لیکن کبھی ملک
 لایا نہ لا سکے گا مثالِ ابوالعلاء
 دیکھی نہ ہو تو دیکھ لو شانِ محمدی

ملتے ہوئے ہیں سب خstro خال ابوالعلاء
 اس آستان پہ آتے ہی سب مل گیا ہمیں
 کرتے ہیں اب خدا سے سوال ابوالعلاء
 جب دیکھئے یہاں ترو تازہ ہے نخل فیض
 ہے کیا سدا بہار نہال ابوالعلاء
 بلبل چمن میں بھول گئی نغمہ بہار
 یاد آ گیا جو حسن مقال ابوالعلاء
 ہاں المدد کہ کشتی دل ڈوبنے کو ہے
 زور آزما ہو دستِ کمال ابوالعلاء
 ہیں آج تک جریدہ عالم پہ یادگار
 مقبول و حق پسند خصال ابوالعلاء
 بیدم اگر ہو چشمِ حقیقت تو ایک ہے
 ہو حسن وارثی کہ جہاں ابوالعلاء

.....☆.....

شمع ایوان رسالت وارث

رونقِ بزمِ ولایت وارث
 ہادی و خضر طریقت وارث
 مشعلِ راہِ حقیقت وارث
 روضہ پاک ترا بقعہ نور
 فرش پر عرش کی صورت وارث
 گوہر قلزم اسرار نہاں
 نیر برجِ حقیقت وارث
 نو بہارِ چمنستان رسول
 گلبینِ باغِ رسالت وارث
 تنخ ابرو کا اوہر بھی ایک وارث
 دل ہے مشتاق شہادت وارث
 طالب دیدِ تڑپ کر مر جائے
 ہے یہی شرطِ محبت وارث
 دل کو سینے سے لگا رکھا ہے
 جان کر تیری امانت وارث
 راحثِ جان مجھے دیدارِ ترا

تیرا کوچہ مری جنت وارث
 برقع چہرے سے اٹھا دو اللہ
 دیکھ لوں چاند سی صورت وارث
 جان جاتی رہی بیدم کی مگر
 نہ گیا شوق زیارت وارث

.....☆.....

جاں ہے فدائے وارث دل بتلائے وارث
 روز ازل سے آنکھیں محو لقاء وارث
 عالم کی تاجداری سمجھیں کہ آج پالی
 سر دیکھ لیں جو اپنا ہم زیر پائے وارث
 کس کی مجال جائے اور کون بار پائے
 سنتے ہیں، لامکاں ہے، خلوت سرے وارث
 جب یاد آ گئی ہے فرقہ میں تیری صورت
 بے ساختہ زبان سے نکلا کہ ہائے وارث
 وہ وہ ہیں جن پہ بیدم مفتون ہی سارا عالم

تو ہی نہیں انوکھا کچھ بتلائے وارث

.....☆.....

مجھے پا کر ضعیف و ناتوان سب کی بن آئی ہے
 دلِ حسرت زدہ پر لشکرِ غم کی چڑھائی ہے
 پھنسا ہوں سخت مشکل میں دم مشکل کشائی ہے
 علیٰ مرتضیٰ کے لاڈلے وارث دہائی ہے
 درِ مقصود سے کوسوں الگ ہوں وائے نا کامی
 دعا بھی آج کل گویا مری تیر ہوائی ہے
 مرے آقا مرے مولا مرے والی مرے وارث
 اٹھا دو برقع چہرے سے کہ وقتِ رونمائی ہے
 پری ہو حور ہو کوئی ہو آنکھوں میں نہیں کہتا
 تمہاری پیاری صورت جیسے آنکھوں میں سمائی ہے
 یہ آخر کس خطاب پر آج قتلِ عام کی ٹھہری
 قیامتِ ڈھائی جاتی ہے کہ خبرِ آزمائی ہے
 نہ تخت و تاج کی خواہش نہ ملک و مال کی پرواہ

مری شاہی تو بیدم کوئے وارث کی گدائی ہے

.....☆.....

جس کو دیکھا یار تیرا عاشق نادیدہ ہے
 مجھ پر کیا موقوف اک عالم ترا گردیدہ ہے
 بتلا ہے دل تو جان ناتوان گردیدہ ہے
 دیدہ دیدار جو تیرے لئے نم دیدہ ہے
 اپنی ہستی کی خبر لے مردم دیدہ نہ بن
 دوسروں کو دیکھتا ہے آپ سے نادیدہ ہے
 دل ہی کیا وہ دل کہ جس دل میں نہ ہوا الفت تری
 وہ بھی کیا دیدہ جو تیری دید سے نادیدہ ہے
 بے حبابی ہے کہ ہر ذرے میں ہے جلوہ گری
 پھر حباب ایسا کہ اپنے آپ سے پوشیدہ ہے
 عاشق ناکام جلوے میں بھی ہے، حمان نصیب
 جس کو دیدہ سمجھا ہے اے دل وہی نادیدہ ہے
 منتظر ہے آپ کے جلوے کی نرگس باغ میں

گل گریبان چاک شبنم اک طرف نم دیده ہے
روح سے ہر دم یہ رہتا ہے تقاضائے ظہور
اب اتارو یہ قبائے عنصری بوسیدہ ہے
دیکھ کر تجھ پشمیں ہنس کے رحمت نے کہا
کون سا وہ جرم ہے بیدم جو باخشیدہ ہے

.....☆.....

دیدہ دیدار جو ہر حال میں نادیدہ ہے
جس سے پوشیدہ نہیں تم ہم سے وہ پوشیدہ ہے
دیکھتا ہے سب کو لیکن سب سے خود پوشیدہ ہے
شرم سے آنکھوں کے پردوں میں وہ نور دیدہ ہے
چشم نایباً سے پردہ ہے تو کچھ بے جا نہیں
آنکھ والوں سے بھی وہ جانِ جہاں پوشیدہ ہے
بلیے تیری بے حجابی واہ رے تیری نقاب
لفظ پوشیدہ میں معنی کی طرح پوشیدہ ہے
جس کو دیکھو ہر گھڑی پامال کرتا ہے مجھے

کیا مری کشت تنا سبزہ روپیدہ ہے
 ذرہ ذرہ ہے ترا آئینہ حسن و جمال
 تو ہی پوشیدہ نہ اب صورت تری نادیدہ ہے
 جب بجز اک ذات مطلق دوسرا پیدا نہیں
 کون ہے پھر غیر اور کس سے کوئی پوشیدہ ہے
 ہائے وہ کہنا کسی کا بزم میں پھیلا کے ہاتھ
 آ گلے مل لیں بس اتنی بات پر رنجیدہ ہے
 جتو ہے اس کی بیدم دل ہے جس کی جلوہ گاہ
 وہ چھپا ہے ہم سے جو آنکھوں کا نور دیدہ ہے

.....☆.....

چلا ہوں آج یہ سوغات لے کر ان کی محفل میں
 جلن سینے میں، اشک آنکھوں میں، خون آرزو دل میں
 بہت کی سیر بام اب آؤ اپنی میش منزل میں
 نظر پر چڑھ چکے لو اب اتر آؤ مرے دل میں
 کچھا اور کچھ کے خخبر رہ گیا پھر دست قاتل میں

دیا قسمت نے دھوکا دل کی حضرت رہ گئی دل میں
 نہ نکلیں گے تو کیا ارمان نہ نکلیں گے مرے دل کے
 تو کیا گھٹ گھٹ کے مر جائیگی میری آرزو دل میں
 دل مرحوم کا ماتم کروں یا روؤں اس دن کو
 تمہارے چاہنے کی جب پڑی تھی ابتدا دل میں
 یقین آتا نہیں جب آپ کو میری محبت کا
 تو پھر کہئے کہ دن کہہ دوں میں کیونکر آپ کے دل میں
 ترے ملنے کی حضرت ہی نہیں اک جان کی دشمن
 قیامت ڈھا رہی ہے جو تمنا ہے مرے دل میں
 خیال یار کے آتے ہی یہ بے تابیاں کیسی
 جو آنا تھا اسے بن کر قرار آتا مرے دل میں
 شراب ناب شیشوں میں عطا کی سب کو ساقی نے
 ہمیں بخشنا ہے بھر کر خونِ حضرت ساغر دل میں
 بتا اے چارہ گر میں تازہ بیمارِ محبت ہوں
 خلش کیسی ہے کیوں یہ میٹھا میٹھا درد ہے دل میں
 تصور میں مرے ماہِ عرب تشریف فرمائیں

خدا کا فضل ہے پھیلی ہوئی ہے چاندنی دل میں
 جدا ہونے کی نہیرانی تو میں مرنے کی ٹھانوں گا
 مجھے آباد کرنا ہے تو آ بیٹھو مرے دل میں
 بجوم آرزو ہے مجع یاس و تمنا ہے
 تمہارے جاتے ہی اترا ہے غم کا قافلہ دل میں
 ہمارے دل دھڑکنے پر تمہیں نا حق تعجب ہے
 وہ دل نہیرانہ نہیرے آ کے تم نہیرو گے جس دل میں
 الہی یادِ مژگان میں کہاں تک ضبط گریہ ہو
 کوئی رہ رہ کے شتر سے چھوٹا ہے مرے دل میں
 ہزار آبادیوں سے پھر یہ دیرانہ غنیمت ہے
 یہیں کا ہو رہا ارمان جو آیا مرے دل میں
 جگر میں چٹکیاں لینے کا جب ان سے گلہ کیجئے
 تو کہتے ہیں کہ ہم کو یاد کوئی کیوں کرے دل میں
 ترے کھپنے سے مجھ کو خوف ہے میں اف نہ کر بیٹھوں
 نہ رک اے تنخ ناز اب ضبط کی طاقت نہیں دل میں
 مجھے بھی ضد ہے قاتل جان ہی دیکر ٹلوں گا میں

قسم ہے تجھ کو بھی رکھنا نہ کوئی حوصلہ دل میں
بھلا بیدم اسے پھر جامِ جم کی کیا ضرورت ہے
جسے سیر دو عالم ہو رہی ہو کاسہ دل میں



ترے تیر نظر آئے تو یوں آئے مرے دل میں
سمٹ کر جیسے موجیں آتی ہیں آغوش ساحل میں
نہ نکلا پھر جو انکا ناکِ ناز آ گیا دل میں
تحکما ماندہ مسافر آ کے ٹھہرا عیش منزل میں
لہ وہ پردے ہی میں رہتے اور مجھے دیدار ہو جاتا
اگر ہوتے مری آنکھوں کے پردے ان کی محمل میں
فلک یہ دھمکیاں اور وہ کو دے ہاں کون سنتا ہے
میں سر رکھ کر ہتھیلی پر پڑا ہوں کوئے قاتل میں
وہ خبر اور مرے دشمن کا سر یہ ہو نہیں سکتا
چلے تو میری گردن پر رہے تو دستِ قاتل میں
تعلق اس کو کہتے ہیں کہ برسوں ذبح ہونے پر

مہک پھولوں کی آتی ہی خونِ عنادل میں
 شہیدوں میں ہمارے سر رہا شہادت کا
 بھلی ساعت سے ہم داخل ہوئے تھے کوئے قاتل میں
 تمہارے عارض تباہ کے آگے کوئی کیا بھرے
 ہوئی پانی پکھل کر شمع جب آئی ہے محفل میں
 ہر اک تیرِ ادا کے ساتھ دل میں جان آتی ہے
 خدا رکھے مسیح کی صفت ہے میرے قاتل میں
 اثرِ مجنوں کی بے تابی کا ناقہ پر نہ ہو جائے
 کہو لیلی سے اب ہوشیار ہو کر بیٹھے محمل میں
 لحد میں رکھتے ہی رخصت ہوئے سب حسرت وارمان
 یہ لیجئے قافلہ لئنے لگا پہلی ہی منزل میں
 وہ خبر توتلتے ہیں اور نزاکت کہتی جاتی ہے
 نصیبِ دشمناں جھٹکا نہ آئے دستِ قاتل میں
 بھر لیں قیس کی آپیں تو پھر ناقہ بڑھے لیلی
 کہ اس آندھی میں پردہ رہ نہیں سکتا ہے محمل میں
 مجھے آسان نہیں آسان کرنا اپنی دشواری

تمہیں مشکل نہیں کچھ کام آنا میری مشکل میں
 ترے دامن پہ ٹھرا گرتا پڑتا اشک کا قطرہ
 لیا دم آخر اس غربت زدے نے اپنی منزل میں
 مجھے پھونکا تو اے برقِ جمالِ یار کیا پھونکا
 مزا جب تھا کوئی پردہ نہ رہتا ان کی محفل میں
 نہ خیرہ ہوں کہاں تک انتظارِ دید میں آنکھیں
 رہے خالی ہی کاسہ کب تک آخر درست سائل میں
 تغافل کو تمہارے کیا اسی کا خون کرنا تھا
 جو برسوں ناز سے پالی گئی تھی آرزو دل میں
 محب نیندیں ہیں بیدم خفتگانِ خاک کی نیندیں
 کہ کروٹ بھی نہیں لیتے یہ اپنی عیش منزل میں

.....☆.....

یہ اثر کیا کم ہمارے جذبہ کامل کا ہے
 دیکھ جپیش میں ہر اک پردہ ترے محمل کا ہے
 جان نکلنا نہیں ہے ان کا نکلنا ہے محال

تیرا ہر تیر نظر ارمان میرے دل کا ہے
 بار اٹھ سکتا نہیں اس سے ترے انکار کا
 ناتواں حد سے زیادہ دل ترے سائل کا ہے
 دیکھئے کیسی بنے میرے دل مشاق پر
 ذرہ ذرہ جان لیوا کوچہ قاتل کا ہے
 پرسش اپنوں کی نہ کچھ اغیار کا پاس و لحاظ
 آج کچھ بدلہ ہوا نقشہ تری محفل کا ہے
 زنگ آلووہ چھری قاتل کی اور میں سخت جان
 آبرو رکھیو الی سامنا مشکل کا ہے
 جانشیں غبیس ہے سر حلقة اہل نیاز
 کیوں نہ ہو بیدم مرید اک مرشد کامل کا ہے

.....☆.....

دل ہی کھو بیٹھے دل لگی کیسی
 تم سے بچڑے تو زندگی کیسی
 میرے مرتے ہی میری میت پر

پھوٹ کر روئی بیکسی کیسی
 شغل گریہ میں سب بھلا بیٹھے
 جانتے ہی نہیں ہنسی کیسی
 اب تو آ ہوش میں دل پیتا ب
 وصل میں بھی یہ بے خودی کیسی
 نزع میں پہنچتے ہیں وہ بیدم
 اب طبیعت ہے آپ کی کیسی

.....☆.....

مستزاو

بگڑا ہے کچھ ایسا دل مضطرب کا قرینا
 میرنا مرا میرنا ہے نہ جینا مرا جینا
 اب وقت مدد ہے مری امداد کو آؤ
 غرق سے بچاؤ

اندھیاری ہے رات اور بھنور میں ہے سفینا

یا شاہ مدینہ

اب ہند میں اٹھی مری برپاد ہے مولا

بولو اے طیبا

سب راحت و آرام مرا چرخ نے چھینا

یا شاہ مدینہ

حسین کا صدقہ مجھے اک جام پلا دو

منصور بنا دو

میخانہ سلامت رہے اور ساغر دینا

یا شاہ مدینہ

آخر در اقدس سے رہے دور یہ کب تک

محجور یہ کب تک

بیدم ترا اک بندہ ناچیز کمینا

یا شاہ مدینہ



پیکان و فاداری میزان محبت ہے
 تم دل جسے سمجھے ہو دکان محبت ہے
 بس درد محبت ہی درمان محبت ہے
 یہ جان محبت ہے، جانان محبت ہے
 تنہائے غربت سے ہمت میں نہ فرق آئے
 مایوس و محرومی سامان محبت ہے
 گو خاک کیا لیکن رکھا اسی کوچے میں
 اتنا تو مرے سر پر احسان محبت ہے
 اٹھ درد جگر اٹھ کر سامان تواضع کر
 مہماں مرے دل میں پیکان محبت ہے
 منصور ہو یا مجنوں سرمد ہو کہ شبی ہوں
 ایک ایک گدا تیرا سلطان محبت ہے
 ابروئے صنم ابدل محراب عبادت ہے
 اور مصحف رخ اس کا قرآن محبت ہے
 آغوش تصور سے تم جا ہی نہیں سکتے
 جب تک مرے ہاتھوں میں دامان محبت ہے

تاہشر تجھے اے دل اللہ رکھے قائم
 اک تو ہے کہ جو مرد میدانِ محبت ہے
 سنتے ہیں کہ بھیتی ہے اشکوں سے لگی دل کی
 پھر گریہ محرومی بارانِ محبت ہے
 جب ان کے تغافل کی کچھ ان سے شکایت کی
 فرمایا کہ ہاں یہی اک شانِ محبت ہے
 مدت ہوئی اے زاہد بیعت کے ساقی سے
 اور بادہ پرستون سے پیانِ محبت ہے
 گر ہوتا ہے کچھ اے دل خاک در جانا ہو
 سنتے ہیں کہ ایسا ہی فرمانِ محبت ہے
 بے مانگے تپ غم دی اور درو جگر بخشنا
 بیکارِ محبت پر احسانِ محبت ہے
 کہ صورتِ مجنوں میں کہ کشوتِ لیلی میں
 جب ذیکھو نئی ہر دم اک شانِ محبت ہے
 فکرِ معیشت کیا اور ذکرِ فراغت کیا
 جب بے سروسامانی سامانِ محبت ہے

جب آنکھوں سے لوگوں کی بربادیاں دیکھی ہیں
 پھر کیوں دلِ وجشی کو ارمانِ محبت ہے
 ارمان ہیں قید اس میں محبوس تمنائیں
 اب خانہ دل اپنا زندانِ محبت ہے
 مجبوری و محرومی مایوسی و مغمومی
 مجموعہ ان اجزاء کا دیوانِ محبت ہے
 صد شکر کہ دل آیا، آیا بھی تو پھر کس پر
 جو خرد خوبان ہے خاقانِ محبت ہے
 اک تم ہو کہ جب دیکھو مغموم و پشیمان ہو
 اک وہ ہیں جنہیں بیدم ارمانِ محبت ہے

.....☆.....

جحت ہے وفاداری برہانِ محبت ہے
 ہم حسن پرستون کا ایمانِ محبت ہے
 مغمومی ہے مسروری غربت ہے وطن اپنا
 مجھ بے سرو سامان کا سامانِ محبت ہے

کافر کہو یا مومن بندہ ہوں محبت کا
ایمان کی پوچھو تو ایمان محبت ہے
پھر کیا ہوا، دل دے کر دشوار ہوا جینا
ہم تو یہ سمجھتے تھے آسان محبت ہے
بیدم مری ہستی کیا اور میری حقیقت کیا
میں قلب بے جان ہوں اور جانِ محبت ہے

.....☆.....

اگر محشر کی نہضتی ہے تو محشر ہی پا ہوتا
مگر اس شرط پر گر وعدہ فروا وفا ہوتا
جو ان کی اپنی یکتائی کا جلوہ دیکھنا ہوتا
تو ہر ذرہ کے رخ پر غازہ انی انا ہوتا
مزرا تھا جانکنی میں بھی جو یہ نقشہ کھچا ہوتا
وہ مجھ کو دیکھتے ہوئے میں ان کو دیکھتا ہوتا
نبی کی تنگ ابرو سے جو میں زخمی ہوا ہوتا
تو ہر زخم جگر نقشِ حصولِ مدعی ہوتا

گر انسان کو انسان کا سجدہ روا ہوتا
 تو وقت جبکہ سائی نقش پائے مصطفیٰ ہوتا
 میں پچھے پچھے ہوتا آگے آگے مصطفیٰ ہوتے
 قیامت میں اگر جانا مرا پیش خدا ہوتا
 یہ مشت خاک گر میری مدینے تک پہنچ جاتی
 بڑا احسان تیرا مجھ پے اے باو صبا ہوتا
 اگر عربیانی ہی محشر کی قسم میں لکھی ہوتی
 تو میرے ہاتھ میں کیوں دامن آل عبا ہوتا
 مرا کعبہ مرا قبلہ مرا مسکن مرا مدفن
 جوارِ مصطفیٰ ہوتا دیارِ مصطفیٰ ہوتا
 روائے احادیث بُٹی تو احمدؓ کی قبا ہوتی
 اگر سجدہ روا ہوتا تو پیش مصطفیٰ ہوتا
 مجھے کچھ آرزو ہوتی تو تیری آرزو ہوتی
 کسی کا آسرا ہوتا تو تیرا آسرا ہوتا
 مقدر میں تھی رسوانی تو تیرے عشق میں ہوتی
 جو مجھ کو خاک ہونا تھا تو تیری خاک پا ہوتا

مدینہ چھوڑ کر جنت کو پھر میری بلا جاتی
 جو قسمت سے مرا بستر ترے در پر لگا جاتا
 جدا دریا سے رہ کر قطرہ ناچیز کھلایا
 جو دریا تک پہنچ جاتا تو پھر قطرہ نہ رہا ہوتا
 مرا ہونا نہ ہونا بھی کوئی ہونا نہ ہونا ہے
 ہوا تو کیا ہوا بیدم نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

.....☆.....

نقاب رُخ اُٹ کر تو جو خنزیر آزمہ ہوتا
 تو پھر کوچہ ترا کوچہ نہ ہوتا کربلا ہوتا
 میں اپنے دیکھنے والے کو خود بھی دیکھتا ہوتا
 جو ایسا دیکھنا ہوتا تو ہاں پھر دیکھنا ہوتا
 نہ ہم تجھ سے جدا ہوتے نہ تو ہم سے جدا ہوتا
 ہمارے دن پہلے ہوتے تو کیا ایسا ہوا ہوتا
 وہ مجھ کو دیکھتے ہوتے میں ان کو دیکھتا ہوتا
 تماشا میری حرمت کا عجب حرمت نما ہوتا

تمناؤں کا جھرمت حسرتوں کا جمگھٹا ہوتا
 شہید ناز کی تربت پر اک میلا لگا ہوتا
 بجائے میرے تم مجھ پر فدا ہوتے تو کیا ہوتا
 اگر ایسا ہوا ہوتا تو پھر کیسا ہوا ہوتا
 تمہاری طرح کیا سارے حسین جلاو ہوتے ہیں
 جو یہ ہوتا تو کیوں کوئی کسی کا بتلا ہوتا
 مرے آگے عدو بھی مدعا ہے جاں شاری کا
 جو تم خنجر بکف آتے تو اس کا فیصلہ ہوتا
 حسینوں ہی کے ہاتھوں سے ہماری موت آتی تھی
 نہ ہوتے تم تو کوئی جان لیوا دوسرا ہوتا
 قضا مقتل میں لاتی گوندھ کر سہرا شہادت کا
 عروس تنقیح کے ہاتھوں سے میں دو لہا بنا ہوتا
 ذرا تو دیکھتے حسن و جمال یار کے جلوے
 بھلا کچھ دیر تو نظارة موسیٰ کیا ہوا ہوتا
 اسیرانِ قفس پر بھی نگاہ لطف ہو جاتی
 کبھی اس سمت بھی پھیرا نیم جانفرزا ہوتا

اگر اے ہمنشین قسمت ہی اپنی راہ پر ہوتی
 تو پھر وہ مدعی کیوں میرے دل کا مدعا ہوتا
 مریض عشق کا مرنا ہی بہتر تھا جدائی میں
 اگر اچھا ہوا ہوتا تو کیا اچھا ہوا ہوتا
 حسین ہو کر ستم پیشہ ہوا تو کیا ہوا کوئی
 جو ہونا تھا تو آرزو وہ دلوں کا آسرا ہوتا
 محبت کے نزے آتے اگر وہ میرے ہو جاتے
 وہ میری پوچھتے مجھ سے تو پھر کیا پوچھنا ہوتا
 ہجوم یاس میں ارمان نکلیں کس طرح دل سے
 اگر بھیڑ چھٹ جاتی تو ہاں کچھ راستہ ہوتا
 یہ آتے ہی چلا تیر نظر کیوں میرے پہلو سے
 جو آیا تھا تو کچھ دل میں ٹھر کر دم لیا ہوتا
 شب وعدہ جو اس کے بس میں ہوتا صبح کا ہونا
 تو اس نے شام ہوتے ہی سورا کر دیا ہوتا
 یہ حسن دلنشیں یہ نازیہ انداز محبوبی
 بھی کچھ تھا جو تو پابند آئین وفا ہوتا

سنچالو ہوش اپنے خیر گزری حضرت موسیٰ
کہیں چمن سرک جاتی تو پھر کیسا ہوا ہونا
یہ مست ازل ہیں ہم بلا کے پینے والے ہیں
ہمارا ایک دو ساغر میں ساقی کیا بھلا ہوتا
اگر مقصد نہ ہوتا تو عشق میں کوئی مرے دل کا
تو پھر بیدم اثر خود ناز بردار دعا ہوتا

.....☆.....

غزل فرمائشی

دیکھا انہیں کو اس دل آشفۃ حال میں
جو آئے وہم میں نہ سمائے خیال میں
اب پھروں میں اپنے آپ کو پاتا نہیں ہوں میں
کچھ ایسا گم ہوا ہوں کسی کے خیال میں
کہہ کہہ کے اپنے ابروئے خمدار کی مثال
تم اور چار چاند لگا دو ہلال میں
رلو رہی ہے ان کو مری مرگ ناگہاں

ڈوبا ہوا ہوں میں عرق الفعال میں
دیرو حرم بھی چھوڑو جو ایسی ہی شرم ہے
چھپ جاؤ آ کے پرداہ چشم خیال میں۔
یکساں رہا بہار دخزان ہمیں ہمارا حال
کمبل میں جیسے تھے رہے دیسے ہی شال میں
بیدم تم آفتابِ وفا ہو خدا گواہ
ناقص ہے جس کو شک ہے تمہارے کمال میں



مریضِ غم کو کسی طرح سے شفا دینا
دو نہیں نہ کسی زہر ہی پلا دینا
دو آتشہ مرے ساقی مجھے پلا دینا
جلا کے دل مرے دل کی لگنی بڑھا دینا
جو وقت قتل مرے شوق میں کسی دیکھو
تو مسکرا کے مرا حوصلہ بڑھا دینا
پیامبر مرے درد فراق کی حالت

نے نے نہ نے وہ مگر سنا دینا
 تم ایک بار مری مان لو پھر اس کے بعد
 جو کچھ کہوں تو زبان کو قلم کرا دینا
 تمہارے ہوتے طبیبوں کا کون لے احسان
 تمہیں نے درد دیا ہے تمہیں دوا دینا
 سبق پڑھا ہے یہی مکتب محبت میں
 کسی کی یاد رہے اور سب بھلا دینا
 پس فنا کسی پردا نشین کی آمد ہے
 ہماری شمع نمد کو صبا بجھا دینا
 یہی ہے کام ازل سے ترے نگوں کا
 بنا بنا کے نئی صورتیں ہٹا دینا
 شب فراق کسی کے خیال کا بیدم
 جگر میں چکلیاں لے لے کے گد گدا دینا



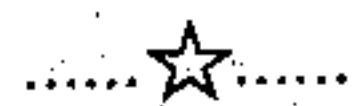
جسجو کرتے ہی کرتے کھو گیا۔

ان کو جب پایا تو خود گم ہو گیا
 کیا خبر یارانِ رفتہ کی ہے
 پھر نہ آیا اس گلی میں جو گیا
 جب اٹھایا اس نے اپنی بزم سے
 بخت جاگے پاؤں میرا سو گیا
 مجھ کو ہے کھوئے ہوئے دل کی تلاش
 اور وہ کہتے ہیں کہ جانے دو گیا
 خیر ہے کیوں اس قدر بیتاب ہیں
 حضرتِ دل آپ کو کیا ہو گیا
 وہ مری بالیں سے آ کر پھر گئے
 جاگ کر میرا مقدر سو گیا
 آج پھر بیدم کی حالت غیر ہے
 مے کشو لینا ذرا دیکھو گیا

.....☆.....

دیدہ نگس سے پوچھئے کوئی حیرانی مری

کہہ رہے ہیں گیسوئے جاناں پریشانی مرنی
 کنج مرقدہی سہی گر گوشہ خاطر نہیں
 کروے آباد اب کہیں اے خانہ ویرانی مرنی
 ہمنشیں درد جدائی سے خدا آگاہ ہے
 کیا سمجھ سکتا ہے تو تکلیف روحانی مرنی
 یا الہی کیا املا ہے ان کو زلفوں کا خیال
 کم نہیں ہوتی کسی صورت پریشانی مرنی
 ظاہر آزادی میں مضر ہیں مرنی پابندیاں
 لاکھ پردوں کا ہے پردہ ایک عریانی مرنی
 ہم کو دل بے آزمائے کیوں دیا کہتے ہیں وہ
 اب بجز اس کے کہوں میں کیا، کہ نادانی مرنی
 بہکے اشکوں نے مرا اعمال نامہ دھو دیا
 کام آئی حشر میں بیدم پشیانی مرنی



آنکھوں نے راز کھولے بھکی زبان ہماری

لے ڈوئیں ہم کو آخر بیتا بیاں ہماری
 مھفل میں دیکھ کر چپ وہ چپ نہ ہم کو سمجھیں
 خلوت میں چل کے دیکھیں بیبا کیاں ہماری
 کیا خاک کج ادائی کی ہو وہاں شکایت
 جب سید ہی باقیں ٹھہریں گتا خیاں ہماری
 ملنے ہی دین نہ مرنے چینے کا ذکر کیا ہے
 کیا پوچھتے ہو ہم سے مجبوریاں ہماری
 مر منے پر بھی بیدم پامال غم رہے ہم
 شاید نہ ختم ہوں گی بر بادیاں ہماری

.....☆.....

مل گئے جب تو فرق ہی کیا تھا
 دریا قطرہ تھا قطرہ دریا تھا
 ہوش میں آ گئے جناب کلیم
 پوچھ لو اب کہ جلوہ کیا تھا
 حال منصور ودار کیا کہئے

حد سے بڑھنے کا یہ نتیجہ تھا
آپ جو چاہیں مجھ کو کھلا دیں
ورنہ دشمن کا حوصلہ کیا تھا
کون مجھے مست کا تھا روزِ است
ایک ساقی ترا بھروسہ تھا
خوب کہل کر لہو پیا میرا
نجیر ناز کب سے پیاسا تھا
وہ ہی بیدم تھا آپ پہچانے
چپکا بیٹھا جو منہ کو تکتا تھا



کچھ خیر تو ہے آپ کدھر دیکھ رہے ہیں
وشمن ہے ادھر آپ ادھر دیکھ رہے ہیں
وہ تکتے ہیں اغیار کو اور ان کی طرف ہم
دیکھا نہیں جاتا ہے مگر دیکھ رہے ہیں
سچ ہے کہ بڑے وقت نہیں کوئی کسی کا

لب خشک ہوں اور دیدہ تر دیکھ رہے ہیں
آئے ہیں ستانے وہ عیادت کے بہانے
نشتر سے مرے زخم جگر دیکھ رہے ہیں
جب پچھلے پھر آنے کا وعدہ ہے تو بیدم
کیوں شام سے ہم جانب دیکھ رہے ہیں

.....☆.....

حضرتِ دل بھی نکل آئی ترے تیر کے ساتھ
کیسی وابستہ دعا تھی مرنی تاثیر کے ساتھ
دل کی کچھ بھی نہ چلی زلف گرد گیر کے ساتھ
جکڑے ہوں ہاتھ تو کیا زور ہو زنجیر کے ساتھ
اس پہ بخت کی راتوں کو کوئی کیا پوچھے
روز جو صبح کرے نالہ شب گیر کے ساتھ
میرے مٹتے ہی مرے دل پہ مضیبت آئی
اس کی تقدیر بھی پھوٹی مرنی تقدیر کے ساتھ
پیشِ دل کی حقیقت تو انہیں لکھتا ہوں

ڈر ہے جل جائے نہ نامہ کہیں تحریر کے ساتھ
 خانہ آبادی دل کی نہ پڑی حیف بناء
 مرماٹا میں بھی اسی حضرت تعمیر کے ساتھ
 جب نہ تب خانہ دل ہی میں جگہ دیتا ہوں
 مجھ کو کس درجہ محبت ہے، ترے تیر کے ساتھ
 ہو گا جو چاہے گا تو، تو نے جو چاہا سو ہوا
 تیری مرضی ہے پڑ کاتپ قدری کے ساتھ
 وصل میں ان کی اداوں نے مری جان ہی لی
 آہ آیا جو نظر خواب تو تعبیر کے ساتھ
 مرتے مرتے ہی گئے ہی سے لگائے رکھا
 کیسی الفت تھی مجھے آپ کی ششیر کے ساتھ
 پڑ گئی جنہیں ابرو میں نظر بھی ہم پر
 وار قاتل نے کیا تیر کا ششیر کے ساتھ
 بے سبب میرے ستانے پہ ملا رہتا ہے
 ضد ہے بیدم اسے مجھ عاشق دلگیر کے ساتھ

.....☆.....

جام کی صورت چلنے اور چل کے محفل میں رہے
 واہ کیا چلنا چلنے پہلی ہی منزل میں رہے
 اتنی دوری بھی تو عاشق کو ہی بعد المشرقین
 ساربان مجنوں ہو لیلی اپنی محمل میں رہے
 سینے میں چبھ کر نہ نکلے پھر کسی کے تیر ناز
 آرزو بن کر مرے دل کی مرے دل میں رہے
 اے مصور کھینچنا تصویر مقتل اس طرح
 سر بکف میں اور خجر دست قاتل میں رہے
 منہ سے کچھ کہئے گا تو سن لجئے گا صاف صاف
 غیر کو جو کچھ سمجھ رکھا ہے بس دل میں رہے
 انتظارِ دید میں کب تک نہ پھونٹے چشم شوق
 خالی کاسہ کب تک آخر دست سائل میں رہے
 یار کی نازک مزاجی نے نہ دم لینے دیا
 وصل کی شب بھی تو بیدم سخت مشکل میں رہے

.....☆.....

اتنا تو اثر آج دکھائیں مرے نالے
 خود آئیں منانے کو مرے روٹھنے والے
 رُکتے ہی نہیں ساقی کی ست آنکھوں کے پیالے
 ممکن ہی نہیں آج کوئی ہوش میں آئے
 ملتے ہی نظر جان کے پڑ جائیں گے لالے
 اب دیکھیں تو کس طرح کوئی دل کو بچا لے
 وہ تیر نظر آیا چلے غمزدیں کے بہالے
 اب جان بچائے کہ کوئی دل کو سنجا لے
 آئے بھی تو کب آئے ہو اے رشکِ مسحا
 جب لینے لگا آپ کا بیمار سنجا لے
 جس طرح مجھے روز نکلواتے ہو گھر سے
 یوں ہی کبھی ازمان مرے دل کے نکالے
 اب تم سے علاج دل مجروح نہ ہو گا
 کرو مرے عبی مرنے قاتل کے حوالے
 وہ کہتے ہیں دم نکلے پر اف منه سے نہ نکلے

بیتابی یہ کہتی ہے کئے جائے نالے
 ہاں وحشتِ دل پھر میں بیباں کو چلوں گا
 اپنچھے بھی تو ہو جائیں مرے تلوؤں کے چھالے
 وہ آنکھیں ہیں جن آنکھوں میں ہو حضرتِ دیدار
 وہ دل ہے جو دل دردِ محبت کا مزالے
 ظالم کہیں تلوؤں سے نہ ملنا مرے دل کو
 ارمانِ اسی میں ہیں مرے نازوں کی پالے
 یہ خار نہیں پھول ہیں صحرائے طلب میں
 چن لے انہیں آنکھوں سے کلیجے سے گالے
 ہر وقت کی بیداد تو اچھی نہیں ہوتی
 اک بار مجھے جتنا ستانا ہو ستالے
 اک حضرتِ وارث کے سوا دونوں جہاں میں
 ہے کون جو بگڑی ہوئی بیدم کی بنالے

.....☆.....

اللہ رے فیضِ ایک جہاں مستقید ہے

ہر مست میرے پیر مغان کا مرید ہے
 واعظ عبث یہ ذکر عذاب شدید ہے
 اک توبہ قفل رحمت حق کی کلید ہے
 وحشت نے ہم کو جامہ خاکی پہنا دیا
 اے عقل اب یہ کاہے کی قطع و برید ہے
 اے رہروانِ جادہ الفت بڑھے چلو
 یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ منزل بعید ہے
 کوثر سے کیوں نہ تیز بتاؤں شرابِ عشق
 میخانہ ازل کی یہ پہلی کشید ہے
 کیونکر نہ قریبِ حق کی طرف دل مرا کچھے
 گردن اسیرِ خلفہِ حبل الورید ہے
 اب جامِ جنم کی مجھ کو ضرورت نہیں رہی
 وہ دل ملا ہے جس میں دو عالم کی دید ہے
 واللیل ہے کہ زلفِ معتبر حضور کی
 یہ روئے پاک ہے کہ کلامِ مجید ہے
 پہنکی سی اک خراش ہی قادر کے حلق پر

یہ خط جواب خط ہے کہ خط کی رسید ہے
 خنجر بکف وہ کہتے ہیں اب آئے سامنے
 کس کو خیال وصل ہے ارمان دید ہے
 مجھے خستہ دل کی عید کا کیا پوچھنا حضور
 جن کے گلے سے آپ ملے ان کی عید ہے
 تو دیکھے اور بندے پہ تیرے عذاب ہو
 یارب یہ تیری شانِ کرم سے بعید ہے
 شیشے کا معتقد ہے ارادت ہے، جام سے
 کس پیر مے فروش کا بیدم مرید ہے

.....☆.....

کعبے کو کون جائے کہ منزل بعید ہے
 دل ہی مرا حریم جنان آفرید ہے
 اک میں ہی کیا بتوں کا زمانہ شہید ہے
 جو بندہ خدا ہے انہیں کا مرید ہے
 قربت کا مژده آئیہ جبل الورید ہے

اب اس سے دور میں نہ وہ مجھ سے بعید ہے
 دل جلوہ گاہِ حسن ازل آفرید ہے
 دل کعبہ جلیل ہے عرشِ مجید ہے
 لاپھر کہیں کہیں جبلِ الورید ہے
 قربت ہی دل سے اور نظر سے بعید ہے
 ہر وقت ان کے مصحفِ عارض کی دید ہے
 ہر لحظہ اب تو دورِ کلامِ مجید ہے
 کیسی رسید اور کہاں کا جوابِ خط
 قاصدِ بھی زندہ آئے یہ کس کو امید ہے
 ہے اس کے بعد وہ کھل کھلیں وصل میں
 اقرارِ وصلِ فضلِ حیا کی کلید ہے
 سنتے ہیں آئیں گے وہ لبِ بامِ شام کو
 یہ چاندِ دیکھ لیں گے تو کلِ صبحِ عید ہے
 پوچھا تو یہ دیا دلِ گم گشۂ کا پتہ
 دل نام اک غلامِ مرا زر خرید ہے
 تم ہے اپنے دل کا نصیبوں کو روتنے ہیں

اب کے بس لباسِ محرم میں عید ہے
 واپس کیا ہتھیلیاں قاصد کی داغ کر
 اور کہہ دیا کہ بس یہی خط کی رسید ہے
 پہنچتے ہیں خط کے پرے سیر نامہ کے ساتھ
 وہ ہے جواب خط تو یہ خط کی رسید ہے
 ملنا ترا عدو سے ہو یا میری خودکشی
 وہ تجھ سے دور ہے نہ یہ مجھ سے بعید ہے
 مشاطی زلف و رخ یار ہے نصیب
 ہر شب ہے شب برات تو ہر روز عید ہے
 جس رات تم کو خواب میں دیکھا ہے شب برات
 جس روز تم گلے سے ملے اپنی عید ہے
 بہزاد ان کا خاک سرپا بنائے گا
 معدوم ہے کمر تو وہن ناپدید ہے
 افرادہ خاطری سے سرپا ہوں مشکل میں
 اب تو امید وصل نہ ارمان دید ہے
 جو کچھ کہا حضور نے سب میں نے سن لیا

لیکن کریں گے ایسا یہ کس کو امید ہے
 غیروں کے آگے پوچھتے ہو وجہ اضطراب
 کھل کر کہوں کہ درد جگر میں شدید ہے
 سکتے میں ہے یہ حسن خداداد دیکھ کر
 آئینہ ان کا میری طرح محو دید ہے
 ہر حیلہ ساز شبیل و منصور بن گیا
 کوئی جنید عصر کوئی با یزید ہے
 اک ناز کی ہی پر نہیں جاتی ہے اس کی جان
 بیدم تو ہر ادا کا تمہاری شہید ہے



کیا گلہ اس کا کہ مرا دل گیا
 مل گئے تم مجھ کو سب کچھ مل گیا
 جس کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں گئیں
 دل کو جس کی جتو تھی مل گیا
 اس گل رعنانے نے ہنس کر بات کی

غنجپہ خاطر ہمارا کھل گیا
 چھوڑ کر تو اس کو غیروں سے ملا
 خاک میں جو تیرے خاطر مل گیا
 بن گئی ہر موج اک موج سراب
 تشنہ لب جب میں لب ساحل گیا
 عرض حال چاک دل کیوں کر کروں
 سامنے ان کے گیا منہ سل گیا
 غیر ہی کیا بیرخی سے آپ کی
 آج بیدم بھی بہت بے دل گیا

.....☆.....

ان بن رہے گی کب تک کب تک ٹھنی رہے گی
 یہ تنخ نازو غمزہ کب تک تی رہے گی
 موقوف ہے، تمہارے دیدار ہی پہ مرا
 جب تک نہ دیکھ لوں گا یہ جان کنی رہے گی
 شرم و حیا کہاں تک پردہ کئے رہیں گے

یہ چادرِ حجابی کب تک تنی رہے گی
 تیکیں دیئے ہوئے ہے ظالم ترا تلوں
 جب دوستی نہ ٹھہری کیا دشمنی رہے گی
 بن کر ترا بگڑنا بیدم نہیں آؤ کھا
 کس کی بنی بھی ہے کس کی بنی رہے گی



کر گئی کام پچھے خبر نہ ہوئی
 برق ٹھہری تری نظر نہ ہوئی
 چاہرہ سازِ دل و جگر نہ ہوئی
 کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی
 شب غم بے ترے بسر نہ ہوئی
 نہ ہوئی ہائے پھر سحر نہ ہوئی
 اس تغافل کے صدقے ہو جاؤں
 مر مٹا میں، انہیں خبر نہ ہوئی
 جان بھی دل کے ساتھ ہی جاتی

خیر گزری تری نظر نہ ہوئی
 نہ ہوئی صبح شام ہجران کی
 یوں تو ہونے کو کب سحر نہ ہوئی
 آنسوؤں سے بجھے کہا شک پیاس
 کوئی دریا ہے چشم تر نہ ہوئی
 وہ سائے کچھ اس طرح مجھ میں
 کہ دل و دیدہ کو خبر نہ ہوئی
 چٹکیوں سے مسل کے پھینک دیئے
 تم کو قدر دل و جگر نہ ہوئی
 ترے بانہوں سے ہجر میں ہے چرخ
 کبھی اک طرح پر بسر نہ ہوئی
 داستانِ فراق بیدم کی
 مختصر سی بھی مختصر نہ ہوئی



جب ایسی ہی تمہاری ابے اعتنائیاں ہیں

پھر تو بھلائیاں بھی میری برایاں ہیں
 لیلی کو کون جانے وہ قیس ہو تو مانے
 یاں اپنے آپ سے بھی نآشنایاں ہیں
 وہ تولتے ہیں خنجر ہم اس پر مر رہے ہیں
 جھٹکے سے ٹڑ نہ جائیں نازک کلائیاں ہیں
 جب نکلی میرے دل سے میرا ہی گھر جلایا
 اے آہ کس غضب کی یہ نارسایاں ہیں
 میرے ہی خط کے پرزوے لایا ہے ساتھ بیدم
 اور نامہ بر کے منہ پر اوڑتی ہوایاں ہیں



پوچھ اے شیخ کسی مرد خوش اوقات کی رات
 چھوڑ دے مجھ پر ہی مجھ رند خرابات کی رات
 دن نکل آتا ہے جب رخ سے نقاب اٹھتے ہی
 یہ شبِ وصل ہے یا محروم طسمات کی رات
 جب میر ہوئی منہ تاکتے روتے ہی کئی

عرضِ حالات کی اظہارِ خیالات کی رات
 گفتگو مطلبِ دل کی جو چھڑی خلوت میں
 چپ ہوئے ایسے کہ تا صبح نہ کچھ بات کی رات
 تیر ہوتی ہے نین کائے سے کٹتی ہی نہیں
 حشر کا دن ہے کہ امیدِ ملاقات کی رات
 کبھی والوں کے کھلے رازِ حقیقت آخر
 ہم نے بت خانوں میں جا جا کے ملاقات کی رات
 کیوں انہیں ماہِ شبینہ سے میں تشبیہ نہ دوں
 کہ جب آتے ہیں نہ رہتے ہیں فقط رات کی رات
 بعدِ مدت کے گھا چھائی ہے میخانہ پر
 ساقیا دے کوئی ساغر کہ ہے خیرات کی رات
 جوشِ گریب سے ہیں آنکھیں مری ساون بہادوں
 روزِ روشن بھی ہے بیدم مجھے برسات کی رات

.....☆.....

پہلے شrama کے مار ڈالا

پھر سامنے آ کے مار ڈالا
 ساقی نہ پلائی تو نے آخر
 ترسا ترسا کے مار ڈالا
 عیسیٰ تھے تو مرتے ہی نہ دیتے
 تم نے تو جلا کے مار ڈالا
 بیمارِ الم کو تو نے ناصح
 سمجھا سمجھا کے مار ڈالا
 خبر کیا فقط ادا سے
 تڑپا تڑپا کے مار ڈالا
 یاد گیسوئے بھر کی شب
 الجھا الجھا کے مار ڈالا
 فرقت میں ترے غمِ دائم نے
 تھا مجھے پا کے مار ڈالا
 خبر نہ ملا تو اس نے بیدم
 آنکھیں دکھلا کے مار ڈالا



دم آخر بھی وہ تسلیم دئے جاتے ہیں
 مرنے والوں پر یہ احسان کئے جاتے ہیں
 آنکھ میں سرمدہ کا دنبالہ دیئے جاتے ہیں
 قید آ ہوئے رسیدہ کو کئے جاتے ہیں
 مرتے مرتے یہی ترانام لئے جاتے ہیں
 مرنیوالے ترے اپنی سی کئے جاتے ہیں
 ہر گھری میرے ستانے پر تلے رہتے ہیں
 روز تازہ ستم ایجاد کئے جاتے ہیں
 عیسیٰ تم کہنے کی تکلیف گوارا نہ کریں
 ان کے مارے ہوئے کیا ان سے جئے جاتے ہیں
 یادا بام گزشتہ شب غم حضرت و یاس
 یہی دو چار مراساتھ دئے جاتے ہیں
 آبرو کا انہیں کچھ پاس نہ عزت کا خیال
 حضرت دل دہیں پر ہم کو لئے جاتے ہیں
 ہجر میں کب ہے گوارا ہمیں چینا لیکن

زیست سے تنگ ہیں مجبور جئے جاتے ہیں
 مرحمت ہوتے ہیں انغیار کے جھوٹے ساغر
 مے نہیں خون کے ہم گھونٹ پئے جاتے ہیں
 طوق وزنجیر سے کچھ کم نہ ہوا جوش جنون
 حضرتِ دل بھی وحشت کی لئے جاتے ہیں
 یوں ہی آزاد نہ ہونگے تری الفت کے اسیر
 بند بے فائدہ زندان میں کئے جاتے ہیں
 جج ہے پا بوسی دارت کی بدولت بیدم
 جس جگہ جاتے ہیں آنکھوں پئے لئے جاتے ہیں

.....☆.....

آنکھ ملتے ہی دل مرا نہ رہا
 اور رہا بھی نو کام کا نہ رہا
 جب سے دشمن کو منہ لگایا ہے
 ان کی باتوں میں وہ مزا نہ رہا
 سن کے مویں سے طور کی حالت

ان سے ملنے کا حوصلہ نہ رہا
 تم دفاوں کو میری مان گئے
 اب مجھے شکوہ جفا نہ رہا
 بزم دشمن میں پھیر لیں آنکھیں
 طور اب وہ نگاہ کا نہ رہا
 تم سلامت رہو رقب رہیں
 ایک بیدم رہا رہا نہ رہا
☆.....

پاس ادب مجھے انہیں شرم و حیا نہ ہو
 نظارہ گاہ میں اثر مساوا نہ ہو
 مانا مری قبول نہیں ہے دعا نہ ہو
 اتنا ہی ہو کہ اس پر اثر غیر کا نہ ہو
 کیونکر کہوں کہ پاس انہیں غیر کا نہ ہو
 جو غصے میں یہی کہتے ہیں تیرا برا نہ ہو
 اس پردے میں تو کتنے گریبان چاک ہیں

وہ ہی حباب ہوں تو خدا جانے کیا نہ ہو
 تکے میں کیا رکھا ہے حظِ غیر کی طرح
 دیکھوں تو میں نوشۂ قسمت مرا نہ ہو
 مل کر گلے وہ کرتے ہیں خخبر کی طرح کاٹ
 اس پر بھی کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے جدا نہ ہو
 موئی کا حال دیکھ کے دل کاپنے لگا
 اب تو دعا ہے ان سے مرا سامنا نہ ہو
 وہ بار بار میرا پڑنا شپ وصال
 ان کا جھجک کے کہنا کوئی دیکھتا نہ ہو
 بیدم کی زندگی ہے اسی چھیر چھاڑ میں
 ترک وفا کی طرح سے ترک جفا نہ ہو

.....☆.....

سن کر تری اے پیر مغاں ہمت عالی
 ہوتا ہوں سوالی
 چلتی ہے ہوا سرد گھٹا چھائی ہے کالی

دے بھر کے پیالی
 لے کاٹے دل دیر سے حاضر ہوں میں در پر
 اے ساقی کوثر
 سنتا ہوں کریموں سے جو ہوتا ہے سوائی
 پھرتا نہیں خالی
 ذروں میں ہے خورشید نہاں قطروں میں دریا
 اور بندوں میں مولا
 ہر شکل میں ہے پیش نظر شان جمالی
 جلائی تنویر
 میرے بھی سیہ خانے میں کر دے کبھی بیرا
 ہے سخت اندھیرا
 پہلی ہے ترے حسن کی عالم میں اوچائی
 اے شمع جمالی
 جی بھر کے جھروکوں سے انہیں دیکھیں گے بیدم
 پہنچیں تو وہاں ہم
 ہے عین کرم روضۃ سرکار کی جائی

آئیں گے نہ خالی

.....☆.....

ذراسی پیالی میں کر دے زیادہ
 سلامت رہے تیرا میناد بادہ
 کہاں لے چلی وحشت ان کی گلی سے
 یہ پیٹھے بٹھائے کہاں کا ارادہ
 نہ کیوں قبر میں پاؤں پھیلا کے سوؤں
 کہ آرام ہے یہاں تو گھر سے زیادہ
 مبارک مبارک بہار آئی ساقی
 جنھے بزمِ زندان چلے دور بادہ
 محبت ہی مذهب محبت ہی مشرب
 یہی خاندان اور یہی خانوادہ
 انہیں کی طرف سب چلے جا رہے ہیں
 کوئی شہسوار اور کوئی پاپیادہ
 تجھے ایک دو دن کا رونا ہے بیدم

اے زندگی ہی گزر جائے سادہ

.....☆.....

یہ قطرہ آج جو قطرہ ہے کل دریا میں شامل تھا
 یہ ذرہ آج ذرہ ہے کبھی تو ماہ کامل تھا
 غبار راہ جب اٹھ کر چلا وحشت پکار اٹھی
 کہ اے مجنون اسی کی آڑ لیلی کا محمل تھا
 ترے آتے ہی اے گل باغمیں تازہ بہار آئی
 کہیں نئی نغمہ خواں قمری کہیں
 تمہارے اٹھتے ہی درد جگر بھی ساتھ ہی اٹھا
 میں بیمار الہ مانا نہیں اٹھنے کے قابل تھا
 صفوں انبیا میں یوں تھی ختم الانبیا بیدم
 کہ بالا گرد تھا اور پیچ میں اک ماہ کامل تھا

.....☆.....

مجھ سے چھپ کر مرے ارمانوں کو برباد نہ کر

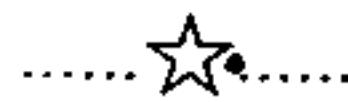
داد خواہی کے لئے آیا ہوں بیدار نہ کر
 دیکھ مٹ جائے گا ہستی سے گزر جائے گا
 دل ناعاقبت اندیش انہیں یاد نہ کر
 آ گیا اب تو مجھے لطف اسیری صیاد
 ذبح کر ڈال مگر قید سے آزاد نہ کر
 جس پہ مرتا ہوں اسے دیکھ تو لوں جی بھر کے
 اتنی جلدی تو مرے قتل میں جلاو نہ کر
 آپ تو ظلم لگاتار کئے جاتے ہیں
 مجھ سے تاکید پہ تاکید ہے فریاد نہ کر
 جلوہ دکھا کے مرا لوت لیا صبر و قرار
 پھر یہ کہتے ہیں کہ تو نالہ و فریاد نہ کر
 آپ ہی اپنی جفاوں پہ پشیاں ہیں وہ
 ان کو محبوب زیادہ دل ناشاد نہ کر
 اے صبا کوچہ جاناں میں پڑا رہنے دے
 خاک ہم خاک نشینوں کی تو برباد نہ کر
 ہم تو جب سمجھیں کہ ہاں دل پہ ہی قابو بیدم

وہ تجھے بھول گئے تو بھی انہیں یاد نہ کر

.....☆.....

سبھی کا حضرتِ دل احترام کرتے ہیں
 کسی کو سجدے کسی کو سلام کرتے ہیں
 بلا سے ان کی کوئی پاہماں ہو جائے
 وہ اپنی دھن میں ہیں مشقِ خرام کرتے ہیں
 یہ منترِ انبیاء سن کر بھی چپ نہیں ہوتے
 کلیم طور پر اب تک کلام کرتے ہیں
 خدا کی شان کہ پہلو میں بیٹھ کر ان کے
 رقب بزم میں ہم کو سلام کرتے ہیں
 میں کہہ رہا ہوں کہ رخ سے ہٹا ہے نہ نقاب
 انہیں یہ ضد ہے کہ ہم قتل عام کرتے ہیں
 حکایتِ غمِ بحران نے طول کھینچا ہے
 ہم آج مر کے یہ قصہ تمام کرتے ہیں
 جو سجدے کرتے ہیں بیدمِ حرم کی چوکھت پر

تو بتندے کو بھی جھک کر سلام کرتے ہیں



ان کے تیور چڑھیں کسی کیلئے
سب بلائیں ہیں میرے جی کیلئے
ہم تو مرنے پہ جان دیتے ہیں
لوگ مرتے ہیں زندگی کیلئے
تم بھی ہوا بر بھی ہے باغ بھی ہے
خوب موقع ہے میکشی کیلئے
جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر گزرے
ایک ظالم تری خوشی کیلئے
مرگ دشمن پہ کیوں گرے آنسو
تم تو روتے نہ تھے کسی کیلئے
سارے جھگڑے یہ زندگی تک ہیں
کون روتا ہے پھر کسی کیلئے
خاشی کہہ رہی ہے بیدم کی

پھر پریشان ہے کسی کیلئے

.....☆.....

دل کوچھ گیسو میں پہنچ کر نہیں ملتا
 منزل کا پتہ شام کو اکثر نہیں ملتا
 ساقی میے صاف نہیں تلچھٹ ہی پلا دے
 چلو ہی سے پی لیں گے جو ساغر نہیں ملتا
 تنکے نہیں چلتا ہوں میں کچھ ڈھونڈ رہا ہوں
 تم جب سے گئے ہو دل مضطرب نہیں بنتا
 یاں مژدہ آمد نے مجھ سے آپ سے کہو یا
 ان کو یہ شکایت ہے کہ گھر پر نہیں ملتا
 کیا دیر ہے مرتا ہوں اشاروں پہ تمہارے
 نظروں ہی سے لو کام جو ؟
 وہ ملتے ہیں موقع بھی بہت ملتے ہیں بیدم
 پر کیا کریں غردوں کا مقدر نہیں ملتا

.....☆.....

بن گئی جی پر مصیبت آ گئی
 ان کے جاتے ہی قیامت آ گئی
 دے دیا دل جس کو چاہا دیدیا
 آ گئی جس پر طبیعت آ گئی
 پھر وہی کلفت وہی درد فراق
 وہ ہوئے رخصت ؟ آ گئی
 رہ گئی غیر و پتہ کہ نہ چکر تیغ ناز
 کیوں نہ ہو آخر مروت آ گئی
 جھک گئے فوراً ہی سجد کے لئے
 سامنے جب تیری صورت آ گئی
 وصل میں اب تخلیہ ممکن نہیں
 شرم جاتے ہی نزاکت آ گئی
 دوستی کا لطف اے بیدم نہیں
 درمیان میں جب شکایت آ گئی



پا زنجیر جنون زلف یہ فام نہ کر
 کھوئی منزل مری ہوتی ہے مجھے شام نہ کر
 قبر میں بھی تو نہ ہم چین سے سونے پائے
 وہشتِ دل کا تقاضا ہے کہ آرام نہ کر
 بولیِ مجنوں سے یہ لیلی پس پردہ آ کر
 تو ہے رسائے زمانہ مجھے بدنام نہ کر
 دل ہے اللہ کا گھر اس میں بتوں کا کیا کام
 منزل خاص ہے یہ بارگہِ عام نہ کر
 صدقہ بیدم ترے رخساروں پر زلفوں کو نہ ڈال
 ایک جا جمعِ مرجان سحر و شام نہ کر

.....☆.....

اک قطرہ آب ہے تو یا بوند بھر لہو ہے
 اے اشک پر تجھی سے آنکھوں کی آبرو ہے
 اے مدعا وحدت یہ ماو من کہاں کی

یا کہدے میں ہی میں ہوں یا کہدے تو ہی تو ہے
 منانے کیا کہا ہے ساغر سے جھک کے ساقی
 کچھ میری ہی شکست توبہ کی گفتگو ہے
 پژمردہ ہی سہی میں گھپین مگر وہ گل ہوں
 کملانے پر بھی اب تک مجھ میں وفا کی بو ہے
 ان کے ڈھونڈنے میں خود گم ہوئے ہیں بیدم
 ان کی تلاش گویا اپنی ہنی جتو ہے

.....☆.....

اب جانے کو فردوس میں دل کیوں مرا چاہے
 پروا مجھ سے کیا ہے
 دل ہی میں مرے روضہ محبوب خدا ہے
 جنت کا مزا ہے
 حیراں ہوں کہ کیا سمجھوں سراپا کو تمہارے
 اے حق کے دلارے
 بس نور ہے اور نور کے سانچے میں ڈھلا ہے

اک شان خدا ہے
 ہاں نام محمد مری بالیں پہ لئے جا
 اے پیارے مسیح
 بس اک یہی درد دل عاشق کی دوا ہے
 داروئے شفا ہے
 معراج میں جب سرور عالم بنے دو لہا
 اور حوروں نے دیکھا
 بیساختہ بول انھیں کہ محبوب خدا ہے
 کیا خوب بنائے ہے
 بگڑی تمہیں بیدم کی بنائے ہی بنے گی
 تب لاج رہے گی
 آخر وہ تمہارے درِ اقدس کا گرا ہے
 مانا کہ برا ہے
 بیا مکو بھی کچھ بھیک خطا کیجئے مولا
 حسینؑ کا صدقہ
 محتاج یہ کب ہے درِ دولت پہ پڑا ہے

اور مانگ رہا

.....☆.....

سب حقیقت کھول کر رکھ دوں ابھی بیداد کی
 تجھ سے گرائے ضبط کچھ مہلت ملے فریاد کی
 جب ہوا تب آپ نے مٹی بھری برپا د کی
 کون سے دن مہربان قدر دل ناشاد کی
 جب چمن میں خاک اڑی مجھ بلبل ناشاد کی
 دھوم تھی صبا د کے گھر میں مبارکباد کی
 آپ کی عاشق نوازی کے تصدق جائے
 رنج دے کر مجھ کو دشمن کی طبیعت شاد کی
 یہ تکوں ہے کہ اک پہلو انہیں اس کو قرار
 نہ نئی اس شوخ نے مردستم ایجاد کی
 جانِ جاں ہم تو وفاوں پر وفا کرتے رہے
 آپ سے جب تک ہوا بیداد پر بیداد کی
 جی ہلا دیتے ہیں یوں ہی نالہا اہل درد

اور پھر وہ بھی فغاں محبہ عاشق ناشاد کی
 کیوں اسیران قفس کو ہچکیاں آنے لگیں
 کیا مرے بھولے ہوئے نے پھر کسی کی یاد کی
 جب کسی کے جھک کے چلنے کی ادا یاد آ گئی
 چوم کر لے لیں بلاعین خجڑ فولاد کی
 پھر نا ہے غیر کا دخل ان کی محفل میں ہوا
 میں تو سنتا تھا کہ جنت چھن گئی شداد کی
 اس سراپا نور کی تصویر کچھ سکتی نہیں
 منہ بنائیں کیا ہے صورت انی ونبراد کی
 ہو گیا مد نظر کس مہ جبیں کو دل مرا
 ہر طرف سے کیوں صدائیں ہیں مبارکباد کی
 دست نقاش ازل میں نے چپہ ہو جاں سے ثار
 کھینچ کر تصویر رکھدی عالم ایجاد کی
 جب ہوا بیہوش جلوے میں دل دیدار جو
 درد نے اٹھ کر ادا رسیم مبارکباد کی
 جدت و تمثیل سے ہے پاک یکتاں تری

تیری احادیت میں گنجائش نہیں اعداد کی
ایک دم بیدم نہ اس نے چین سے رہنے دیا
کر چکا جب اک ستم تو دوسری بیداد کی

.....☆.....

قصرِ جاناں تک رسائی ہو کسی تدبیر سے
طاہرِ جان کے لئے پرماںگ لوں میں تیر سے
ان کو کیا دھوکا ہوا مجھ ناتوان کو دیکھ کر
میری صورت کیوں ملاتے ہیں مری تصویر سے
گالیاں دے کر بجائے قم کے اے رشکِ مسح
آپ نے میرے جلانے ہیں نئی تدبیر سے
صدقے اے قاتل ترے مجھ تشنہ دیدار کی
تشنگی جاتی رہی آپ دم شمشیر سے
عشوے سی غمزے سی شوٹی سے ادا سے ناز سے
مٹنے والا ہوں مٹا دیجئے کسی تدبیر سے
اک سوالِ وصل پر دو دو سزا میں دیں مجھے

شغ سے کاٹا زبان کو سی دے لب تیر سے
 کچھ نہ ہو اے انقلاب آسمان اتنا تو ہو
 غیر کی قسم بدل جائے مری تقدیر سے
 زندگی سے کیوں نہ ہو نفرت کہ محو زلف ہوں
 قید ہست مجھ کو بیدم کم نہیں زنجیر سے



حلقہ بگوش گیسوئے خمار ہو گیا
 یارب میں کس بلا میں گرفتار ہو گیا
 موقوف ایک حضرت منصور ہی پہ کیا
 سر جس نے دے دیا وہی سردار ہو گیا
 ساقی نے آ کے مستون میں اک وہوم ڈال دی
 زاہد کا گھر بھی خانہ خمار ہو گیا
 قاتل تو اپنی شغ کا صدقہ اتارے
 سر اب تو مجھ کو تن پہ گرانبار ہو گیا
 لیجئے نصیب حضرت بیدم کے کھل گئے

سنتے ہیں آج وصل کا اقرار ہو گیا
.....☆.....

دم میں مریض غم کا ترے کام ہو گیا
پوچھا مزاج تو نے کہ آرام ہو گیا
وار ان کا خالی جا نہیں سکتا کسی پہ ہو
غیر اٹھے میں نہانہ دشنام ہو گیا
صد شکر ہے کہ ان کی نگاہوں پہ چڑھ گیا
اب کام تیرا اے دل ناکام ہو گیا
ہر ایک کی پکار ہے دربارِ حشر میں
ایوانِ خاص بارگہ عام ہو گیا
گردش ہی ایک جا پہ ٹھہرنا نہیں غریب
قادِ حق نامہ و پیغام ہو گیا
وہ اور ہونگے جن کیلئے تنقیح چاہئے
یاں تو اشاروں ہی میں مرا کام ہو گیا
پھر مغار کے ایک اشارے کی بات تھی

بیدم بھی آج معتقد جام ہو گیا

.....☆.....

جھک کے ساغر سے گلے ملنا ہے پیانے کی عید
 اپنی ہستی سے گزر جانا ہے متانے کی عید
 تجھ پر صدقہ ہو کے مر جانا میری معراج ہے
 شمع پر قربان ہو جانا ہے پروانے کی عید
 ملتا آغوشِ لحد سے جا کے گر ملتا نہ تو
 اب کے دیرانے میں ہوتی تیرے دیوانے کی عید
 ہم بغل رکھتا ہوں تصویرِ خیالی یار کی
 دیکھ لے آکر کوئی میرے صنمِ خانے کی عید
 یہ بھی کوئی عید ہے بیدم کہ ساقی ہے نہ جام
 عید تو جب تھی کہ ہوتی تجھ کو میخانے کی عید

.....☆.....

جو دی تھی شبلی و منصور کو وہی شے لا

میں صدقے جاؤں ترے ساقیا وہی لا
 غبار قیس سے چھوٹا جو دامن لیلی
 بگولا بن کے اڑا اڑ کے نجد میں پھیلا
 غبار قیس نہ چھپایا دامن لیلی
 کبھی اڑا کبھی اونچا ہوا کبھی پھیلا
 نہیں ہے مے نہ ہو تلچھٹ ہی مجھ کو کافی ہے
 میں دھو کے پی لوں تری خیر شیشہ می لا
 نقاب اٹھی تو قیامت کا سامنا ہو گا
 زیادہ دیدہ دیدار جو نہ منہ پھیلا
 جنون ہے مجھ کو میں مجنوں ہوں پر نہ وہ مجنوں
 جو تیرے ہوتے کرنے دعوہ انا لیلی
 اڑی جو خاک شہیدان ناز کی تو کہا
 یہ کس نے مقتل کو کر دیا میلا
 تمبھی طواف کبھی سجدہ اور سلام کیا
 سمجھ کے قیس نے کعبے کو محمل لیلی
 تقاضے روح سے میں اپنی عمر رفتہ کے

اتا رو جامہ هستی بہت کیا میلا
 بگولا دشت میں اٹھا تو قیس دیوانہ
 پکارا محمل لیلی سمجھ کے یا لیلی
 جو کچھ لکھا تھا مقدر میں سامنے آیا
 عبث ہے نالہ و فریاد و آہ و واویلا
 فسانے رہ گئے مجنون کے اب کہاں مجنون
 وہ نجد ہے نہ وہ لیلی نہ ناقہ لیلی
 جو حسنِ خاص کی تحقیق ہے تمہیں منظور
 تو چشم قیس سے پوچھو حقیقت لیلی
 ادا شناسوں سے چھپنا محل ہے بیدم
 وہ شکل قیس میں ہوں یا بصورتِ لیلی

.....☆.....

نہ تو اپنے گھر میں قرار ہے نہ تری گلی میں قیام ہے
 تری زلف درخ کا فریفہ کہیں صح ہے کہیں شام ہے
 ترے اک نہ ہونے سے ساقیانہ وہ مے نہ شیشہ و جام ہے

نہ وہ صح اب مری صح ہے نہ وہ شام اب میری شام ہے
 نہ تو چکھنا جس کا عذاب ہے نہ تو پینا جس کا حرام ہے
 سر بر زم ساقی نے دی وہ سے کہ سرور جس کا مدام ہے
 میں دعائیں دوں تو وہ گالیاں کریں بات بات پہ پھتیاں
 یہ عجیب طور و طریقے ہیں یہ عجیب طرز کلام ہے
 وہ تم سے باز نہ آئیں گے یوں ہیں ظلم کرتے ہی جائیں گے
 انہیں کیا مرے کہ جئے کوئی انہیں اپنی کام سے کام ہے
 مرا دل دہلنے لگا ابھی وہ گھڑی تو دور ہے ہمتشیں
 خبر وصال نہیں سنی یہ مری قضا کا پیام ہے
 پچے کس طرح سے مریض غم نہ تم اس کو نہ بولا سکو
 بھی حالتیں ہیں تو دیکھنا کوئی دم میں قصہ تمام ہے
 پے دل ہزاروں تڑپ گئے جو سک رہے تھے وہ مر گئے
 اٹھے فتنے حشر پا ہوا یہ عجیب طرز خرام ہے
 عجب عاشقوں کی نماز ہے نیا بیدم ان کا نیاز ہے
 کہ قیام ہے نہ قعود ہے نہ تو سجدہ ہے نہ سلام ہے



بتوں پر مر مٹے دھوکا دیا ساری خدائی کو
 جناب شخ ہم سمجھے تمہاری پارسائی کو
 زمانہ پھر گیا پھر جائے پر تو تو ہمارا ہو
 تری خاطر سے اے بت ہم نے چھوڑا ہے خدائی کو
 مری مشکل میں آڑے آئیے آسان کر دیجئے
 ذرا میں بھی تو دیکھوں آپ کی مشکل کشائی کو
 خدا نے دل دیا تھا صدقے کرنے کو حسینوں پر
 جبیں پیدا ہوئی تھی ان کے در پر جبہ سائی کو
 بجائے تاج ظل وارثی سر پر ہے اے بیدم
 شہنشاہی سمجھتا ہوں میں اس در کی گدائی کو

.....☆.....

بنائے دیتی ہے بے پوچھے راز سب دل کے
 نگاہ شوق کسی کی نگاہ سے نل کے
 نکالے حوصلے مقتل میں اپنے بہل کے

ثار تنغ کے قربان ایسے قاتل کے
 میں اس پہ صدقے جو جائے کسی کی یاد میں جان
 کسی کو چاہے میں قربان جاؤں اس دل کے
 بری اداوں سے لی جان اپنے کشته کی
 ہزار بار میں قربان اپنے قاتل کے
 غبارِ قیس نہیں ہے تو کون ہے لیلی
 کوئی تو ہے کہ جو پھرتا ہے گردِ محمل کے
 وہ پھوٹ بہنے میں مشاق میں نہ رونے میں
 رہیں گے دب کے نہ آنکھوں سے آبلے دل کے
 مہارناقہ لیلی تو کھینچ لے اے آہ
 ہٹا دے دست طلب بڑھ کے پردے محمل کے
 وہ دل میں ہیں مگر آنکھوں سے دور ہیں بیدم
 پڑا ہوا ہوں میں پیاسا قریب ساحل کے

.....☆.....

کبھی گیسو کے کبھی عاشقِ رخسار بنے

کبھی کافر ہوئے ہم اور کبھی دیندار بنے
 ان کی محفل میں جو چپ ہوں تو لگے تھمت ضبط
 بات اگر منہ سے نکل جائے تو طومار بنے
 برسوں چکر میں رکھا بخت نے ساغر کی طرح
 پیٹھ کر در پہ ترے نقطہ پر کار بنے
 جو تری راہ میں گم ہو وہی پا جائے تجھے
 سر جو سولی پہ چڑھائے وہی سردار بنے
 می توحید کے سرشار بہت کم دیکھے
 یوں تو کم ظرف بہت پھرتے ہیں میخوارابنے
 جزو مد عشق و محبت کا پنوچھو بیدم
 سو دفعہ بگڑے ہیں اس راہ میں سو بار بنے

.....☆.....

اے جنوں کچھ اُٹر نالہ سوزان نہ ہوا
 داغِ دل بڑھ کے چراغ دزندان نہ ہوا
 اف رے بے رحم کبھی سر بگریپاں نہ ہوا

میری ہستی کو مٹا کر بھی پشیان نہ ہوا
 دشت میں ڈھونٹا پھرتا ہے مکانِ لیلی
 کوئی بستی ہوئی اے قیس بیابان نہ ہوا
 میری میت پہ وہ منہ ڈھانپ کے کہنا ان کا
 صبر دور روز بھی اوصل کے خواہاں نہ ہوا
 نہ اجل آئی نہ وہ بھر عیادت آئے
 ہجر میں کوئی مرے حال کا پرسان نہ ہوا
 خونِ حسرت نے ضیافت میں کمی کی شاید
 مہماں دل میں جو دم بھر ترا پیکان نہ ہوا
 ہجر میں شام سے ہی زہر منگا رکھنا تھا
 آج جو چاہئے تھا ہم سے وہ سامان نہ ہوا
 قطع ہونے پہ نہ رہتا کوئی جھگڑا باقی
 رشۂ خامِ دفا تارِ رگِ جان نہ ہوا
 تھا جو اک غیرت عینی کا سہارا دل کو
 مرضِ الموت سے بچا رہا آسان نہ ہوا
 کب ترے ذکر پہ ہم خوش نہ ہوئے غنچہ دہن

زخم دل کب تر انام آتے ہی خندان نہ ہوا
 بھر جاناں میں بجھاتے دل بیدم کی لگی
 تم سے اتنا بھی تو اے دیدہ گریان نہ ہوا

.....☆.....

وہمن آئینہ ہے مغرور کی یکتاںی کا
 آج بل نکلے گا زنجیر خود آرائی کا
 وہمن اور آ کے ہو مونس شب تہائی کا
 ملک الموت کرے کام میجانی کا
 دیکھئے کب سرشوریدہ کی تقدیر کھلے
 شوق مدت سے ہے اس در پہ جبیں سائی کا
 ان کی غصے میں جولیں میں نے بلاعین تو کہا
 کام دیوانے بھی کر جاتے ہیں دانائی کا
 رنگ لانے کو تو لائی مری شوریدہ سری
 پر مجھے پاس ہے ظالم ہری روائی کا
 آپ کے ساتھ ہی آرام چلا چیں چلا

کوچ ہے قافلہ تاب و تو انائی کا
 ردائے جوش جنون پاؤں نہ رک جائیں مرے
 قصد ہے آج مرا باد یہ پیائی کا
 تیری تصویر جو نقاش ازل نے کھینچی
 حسن کے ساتھ بھرا رنگ بھی کیتای کا
 لیجھے ہو گیا وہ پروہ نشین بھی بدنام
 یہ نتیجہ ہوا آخر مری رسوانی کا
 دری میں ہی کبھی کعبہ میں کبھی دل میں مقیم
 کیا پتہ پائے کوئی اس بت ہرجائی کا
 پشم بیمار ضم نے کئی لاکھوں زخمی
 ناتواں ہو کے کیا کام تو انائی کا
 خرمیں ہوش پہ ملتے ہی گری برق جمال
 ناطقہ بند ہوا جاتا ہے گویائی کا
 خط میں کس طرح سے لکھ کر انہیں سمجھاؤں میں
 قابل دید ہے عالم شب تہائی کا
 کوچہ عشق میں کہتی ہے یہ روح مجھوں

کیوں دیر آئے جسے پاس ہو رسوائی کا
وہی الجھن وہی تاریکی وہی یاس وہ رہاں
گور سے ملتا ہے عالم شب تہائی کا
اب کہاں لطفِ سخن سنجی و نکتہ سنجی
شاعری نام ہے اب قافیہ پیکائی کا
لے چلو بارِ ملامت کو سنبھل کر بیدم
ہوش کا کام ہے کوچہ ہے یہ رسوائی کا

.....☆.....

تیور چڑھائے اس نے مرا جی دہل گیا
ان کا وصلِ سن کے کلیجہ نکل گیا
تو پھر گیا تو ساریِ خدائی پلٹ گئی
تیری نظر کے ساتھ زمانہ بدل گیا
صد شکرِ دم نکلنے سے پہلے تم آ گئے
حضرت نکل گئی مرا ارمان نکل گیا
چسکا تھا میکشی کا لڑکپن سے شخچ کو

جب میکدے کے سامنے آیا محل گیا
 دل بوند بھر لہو ہے مگر اُس میں آپ ہیں
 اللہ رے ظرف قطرہ کہ دریا نگل گیا
 محشر میں یہی وہ آئے اسی آن پان سے
 گیسو کا خم گیا نہ وہ ابرو کا بل گیا
 پاس ادب ضرور ہے منصور ہوش کر
 یہ بخودی میں منہ سے ترے کیا نگل گیا
 اپنی خبر نہیں ہے تو ہوش ہے
 ساقی نے جب کہا کہ سنجل، میں سنجل گیا
 اللہ کل بھی حضرت بیدم پھر آئیے
 آپ آ گئے تو آج مراجی بہل گیا

.....☆.....

اٹھے اس رخ سے برق سینکڑوں کی جان کام آئے
 ہزاروں کٹ مریں گر تیغ ابرو بے بنام آئے
 بجز جو روستم کے تم کو کوئی کام آتا ہے

کسی ناکام کے بھی تم کبھی بھولے سے کام آئے

.....☆.....

نہیں ممکن کہ تیرے ذکر پر آنسو نہ بہہ آئیں
 نہیں ممکن کہ دل قابو میں ہو جب تیرا نام آئے
 دوبارہ پھر یونہی بھولے سے ہم کو ساقیا دینا
 ترے صدقے یونہی اک بار پھر گردش میں جام آئے
 خبر ہے چھٹ پٹے میں کوئی نکلے گا ادھر ہو کر
 کسی صورت سے یارب دن گزر کر جلد شام آئے
 وہیں میرے بھی مجرے ہے صبا پہنچا پوجا کر
 جہاں جبریل لے کر عرش سے اکثر سلام آئے
 مری قسمت نہ آنا تھی نہ آئی راہ پر بیدم
 ادھر سے بھی گئے اور اس طرف سے بھی پیام آئے

.....☆.....

کوئی رونے کی بھی حد ہے دل بیقرار سو جا

ترے صدقے جاؤں سو جا میں ترے شمار سو جا
 شب ہجر بخت خفتہ یہ کہاں کی نیند سو جھی
 مجھے سونا ہے تو چل کر تھے تغییر سو جا
 ترے طور کہہ رہے ہیں کہ کٹی ہے رات روئے
 تری آنکھوں میں بھرا ہے انہی تک خمار سو جا
 شب ہجر نامرادی مجھے تھکی دے کے بولی
 کہ سحر اب ہونے آئی نہ کر انتظار سو جا
 وہ چھپ گئے ستارے لو سحر ہوئی نمایاں
 کٹی آنکھوں ہی میں بیدم شب انتظار سو جا



اٹھائے کون سوا تیرے اور ناز مرے
 ہے کون میرا بجز تیرے بے نیاز مرے
 پلا دے خیر تری ساقی حجاز مرے
 سخی مرے مرے داتا گدا نواز مرے
 الہی بارگہ احمدی میں شام و سحر

سلام ادب سے ہوں مجرے بصد نیاز مرے
 وہ آگئے جنہیں اک کھیل ہے جلا دینا
 جب اٹھ گئے مری بالیں سے چارہ ساز مرے
 کبھی نہ صحت و درمان سے تر کیا دامن
 صد آفرین تجھے اے درد پا کپاڑ مرے
 خدا رکھے تجھے اے دل کہ تو غیمت ہے
 ترے ہی دم سے ہیں یہ سارے سوزو ساز مرے
 نبی اور آل نبی کا ہوں مدح خوان بیدم
 سفینے جاتے ہیں سب جانب حجاز مرے

.....☆.....

شوق نظارہ میں اب جی پہ مرے آن کہنی
 اے نگار مدنی
 کب تک آخر ہوں میں تختہ مشن ارنی
 تابکے نعرہ زنی
 شب تیرہ ترے گیسو کے مقابل گر آئے

ابھی منه فق ہو جائے
 لب لعلین سے جمل ہو کے عقق یمنی
 چاٹے ہیرے کی کنی
 قد بے سایہ سے اٹھتی نہیں پھولوں کی قبا
 نور ہی کی ہور دا
 بار خاطر تنِ نازک پہ ہے گل پیر ہنی
 بل ہے نازک بدنسی
 دست نقاش ازل نے جو سراپا کھینچا
 اور بنایا خاکا
 بول اٹھا پکر بے روح کہ اللہ غنی
 خوب تصویر نبی
 دولت دید سے دوری میں بھی محروم نہیں
 دونوں مغموم نہیں
 بیدم وارثہ ہو کہ اویس قرنی
 ہیں مقدر کے وہنی



دم کوئی گر صورت نقش بر آب آیا تو کیا
 بحر ہستی میں بشر مثل حباب آیا تو کیا
 میری میت پر کوئی گر بے نقاب آیا تو کیا
 شام ہونے پر لب بام آفتاب آیا تو کیا
 پھر وہی اندر ہیاری راتیں ہیں وہی تاریکیاں
 چاروں کی چاندنی بن کر شب آیا تو کیا
 جیتے جی میں ہو تو آیا کوچہ محبوب میں
 کامیاب آیا تو کیا ناکامیاب آیا تو کیا
 ہوش آ جاتا اگر دامن ہلا دیتا کوئی
 چھینٹے دینے کیلئے لے کر گلب آیا تو کیا
 ہو نہیں سکتا الہ سے باکمالوں کو زوال
 لاکھ بار اندر گھن کے آفتاب آیا تو کیا
 توڑ کر سینہ نکل جاتا تو ہم بھی جانتے
 ہو کے خون منہ تک دل پر اضطراب آیا تو کیا
 ان کو لکھنا تھا تو خود لکھتے وہ اے پیغمبر

کہنے بنے سے اگر خط کا جواب آیا تو کیا
 کل نہ آیا کوئی بیدم کی عیادت کیلئے
 آج پھولوں میں اگر بہر ثواب آیا تو کیا

.....☆.....

ظالم کہاں تک آخر یہ ظلم کم نہ ہوگا
 پھر کس سے چھیر ہوگی جب میرا دم نہ ہوگا
 ضد ہے مجھی سے ان کو میری ہی جان لیں گے
 دشمن پہ مہربان ہیں اس پرستم نہ ہوگا
 چھریوں کے ساتھ تنق ابروکا دار بھی ہو
 میں سخت جان ہوں قاتل یوں سر قلم نہ ہوگا
 کیوں کر کہوں میں ان کو خوف خدا نہیں ہے
 کیسے کہوں کہ پاس قول و فلم نہ ہوگا
 ان جھٹکیوں سے دونی چاہت مری بڑھے گی
 ان ترشیوں سے صاحب یہ نشہ کم نہ ہوگا
 وہ گھر پہ بیٹھے بیٹھے نسخے ہزار لکھیں

تکلیف ہی بڑھے گی آزار کم نہ ہوگا
 خوگر ہوئے ہیں غم کے غم کھاتے کھاتے آخر
 ہم غم کا غم کریں گے جس روز غم نہ ہوگا
 دیدار کی طلب میں جائے گی جان بیدم
 مر جانے پر بھی شوق نظارہ کم نہ ہوگا



ہم کو تری جتو نے کھویا
 یا حسرت و آرزو نے کھویا
 رکھا نہ کہیں کا ہائے مجھ کو
 اے ان کی تلاش تو نے کھویا
 سن لو ارنی پہ لن ترانی
 موسیٰ تمہیں گفتگو نے کھویا
 اے گوہر قلزم وفا دل
 تجھ کو تری آبرو نے کھویا
 بیدم رونے کی کوئی حد ہے

ہر وقت کی ہاؤ ہونے کھویا

.....☆.....

تم جان مصطفیٰ ہو بندہ نواز وارث
 جانان مرتضیٰ ہو بندہ نواز وارث
 بگڑی بنانے والے مردے جلائیوالے
 میں کیا کہوں کہ کیا ہو بندہ نواز وارث
 اچھا ہوں یا برا ہوں جیسا ہوں آپ کا ہوں
 اب تو مجھے نباہو بندہ نواز وارث
 حسینؑ کا تصدق خیرالنساء کا صدقہ
 اللہ کچھ عطا ہو بندہ نواز وارث
 جا نان حبیب دلہا داروئے درد مندان
 بیدم کا مدعایا ہو بندہ نواز وارث

.....☆.....

چٹکی سے مسلمان تمہیں زیبا تو نہیں ہے

پھر کا کسی کا دل شیدا تو نہیں ہے
 یہ کون ہے جو پوچھ رہا ہے مری قربت
 دیکھو تو کوئی میری تنا تو نہیں ہے
 اچھوں کو بھی چاہتے ہیں حضرت ناص
 مرا مرا اس بت پہ انوکھا تو نہیں ہے
 اے دوست کہوں کیسے میں یوسف کو ترا مشل
 سنتا ہوں مگر آنکھوں سے دیکھا تو نہیں ہے
 کرتا ہوں میں ہر لحظہ تصور میں انہیں پیار
 اب اس میں رقبوں کا اجارا تو نہیں ہے
 جب کہتا ہوں آؤ میں ذرا چوم لوں گیسو
 فرماتے ہیں چل دور ہو سووا تو نہیں ہے
 یہ سچ ہے مرا چاہنا اک جرم ہے ظالم
 لیکن مرا چاہا کبھی ہوتا تو نہیں ہے
 آ کر دل بیدم کو جلا جاتی ہے ہر روز
 اے دوست تری یاد میجا تو نہیں ہے

.....☆.....

نگاہ پھیر لو قصہ تمام ہو جائے
 کہاں کی شغب یونہی قتل عام ہو جائے
 کبھی جو بھولے ہوں مستی میں بھی تجھے ساقی
 تو ہم کو بادہ پرستی حرام ہو جائے
 سنا ہے مژدہ آمد مگر کہیں یہ نہ ہو
 نوید وصل قضا کا پیام ہو جائے
 تڑپ رہا ہوں میں اک دار اور اے قاتل
 کہ تیرا نام ہو اور میرا کام ہو جائے
 ہماری کثرت گریہ کا پوچھنا کیا ہے
 سحر سے رونے کو بیٹھیں تو شام ہو جائے
 وہ کعبے میں نہ سکی دیر میں کلیسا میں
 غرض یہ ہے کہیں ان سے سلام ہو جائے
 جو ان کو دیکھ کے اے شیخ تو نہ سجدہ کرے
 تو ساری عمر کو بیدم غلام ہو جائے

.....☆.....

کہا تھا تنگ ادا بے نیام ہو جائے
 نہ یہ کہا تھا کہ یوں قتل عام ہو جائے
 جوان کو آنے سے نفرت ہے مجھے غریب کے پاس
 تو دور ہی سے کسی دن سلام ہو جائے
 اگا ہے سبزہ اسی آرزو میں تربت پر
 کہ اس طرف سے کوئی خوش خرام ہو جائے
 سحر ہو شب سے مگر یاد ورئے جانال میں
 خیال کیسوئے شب گون میں شام ہو جائے
 امید وصل پہ ہم نے تو دل لگایا تھا
 نہ یہ غرض تھی کہ جینا حرام ہو جائے
 زمانہ قبلہ و کعبہ کہے تجھے ساقی
 پیکیدہ ترا دار السلام ہو جائے
 میں ان سے شکوہ کروں اور وہ مجھ کو جھٹلا کیں
 اسی میں روز قیامت تمام ہو جائے
 نہ میکدے میں ہو مٹی خراب مستون کی

جو شیشہ بن کے بھی ٹوٹے تو جام ہو جائے
وہ آئیں آئیں نہ آئیں تو جان دو بیدم
یہ روز روز کا قصہ تمام ہو جائے

.....☆.....

فروغ حسن رخ بو تراب کیا کہنا
حضور وارث عالی جناب کیا کہنا
تجھ ایک چاند نے لاکھوں کے گھر کے روشن
میں صدقے جاؤں مرے ماہتاب کیا کہنا
اوھر نقاب اٹھی اور اوھر شار ہوا
صد آفریں دل خانہ خراب کیا کہنا
جب عشق کی تعلیم ہی نرالی ہے
سبق انوکھا انوکھی کتاب کیا کہنا
نہ ان کے دامن زین سے جدا ہوا بیدم
غبار بن کے رہا ہر کاب کیا کہنا

.....☆.....

کیا بتاؤں کیا ہوا انداز قامت دیکھ کر
 آ رہا ہوں ان کے کوچے سے قیامت دیکھ کر
 کانپ اٹھا میں حضرت موسیٰؑ کی حالت دیکھ کر
 کہئے کوئی کیا کرے اب ان کی صورت دیکھ کر
 دل دیا ہے میں نے کیا صرف ان کی صورت دیکھ کر
 بلکہ چتوں بانکپن شوخی شرات دیکھ کر
 آئے تھے دشت جنون تک مجھ کو سمجھانے مگر
 پھر گئے احباب انداز طبیعت دیکھ کر
 کیا نفاست ہے ہماری یاد میں بھی مر جا
 تیرے دل سے دور رہتی ہے کدھ رت دیکھ کر
 صدمہ بائے ہجر سے بے موت چھٹکارا نہ تھا
 خود کشی بھی کی تو کی میں نے ضرورت دیکھ کر
 ناز و انداز ان کے لاکھوں ایک دل کس کس کو دوں
 شرم آتی ہے مجھے اپنی بضاعت دیکھ کر
 یہ نہ پوچھو کون ہو تم ہوں وہ ہی حرام نصیب

رو دیا کرتے ہیں دشمن جس کی حالت دیکھ کر
 کوئے لیلی چھوڑ کر صحراء نور دی واہ واہ
 اب ہنوں یا روؤں مجنوں کی حماقت دیکھ کر
 آرزوے دل کا آئینہ نگاہ شوق ہے
 خوب رو مجھ سے کھٹک جاتے ہیں صورت دیکھ کر
 کوئی چرخ پیر سے پوچھے کہ ہے کیسا فراخ
 میری ان کی اک ذرا صاحب سلامت دیکھ کر
 دل دیا اور دین و ایمان دے کے ان کو جان دی
 اک جہان حیرت میں ہے میری سخاوت دیکھ کر
 کیا کہوں صحیح شب وصل آپ کے جانے کے بعد
 سارا دن روتا رہا میں گھر کی وحشت دیکھ کر
 حشر میں جو پوچھنا ہو پردے ہی سے پوچھنا
 بات کب نکلے گی میرے منہ سے صورت دیکھ کر
 دل ہی دل میں چٹکیاں لیتے ہیں ارمان وصال
 مضطرب ہیں تم کو محظ استراحت دیکھ کر
 ذرہ ذرہ میں ہے لیکن ہے وہی ہر ایک میں

کیوں نہ حیرت ہو مجھے کثرت میں وحدت دیکھ کر
غیر کو بھی دینے والے تھے وہ بیدم جام مے
اٹھ گیا پہلے ہی سے میں رنگ صحبت دیکھ کر

.....☆.....

بلبل جوش تلاطم میں مٹا جاتا ہے
خوب مٹا ہے کہ دریا سے ملا جاتا ہے
جا چکے صبر و سکون دل سے تو ہی شوق وصال
تو ہی کیوں خانہ ویران میں رہا جاتا ہے
ہجر میں ہے کشش دل کی بھی الٹی تاثیر
کھینچنا ان کو ہے اور آپ کھچا جاتا ہے
دل ہے مسرور کہ دل سے تری پیکان نکلے
مجھ کو غم ہے کہ تڑپنے کا مزا جاتا ہے
یوں تو بیدم کو افاقہ نہیں ہوتا غش سے
آپ آتے ہیں تو کچھ ہوش میں آ جاتا ہے

.....☆.....

چھوڑا بتوں کو اب ہے تعلق خدا کے ساتھ
 جب ابتدا کے ساتھ تھا اب انتہا کے ساتھ
 پیش آئیں وہ جفاوں سے اور ہم وفا کے ساتھ
 وہ بدوعا سے یاد کریں ہم دعا کے ساتھ
 میخانہ ازل میں ہمیں تھے وہ ساقیا
 تائید کی السست کی قالوا بلی کے ساتھ
 تھی پاک لوث غیر سے معراج احمدی
 جریل بھی تو جانہ سکے مصطفیٰ کے ساتھ
 وعدے کی شب وہ ان سے مری ہاتھا پائیاں
 اور ان کا بار بار جھگنا ادا کے ساتھ
 لیجئے وہ آ رہا ہے رسائی نہیں ہوئی
 قاصد کو میں نے بھیجا تھا کس التجا کے ساتھ
 ہم اور بزم غیر کی شرکت اور اس طرح
 تم نے ہمیں ذلیل کیا آج لا کے ساتھ
 اچھا صبا نے چھولیا دامن تو کیا ہوا

کچھ خیر تو ہے لڑتے ہو تم تو ہوا کے ساتھ
 پھر پایا دل لگا کے حسینان دہر سے
 اب لوگا کے بیٹھے ہیں اپنے خدا کے ساتھ
 یہ بدگمانیاں کہ نگہبان ساتھ ہیں
 آئے ہو میرے گھر بھی تو شرم وحیا کے ساتھ
 جائے گا جان لے کر مری درداجر یار
 تھوڑا سا کوئی زہر بھی دیدے دوا کے ساتھ
 دنیا نے کیا سلوک کیا جانتا نہیں
 ابن علی کے ساتھ شہ کربلا کے ساتھ
 چتوں میں ان کی رنگ ہے شوختی ہے رنگ میں
 ہے ناز کی میں ناز ادا ہے ادا کے ساتھ
 میرے لئے بلا ہے قیامت سے قہر ہے
 پھر پھر کے ان کا دیکھتے جانا ادا کے ساتھ
 یہ کیا خبر تھی آہوں سے نفرت ہے آپ کو
 یہ کیا خبر تھی آپ لڑیں گے ہوا کے ساتھ
 واللہ میرے واسطے خخبر سے کم نہیں

چلنا وہ تیرا ناز سے کھپنا ادا کے ساتھ
 صبر و قرار چھوڑ گئے مدتنیں ہوئیں
 ہاں ایک بے کسی ہے دل بتلا کے ساتھ
 بیدم یہی ہے حشر میں صورت نجات کی
 جائیں خدا کے سامنے ہم مصطفیٰ کے ساتھ

.....☆.....

مدعی بنا ہے دوست دل کا مدعایا ہو کر
 درد کیوں بنا ظالم درد کی دوا ہو کر
 قطرہ یوں تو قطر تھا پر جو بحر تک پہنچا
 ہو گیا خدا جانے پھر تو کیا سے کیا ہو کر
 یہ تو خوب جانا ہے گویا مار جانا ہے
 جاؤ اور یوں جاؤ روٹھ کر خفا ہو کر
 کیوں سرور بن بن کر پھر رہے ہو سینے میں
 آبسو مرے دل میں درد لادوا ہو کر
 انقلاب حالت ہے کیوں نہ مجھ کو حیرت ہو

وہ کرے وفا بیدم بانی جفا ہو کر

.....☆.....

تم چلا دیکھو کسی دن خنجر بیداد بھی
 لوٹ ہی جاؤ وہ چٹکی لیں لب فریاد بھی
 کھل کے اب جو ہر دکھائے خنجر بیداد بھی
 داد دینے پر ہیں آمادہ لب فریاد بھی
 آپ کے جاتے ہی یہ بے چین کر دیگا مجھے
 ساتھ لیتے جائیے میرا دل ناشاد بھی
 تجھ کو چاہا ہے تو تیری ہر ادا محبوب ہے
 تو سر آنکھوں پر سر آنکھوں پر تیری بیداد بھی
 بھر میں رہ رہ کے نشر سے چھوٹتا ہے خیال
 چٹکیاں سی دل میں لیتی ہے تمہاری یاد بھی
 میرے عذر ناتوانی پر وہ کب آتے تھے باز
 کچھ پتے کی کہہ گئے ان سے لب فریاد بھی
 کہتا ہے ہر دارہاں میری طرف کو دیکھنا

اپنی ہر بیداد کی وہ چاہتے ہیں داد بھی
 چرخ تجھ سے سیکھ لے بربادی عاشق کی ڈھنگ
 تو ستم ایجاد بھی ہے بانی بیداد بھی
 تو ہی اک بیدم نہیں بد نام ان کے عشق میں
 ایسے ہی رسوا ہوئے تھے قیس اور فرہاد بھی



مستزاد

آنکھ اس عارض پر نور پہ ڈالی نہ گئی
 ہوش مطلق نہ رہا
 حالت اپنی دم نظارہ سننجال نہ گئی
 دل پہ قابو نہ رہا
 ساقیا سب سے مری بادہ پرستی بھی جدا
 کیف و مستی بھی جدا
 ہوش جاتے رہے ہاتھوں سے پیالی نہ گئی
 اب بھی رٹ ہے کہ پلا

خنجر ناز سے دل میرا مقابل ہی مکرہ
 جان پر کھیل گئیہ
 سر کٹا خون بہا ہاتھ سے پالی نہ پکی
 سر خود میں ہی رہا
 روزِ محفل سے نکلوانے کو تیار رہے
 ایسے بیزار ہے
 آرزوئے دل مشتاق نکالی نہ گئی
 تم سے اتنا نہ نہوا
 تم تو دل دیتے ہی ایسے گئے گزرے بیشم
 کر لیا کیا عالم
 بگڑی تقدیر تو حالت بھی سنچالی نہ گئی
 جو نہ کرنا تھا کیا



سنتے ہیں کہ محشر جلوہ گری ہو گی
 کیا شاخ تمنا پھر اک بار ہری ہو گی

اقام شرابوں کے مت پونچھ پلانے جا
 میخانے میں تیرے تو جو ہو گی کھری ہو گی
 اک جام کے پینتے ہی ہوش اڑنے لگے میرے
 یہ مے تو نہ تھی ساقی شیشے میں پری ہو گی
 پی لی ہے بہانے کو کچھ میرے ستانے کو
 منہ سے وہ ہی نکلے گی جو دل میں بھری ہو گی
 اک جامہ ہستی کے سونار ہوئے بیدم
 کیا کوئی ہے اس کو کیا بخوبی گری ہو گی

سب منتظر ہیں انماج والے
 برقع اٹھا دے معراج والے
 نرگس گو تیری ہے انتظاری
 لالے کے دل پر ہے داغ کاری
 محل میں آ جا محبوب باری
 مغرب سے اٹھے گرد سواری

سب منتظر ہیں انہج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

اے	جان	مکہ	جاناں	طیبہ
سردار	دان	بتان		طیبہ
سردار	مکہ	خاقان		طیبہ
	محمد	سلطان		یعنی

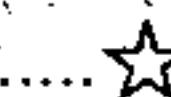
سب منتظر ہیں انہج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

مہر	منور	ماہ	درخشاں
شاد	حسیناں	سلطان	خوبال
اے	رشک	یوسف	محبوب
	سچان		
سونا	ہے	تجھ	بن
			بازار
			کنغان

سب منتظر ہیں انہج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

اے	رشک	عیسیٰ	مردے	جلاء	جا
گزرے	ہوؤں	کی	گزری	بنا	جا

اے کملی والے جلوہ دکھا جا
آنکھوں میں ہو کر دل میں سما جا
سب منتظر ہیں اناج والے
برقع اٹھا دتے معراج والے



ہماری شکل جو دیکھی تو بھن گیا ساقی
شراب اٹھا کے کہیں پھینک دی کباب کہیں
سوال ویدہ ہمیں بھی کلیم آتا ہے
مگر فضول کہ ملتا بھی ہو جواب کہیں
خدارا کہے بت شیریں دہن ہے سحر بیاں
کہانیاں شب وصل اس نے لا جواب کہیں
دل اور طور یہ دونوں ہیں ایک فرق یہ ہے
کہیں وہ پردہ نشیں ہے تہ نقاب کہیں
نہ لوت سامنے سیماں کے تو اسے دل زار
اڑا نہ لے تیرا یہ رنگ اضطراب کہیں

عدو تو زینت پہلو ہے میں ہوں خاک نشیش
 ہوا ہے خلق میں ایسا بھی انقلاب کہیں
 گزشتہ صحبتیں جب ان کو یاد دلوائیں
 تو ہنس کے بولے کہ دیکھانہ ہو یہ خواب کہیں
 وہ تیرگی ہے مرے گھر کی ٹھوکریں کھائے
 جو دوپہر کو بھی آ جائے آفتاب کہیں
 تمہاری زلف سے ماریہ کو کیا نسبت
 بھلا نصیب ہے اس کو یہ پنج و تاب کہیں
 عدو کے سامنے ان سے لگاؤئیں اے دل
 ہوئے ہیں ایسے بھی نافہم کامیاب کہیں
 رہی یہ کتب لیلی میں قیس کی حالت
 کہ خود کہیں نظر اس کی کہیں کتاب کہیں
 کسی سے کرتا ہے گستاخیاں تصور میں
 مرا خیال نہ ہو مورد عتاب کہیں
 کمال طعنہ بد گو سے کیوں چھپے بیدم
 زمین کی گرد سے چھپتا ہے آفتاب کہیں

.....☆.....

ساقی گھٹائیں آئیں دن آئے بہار کے
 لاطاں سے شراب کا شیشه اتار کے
 لیتا ہے بو سے اٹھ کے کف پائے یار کے
 اللہ رے حوصلے مرے مشت غبار کے
 پھر فرش راہ آنکھیں ہیں نرگس کی باغ میں
 مدت کے بعد پھر قدم آئے بہار کے
 چونکہ کسی طرح نہ ترے کشہ فراق
 تھک تھک گیا ہے شور قیامت پکار کے
 لے جائے کوئی چادر گل قبر غیر پر
 کافی ہیں ہم کو پھول چرانغ مزار کے
 تم اپنی شوخ آنکھوں کی تعریف کرتے ہو
 اور پھر مقابلے میں دل بے قرار کے
 صیاد نے قفس میں خبر تک نہ کی جیں
 آئے بھی اور گزر بھی گئے دن بہار کے
 گل کر سکے نہ میری شب ہجر کا چرانغ

جھونکے بہت سے آئے نیم بہار کے
دشمن کو سر چڑھا کے فلک پر بٹھا دیا
لیکن مٹا دیا مجھے دل سے اتار کے
وہ بجلی کی چمک وہ گھاؤں کے اڑوہام
آنکھوں میں پھر رہے ہیں وہ جلوے بہار کے
ساری زمین پر جگہ ہے فصل خزان کا دور
کیا آسمان سے آئیں گے مضمون بہار کے
چے نہیں ہیں جوش و حشت کی رنگ ڈھنگ
تیور کچھ اب کے سال برے ہیں بہار کے
بیدم سے روز جھوٹی ہی وعدے کیا کرو
ہاں ہاں یہی طریق تو ہیں اعتبار کے

.....☆.....

پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں
تمہیں کو حبیب خدا چاہتا ہوں
نا خواہش ارم کی نہ پروائے جنت

تمہاری گلی میں رہا چاہتا ہوں
 ہوس کیمیا کی نہ اکسیر چاہوں
 غبار در مصطفیٰ چاہتا ہوں
 نہ دنیا نہ اسباب دنیا کو چاہوں
 الہی تیرا آسرا چاہتا ہوں
 جبیب خدا تم کہو ان کو بیدم
 خدا جانے میں کیا کہا چاہتا ہوں

.....☆.....

نہ بھرا تو نے تو ساق کبھی پیانے کو
 ہاں دعا دے کے چلے ہم ترے میخانے کو
 جب سمجھے ہی نہیں سمجھائیں گے ناصح کیا خاک
 خود سمجھ لیں جو مجھے آتے ہیں سمجھانے کو
 توبہ زاہد مرا دل اور بتوں کا مسکن
 کیوں ضم خانہ بناتا ہے خدا خانے کو
 یاد کرنے کا یہاں نام فراموشی ہے

ان کو پانا بھی یہیں کہتے ہیں کہ جانے کو
 منے دو تفرقہ جم جانے دو رنگ وحدت
 شع کیسا تھا ہی جل بخہنے دو پروانے کو
 بخودی نے اسے دامن میں چھپا رکھا ہے
 ہوش اب پا نہیں سکتے ترے دیوانے کو
 سجدے چوکھٹ پہ کریں خاک کو آنکھیں سے ملیں
 دیکھ لیں تجھ کو تو کعبہ کہیں بت خانے کو
 ان کے گیسو نے یہ اعجاز و کہا یا بیدم
 سونگھتے سونگھتے ہوش آگیا دیوانے کو
 آپ ہی کے تو یہ کرتوت ہیں سارے بیدم
 خیر سے آپ ہی اب آئے ہیں سمجھانے کو

.....☆.....

نہ رلا دور خزان صورت شبشم مجھ کو
 صحن گلشن نہ کئے دے صف ماتم مجھ کو
 خرو ملک سلیمان ہے گدائے درد وست

ذرہ اس کوچے کا ہے نیر اعظم مجھ کو
 مارے لیتے ہیں پریشان کئے دیتے ہیں
 یاد آ آ کے تیرے گیسوئے پر خم مجھ کو
 میکدہ کعبہ در میکدہ باب اکرام
 ساقیا جرد سے ساغر زرم مجھ کو
 مدقوق دل میں رکھا راز محبت پہاں
 تم نے رسوا کیا اے دیدہ پر نم مجھ کو
 ٹھہر لوں یار کے کوچے میں ذرا دم لے لوں
 چین دے گردش ایام کوئی دم مجھ کو
 بلبل زار کو بے گل کے قفس ہے گلزار
 تو نہ ہو جس میں وہ جنت ہے جہنم مجھ کو
 خوب رویا ہوں شب بھر گلے مل کر
 میں ترے غم کے لئے اور تیرا غم مجھ کو
 زخم دل کیلئے کافی ہیں سناء و نشر
 ان کے ہوتے ہوئے کیا حاجت مجھ کو
 گردش چرخ لئے جاتی ہے طبیبہ سے مجھے

اب پچا لیئے یا سید عالم مجھ کو
بیٹھے بٹھائے برولا دینے سے حاصل کیا ہے
کیوں سنا دیتے ہو افسانہ بیدم مجھ کو

.....☆.....

آیا ذرروں میں نظر نیرِ اعظم مجھ کو
کاسہِ دل میں ہوئی سیر دو عالم مجھ کو
جو خوشیِ حد سے بڑھی بن کے ملی غم مجھ کو
بن گیا خندہ گل نالہ ماتم مجھ کو
شکوہ چرخ کیا غم جو دیا کم مجھ کو
میں وہ غم دوست ہوں غم کا بھی ہوا غم مجھ کو
مرتبہ عشق نے بخشنا ہے وہ بیدم مجھ کو
قیس و فرہاد بھی لکھتے ہیں مکرم مجھ کو

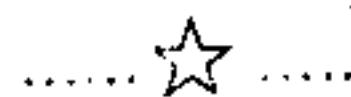
.....☆.....

میں وہ بلبل ہوں کہ مر جانے پر میرے صیاد

تھام کر دامن گل روئے گی شبِ نم مجھ کو
 تم ہو ہمدرد تو سو بار مجھے درد قبول
 تم ہو غنخوار تو پھر غم کا نہیں غم مجھ کو
 نامہ برجا تجھے اللہ سلامت لائے
 خوف رہتا ہے تری جان کا ہر دم مجھ کو
 ہو نہ ہو آج کوئی تازہ بلا آئے گی
 رخ پہ وہ زلف نظر آتی ہے براہم مجھ کو
 یاد ہے براہمی صحبت احباب مجھے
 یاد ہے یاد ہے وہ حشر کا عالم مجھ کو
 جب سے دیکھا ہے پسینہ ترے رخساروں پر
 چشمہ مہر ہے اک قطرہ شبِ نم مجھ کو
 کلفت ہجر ہی آخر بنی تدبیر وصال
 زخم ہی بڑھ کے ہوا زخم کا مرہم مجھ کو
 مانگ بیٹھا ہوں جو تنگ آکے میں مرنے کی دعا
 سارے ارمان نظر آتے ہیں براہم مجھ کو
 جب سے وہ مہر جہاں تاب تہ ابر حیپا

اک سیہ خانہ نظر آتا ہے عالم مجھ کو
 سب سے آزد گیون نے مری آزاد کیا
 اب صرت ہے صرت نہ یہ غم غم مجھ کو
 سخت جانی مری بے وجہ نہیں تھی قاتل
 دیکھنا تھا تری تلوار کا دم خم مجھ کو
 چاک پیرائی گل پہ ہے موقوف بہار
 آخر اک روز ہنمائے گا یہی غم مجھ کو
 منحصر ہے تری مرضی پہ مری موت و حیات
 سب پہ ہے یارِ خوشی تیری مقدم مجھ کو
 سوگ میں دیکھ کے ان کو میں خوشی بھول گیا
 مرگ دشمن کا بھی واللہ ہوا غم مجھ کو
 ہمنشین گردش تقدیر کا ممنون ہوں میں
 ڈھونڈھ کر دیتی ہے ہر روز نیا غم مجھ کو
 ناتوانوں سے ترے بار صرت نہ اٹھا
 غش پہ غش آیا کئے وصل میں پیغم مجھ کو
 آج لائی ہے نہ کل لامگی بوئے گیسو

روز بیدم یوں ہی دیتی ہے صبا دم مجھ کو



یاد آ کر مجھے اے گیسوئے جاناں تم نے
 کر دیا اور پریشان کو پریشان تم نے
 چھیڑ دی خلد کی کیا حضرت رضوان تم نے
 بھی دیکھا ہے مدینے کا بیابان تم نے
 سمسائے دیوانہ کیا مجھ کو مری جان تم نے
 تم نے محبوب خدا اے شہ خوبان تم نے
 تیر کو دل سے نکالا تو وہ ہنس کر بولے
 کیوں جی دو روز بھی رکھا نہ پہمان تم نے
 فتنے رفتار کی لینے کو بلا میں اٹھے
 وہ چلی چال مرے سرد خرامان تم نے
 نہ فلک سے مجھے شکوہ نہ رقبوں سے گلا
 کھو دیا مجھ کو مرے حضرت وارمان تم نے
 جا رہے ہیں مرے ارمان انہیں لانے کے لئے

ایسے دیکھئے ہیں کہیں بے سرو سامان تم نے
 صبر و مظلومی و مسکینی و جانبازی کا
 خاتمه کر دیا اے شاہ شہیدان تم نے
 وہ چلے آتے ہیں ممنون تنا بیدم
 دیکھو دیکھے نہ ہوں گر بندہ احسان تم نے

.....☆.....

اتنا ہمیں بتلا دوپھر جو رو جفا کرنا
 کیا کرتے ہو عاشق سے اور چاہئے کیا کرنا
 کہنا تو برا کہنا کرنا تو برا کرنا
 غیروں کی سنی کہنا غیروں کا کہا کرنا
 تم دیکھو زمانے کو تم کو نہ کوئی دیکھے
 گھبراو اگر دل میں آنکھوں میں پھرا کرنا
 یہ پردہ نرالا ہے اور شرم انوکھی ہے
 بے پردگیاں دل سے آنکھوں سے حیا کرنا
 باز آؤں محبت سے یہ ہو ہی نہیں سکتا

تم لاکھ ستم کرنا تم لاکھ جفا کرنا
 مجنوں ہی تک اے لیلی موزوں تھا ترا پردہ
 بیکار ہے پھر چھپنا بے سود حیا کرنا
 جو بیٹھے ہوئے گھر میں سو فتنے اٹھاتے ہیں
 اک کھیل سمجھتے ہیں وہ حشر پا کرنا
 اتنا نہ ہوا تم سے یہ درد جگر کے ہوتے
 دعواۓ مسحائی اب سے نہ کیا کرنا
 بیکار محبت کو جب جینے سے نفرت ہے
 پھر کیسی دوا بیدم اور کس کا دعا کرنا

.....☆.....

پینے سے کام ملے پیر خرابات مجھے
 تیرے میخاروں کا صدقہ تری خیرات مجھے
 کام ہے اشک بہانے ہی سے دن رات مجھے
 اب تو ہر فصل میں ہے موسم برسات مجھے
 ہائے ناکامی قسم نے کہاں سے پھیرا

لے کے آیا تھا جہاں شوق ملاقات مجھے
 صحح ہونے ہی نہ دوں لاکھ قیامت ہو جائے
 پانچھ آ جائے اگر دصل کی اک رات مجھے
 درد دل، سوز جگر، حسرت و حرماء و قلق
 حضرت عشق نے بھیجی ہے یہ سوغات مجھے
 جب نظر آئیں ترے عارض و گیسو وارث
 دن ہے عید اور شب قدر ہے وہ رات مجھے
 آپ کی دید کا کس منہ سے میں ارمان کروں
 یاد ہیں طور کے انداز ملاقات مجھے
 کوچہ یار میں جنت کی صلاحیں زائد
 بخشے بخشے اے قبلہ حاجات مجھے
 میں وہ میکش ہوں کہ جب مل گئی پی لیتا ہوں
 اس میں آتی نہیں پابندی اوقات مجھے
 قصہ وامق و فرہاد میں بھول بیدم
 جب ہے معلوم ہوئے ہیں ترے حالات مجھے

.....☆.....

دل لیا جان لی نہیں جاتی
 آپ کی دل لگی نہیں جاتی
 سب نے غربت میں مجھ کو چھوڑ دیا
 ایک مری بیکسی نہیں جاتی
 کیسے کہہ دوں کہ غیر سے ملنے
 ان کہی تو کہی نہیں جاتی
 خود کہانی فراق کی چھیڑی
 خود کہا بس سنی نہیں جاتی
 خشک و کھلاتی ہے زبان تلوار
 کیوں میرا خون پی نہیں جاتی
 لاکھوں ارمان دینے والوں سے
 ایک تسکین دی نہیں جاتی
 جان جاتی ہے میری جانے دو
 بات تو آپ کی نہیں جاتی
 تم کہو گے جو روؤں فرقہ میں

کہ مصیبت سہی نہیں جاتی
 اس کے ہوتے خودی سے پاک ہوں میں
 خوب ہے بخودی نہیں جاتی
 پی تھی بیدم ازل میں کیسی شراب
 آج تک بخودی نہیں جاتی

.....☆.....

کثرت میں جو سمجھا ہے کہ وحدت ہی نہیں ہے
 وہ واقف اسرار حقیقت ہی نہیں ہے
 تم آئے تو وہ رنگ طبیعت ہی نہیں ہے
 بیکار محبت کی وہ حالت ہی نہیں ہے
 اللہ کے ہوتے ہوئے بندوں کی پرستش
 اے مرد خدا کیا تجھے غیرت ہی نہیں ہے
 میں ہوں مرے ارمان وہ ہیں ان کی حیا ہے
 خلوت میں بھی تقدیر سے خلوت ہی نہیں ہے
 پڑھنے کو مل جائے جو وہ سایہ دیوار

پھر خلد میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے
 سر رکھ دیا خود بڑھ کے تری تنغ ادا پر
 کیا اب بھی مجھے شوق شہادت ہی نہیں ہے
 مصروف جفا ہیں کبھی مصروف تم ہیں
 جب جائیئے سنئے ہمیں فرصت ہی نہیں ہے
 پورا ہوا جو عاشق کا وہ ارمان ہی کیسا
 جو دل سے نکل جائے وہ حسرت ہی نہیں ہے
 کس طرح نظر آئیں ترے حسن کے جلوے
 مجبور ہے زاہد کو بصیرت ہی نہیں ہے
 غصے میں چلے آئے ہیں وہ قتل کو میرے
 اس وقت انہیں پاس نزاکت ہی نہیں ہے
 طومار تھے شکوؤں کے انھی حضرت بیدم
 وہ آئے تو کچھ حرف و حکایت ہی نہیں ہے

.....☆.....

کل تھی وہ آج آپ کی صورت ہی نہیں ہے

وہ پھول سے رخاروں کی رنگت ہی نہیں ہے
 تنهائی خیالات پریشان الہم و درد
 اک جان کی لیوا شب فرقہ ہی نہیں ہے
 جو آتے ہو کر جاتے ہو تم حشر کا وعدہ
 یہ کیا ہے جو ہر روز قیامت ہی نہیں ہے
 انداز و ادا نازو کرشمہ بھی بلا ہے
 کچھ مونی ظالم تیری صورت ہی نہیں ہے
 جو اشک ان آنکھوں سے گرا ہے ترے غم میں
 اس گوہر نایاب کی قیمت ہی نہیں ہے
 کیونکر میں نہیں کوتری جانب سے سمجھ لوں
 انکار کریموں کی تو عادت ہی نہیں ہے
 جب ان سے بیان کچھ تکلیف جدائی
 کہہ دیتے ہیں یہ شرط محبت ہی نہیں ہے
 رسوانہ کھلے بند کرو حضرت واعظ
 کیا دختر رز صاحب عصمت ہی نہیں ہے
 جن خاک دریا زار ہوا کسیر کا طالب

واللہ وہ بیمار محبت ہی نہیں ہے
جب روز ازل ہی سے میں سرشار ہوں بیدم
پھر پینے کی تا حشر ضرورت ہی نہیں ہے



مستزاد

آفت میں پھنا ہوں میں دل اس بت سے لگا کر
ایمان گنو کر
دشمن سے بھی کہتا ہوں مرے حق میں دعا کر
جب یاد خدا کر
لے حشر کا دن بھی ہے قیامت بھی پا ہے
اب دیکھتا کیا ہے
چلمن کو ہٹا وعدہ دیدار وفا کر
دیدار دکھا کر
تو نے تو مجھے پھونک دیا سوز محبت
اکے آتش وقت

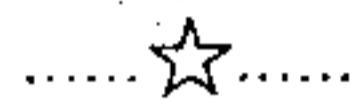
بڑھتی ہی گئی جتنا رکھا تجھ کو دبا کر
 سینے میں جلن
 تقدیر تو دیکھو جنہیں محبوب بنایا
 دل جن سے لگا کر
 وہ چلتے ہوئے جان کو اک روگ لگا کر
 آفت میں پھسا کر
 بیدم نے تیرا شکوہ کیا ہے نہ کرے گا
 خاموش رہے گا
 تو شوق سے ہر روز جفاوں پر جفا کر
 بیداد کیا کر

.....☆.....

مجھی سے پوچھتے ہو میں ہی بتلا دوں کہ تم کیا ہو
 تجھی طور سینا کی مرے گھر کا اجالا ہو
 مسلمان نا مسلمان گھر کافر ہو ترسا ہو
 وہی اچھا ہے اے جان جو تری نظروں میں اچھا ہو

تمہارا تو ادا سے مارنا بھی زندہ کرنا ہے
 کسی کا کوئی عیسیٰ ہو مرے تو تم میجا ہو
 میں خوش ہوں ہجر کی ساری بلاعین مرے سر جائیں
 مگر اے گیسوئے جاناں نہ تیرا بال بیکا ہو
 ذرا کچھ اور بھی ہمت نکل جائے مری حسرت
 وہ آتا ہے نظر باب اثر اے ناتواں آہو
 کسی کی نیچی نظروں نے کیا کار میجانی
 انوکھی بات ہے بیمار سے بیمار اچھا ہو
 یہ جس نے کہہ دیا تم بے نقاب آؤ قیامت میں
 کسے منظور تھا اور حشر میں اک حشر برپا ہو
 میں کہہ سکتا ہوں لیکن آپ میرا منہ نہ کھلوائیں
 سمجھ لیں آنکھوں ہی آنکھوں میں جو میری تمنا ہو
 وہ سن کر شکوہ ظلم و ستم جھنجھلا کے کہتے ہیں
 کہ ہم نے کب کہا تھا ہم حسین ہیں تم ہمیں چاہو
 تمہاری جستجو جس جس جگہ لے جائے، جائیں گے
 ہمیں اس سے غرض کیا ہے وہ کعبہ ہو کلیسا ہو

وہ دلداری کا وعدہ کرتے ہیں بیدم قسم کھا کر
تصدق کر دو تم بھی جان کو اب دیکھتے کیا ہو



نہ آئے وہ شب وعدہ ملا ہو کہ نہ ہو
یہ چال ہے تو کوئی پامال ہو کہ نہ ہو
مریض ہجر کو جینا محال ہو کہ نہ ہو
بنی ہے جان پہ اب جی نڈھال ہو کہ نہ ہو
کسی کے ہوں تو وہ میرے نہ ہوں عدو کے سہی
کسی کا ہوا وہ نہیں، میرا خیال ہو کہ نہ ہو
کہاں کی داوی وفا جمع قیامت میں
وہ چپ کھڑے ہیں مجھے افعال ہو کہ نہ ہو
میں سن چکا ہوں کہ ہو گا وصال بعد فنا
تو کہئے پھر مجھے جینا و بال ہو کہ نہ ہو
جہاں شراب ترے ہاتھ سے ملی پی لی
ہمیں غرض نہیں اس سے حلال ہو کہ نہ ہو

ہم ان کے مشقِ تصور کی بن گئے تصویر
 انہیں بلا سے ہمارا خیال ہو کہ نہ ہو
 میں تیرے رونے سے روتا ہوں مرگِ دشمن پر
 ترے ملاں کا مجھ کو ملاں ہو کہ نہ ہو
 غنی ہے دولت عرفان سے آپ کا بیدم
 بلا سے صاحبِ مال و منال ہو کہ نہ ہو



کسی کے کاکل و رخ پر شار ہم بھی ہیں
 شکار گردش لیں و نہار ہم بھی ہیں
 نسم صح لئے چل ہمیں بھی ساتھ اپنے
 کہ تیری طرح غریب الدیار ہم بھی ہیں
 یہ عین وصل میں مرغ سحر نے کیا کہہ دی
 وہ آب دیدہ ہیں اور اشکبار ہم بھی ہیں
 نگاہ گرم سے ائے آفتاب حشر نہ دیکھے
 غلام وارث گردوں وقار ہم بھی ہیں

بھلوں کے بعد بروں پر بھی اک نگاہ کرم
 کہ تیرے بندوں میں پروردگار ہم بھی ہیں
 دراز دست کرم جب ہوا غریبوں پر
 تو بول اٹھا دل امیدوار ہم بھی ہیں
 شراب پیتے ہیں لیکن نہ اس طرح بیدم
 کہ بہکیں اور کہیں باوہ خوار ہم بھی ہیں

.....☆.....

ازل سے شیفتہ روئے یار ہم بھی ہیں
 فروغِ حسن کے آئینہ دار ہم بھی ہیں
 سُنگھادے بوئے گل اک بار تو ادھر لا کر
 اسی چمن میں نیم بہار ہم بھی ہیں
 مٹھپر مٹھپر دل بیتاب چل رہے ہیں دیں
 اکیلا تو ہی نہیں بیقرار ہم بھی ہیں
 عبٹ ہے قیس کو ناز اپنی جوش وحشت پر
 قدیم عشق کے خدمت گزار ہم بھی ہیں

ملے عروج نہ کیوں ہم کو خاکساری میں
 کہ اے صبا کسی در کے غبار ہم بھی ہیں
 ہمارے عفو گنہ پر پکار اٹھے زاہد
 کہ پر گناہ تو اے کردگار ہم بھی ہیں
 ہر ایک بات پر ہم سے بھی کیا قسم لو گے
 عدو کی طرح سے بے اعتبار ہم بھی ہیں
 ہمیں خدا کیلئے اے صبا خراب نہ کر
 کسی گلی کے تو آخر غبار ہم بھی ہیں
 ہزار بار اگر ہو چکی عدو پر نظر
 تو مستحق کرم ایک بار ہم بھی ہیں
 ہمیں بھی چھپھے کرنے دے باغبان کچھ دن
 کہ بلبل چمن روزگار ہم بھی ہیں
 اگر وہ زینت پہلوئے غیر ہیں بیدم
 تو حرتوں سے یہاں ہمکنار ہم بھی ہیں

.....☆.....

نبی پیش نظر ہیں قلب میں خالق کا جلوہ ہے
 مری آنکھیں مدینہ اور میرا دل ہی کعبہ ہے
 ارم کہتے ہیں جس کو وہ بیان ہے مدینہ کا
 یہ جنت جس کے چرچے ہیں ترے روپہ کا نقشہ ہے
 تجلی میری آنکھوں کی ترے عارض کا پرتو ہے
 یہ جلوہ گاہ ہے تیری یہ جلوہ تیرا جلوہ ہے
 کوئی کوہ نہیں ہے جلوہ فرماخانہ دل میں
 خیال وصل پھر آنا ابھی پردہ ہے پردہ ہے
 یہ مانا رشتی عصیان سے خستہ حال سے بیدم
 خدا یا رحم کر آخر تو وہ تیرا ہی بندہ ہے

.....☆.....

مرادل اس پہ نازاں ہے کہ دل ہوں پر میں وہ دل ہوں
 زمانہ جس کا مجنوں ہے میں اس لیلی کا محمل ہوں
 ترپنا بھی نہ آتا ہو جسے وہ مرغ بدل ہوں
 جو اپنی ہی گئی میں جل بجھے وہ شمع محفل ہوں

صبا میرے تن کا ہیدہ کو تو ہی اڑا لے چل
 کہ دور افقارہ ہوں درماندہ ہوں گم کردہ منزل ہوں
 مقرر ہے دل کہ وہ آئین تو مجھے میں کیا کریں آ کر
 سراپا غم کدیکی شکل ہوں اندوہ غزل ہوں
 مرا خون بھی وہ جلوہ ہے کہ سر پر چڑھ کے بولے گا
 سر محشر پکار اٹھو گے تم میں تیرا فال ہوں
 لئے بیٹھا ہوں میں اپنا دل صد پارہ محفل میں
 کوئی اک دل سے شامل ہو تو میں سو دل سے شامل ہوں
 خدا رکھے مری مستی کا زاہد کیا تحکانہ ہے
 یہاں تک بخودی ہے اپنی مستی سی بھی غافل ہوں
 میں آواز جرس ہوں ہمتشیں یا نگہت گل ہوں
 کہ سب سے دور بھی ہوں اور میں پہرے میں شامل ہوں
 نہیں معلوم کیا کہہ کر چھری پھیری تھی گردن پر
 کہ شہرگ بے صدار آتی ہے میں ممنون قاتل ہوں
 تم پر ناز ہے ان کو مجھے ضبط و تحمل پر
 جفاوں میں وہ لیکتا میں وفاداری میں کامل ہوں

انہیں محفل سے کیوں مرے نکلوانے کی کوشش ہے
 نصیب دشمن کیا غیر کی میں حسرت دل ہوں
 وہ آسان ہوں کہ آسانی سی ہر مشکل میں پھنس جاؤں
 نہ آسانی سے جو آسان ہو وہ دشوار مشکل ہوں
 نہ دل اس زلف میں پھستا نہ مجھ پر بلا آتی
 اسی کمجحت کے ہاتھوں میں پابند سلاسل ہوں
 شکایت ان سے جب کرتا ہوں اپنی بیقراری کی
 تو کہتے ہیں کہ کیا میں باعث بیتابی دل ہوں
 گلستانِ جہاں میں نگہت گل کی طرح بیدم
 جدا بھی ہوں اسی مجمع سے جس مجمع میں شامل ہوں
 میرے سر پر ہے بیدم سایہِ محبوب سجائی
 غلام قادری ہوں تیس مرید شیخِ کامل ہوں



وہی قصر وہی گلزار بھی ہے جو وہ یار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
 گل وغیرہ ہے فصل بہار بھی ہے وہ نگار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہی دل وہی دیدہ و عقل و خرد وہی حسرت و یاس و امید و قلق
 وہی گردوش لیل و نہار بھی ہے جو قرار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
 کبھی سکتہ ہے اور کبھی آہ و فغان کبھی درد جگر کبھی سوز نہاں
 دل غمگین ہے اور غم یار بھی ہے غم خوار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
 وہی تخت تحمل مسند جسم وہی ماہی مراتب جاہ و حشم
 وہی قصر وہی دربار بھی ہے سرکار نہیں تو کچھ بھی نہیں
 وہی بیدم خستہ جگر بھی سہی وہی مشکل کلیم نظر بھی سہی
 وہی طور وہی طومار بھی ہے دیدار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

.....☆.....

جان پر بن گئی اب وقت میجائی ہے
 تیرے در پر خلش درد جگر لائی ہے
 ساقیا پھول کی چل جائے تو ہم یہی سمجھیں
 ایسے آنے کو تو ہر سال بہار آئی ہے
 کوچھ یار میں ٹھاٹھ سے جاتا ہوں میں
 پیچھے میں ہوں مرے آگے مری رسوائی ہے

آئینہ خانہ بنی جلوہ گر ناز تری
تیرا حیرت زده آپ اپنا تماشائی ہے
کوئی کہہ کر انہیں سمجھائے تو کیونکر سمجھائے
قابل دید ہماری شب تہائی ہے
دل برسرائے در پیر مغان پر آ کر
جب تو ہم جانیں کہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دشتِ دل کا مرے شوق سے چرچا کیجئے
میں جو بدنام ہوا آپ کی رسوائی ہے
سر شور پیدہ کے سو ٹکڑے ہوئے در پہ ترے
لیکن اب تک بھی وہی شوق جیسی سائی ہے
اپنے بیمار کا بھی تم سے مداوا نہ ہوا
بس اسی برتے پر دعوئے میجاہی ہے
عشق میں دل نے یہ کہہ کہہ کے بڑھائی بہت
دو قدم اور چلو کوچھ رسوائی ہے
اس پر مسرور ہے دل آیا ہے پیغام وصال
یہ خبر ہی نہیں کم بخت کی موت آئی ہے

جب کھلی چشمِ حقیقت تو یہ دیکھا بیدم
کہ تماشا بھی وہی ہے جو تماشائی ہے

.....☆.....

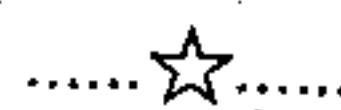
بُل کیا نہ تیر نہ شمشیر دیکھئے
جادو بھری نگاہوں کی تاثیر دیکھئے
چہرہ ہے شرح سورہ والشمس تو یہ زلف
واللیل ادا سمجھی کی ہے تفسیر دیکھئے
میں آپ ہی کے نام کوڑتا رہا ہوں رات
شاهد ہیں اس کے نالہ شبکیر دیکھئے
آئینہ خانے میں متوجہ ہے چشمِ شوق
تصویر دیکھئے کہ یہ تنور یہ دیکھئے
آوار گانِ عشق کا کیا پوچھتے ہو گھر
یہ طوق ہے یہ حلقة زنجیر دیکھئے
ہنسے کو لاکھ ہنسے مگر دل میں فرق ہے
بل کھا رہی ہے زلف گرہ گیر دیکھئے

بیدم غبار بن کے رہا کوئے یار میں
مشی میں مل کے پائی ہے جاگیر دیکھئے

.....☆.....

اٹھو کہ وقت مناجات ہے مسلمانو
یہ رات قاضی حاجات ہے مسلمانو
اٹھو اٹھو کہ فرشتے جگا کے کہتے ہیں
یہ وقت لطف عنایات ہے مسلمانو
اٹھو کہ ماہ عرب کی ہے چاندنی پھیلی
اٹھو کہ نور بھری رات ہے مسلمانو
اٹھو جو چین سے سوہنا ہے تم کو مرقد میں
یہ رات کان فیوضات ہے مسلمانو
جو دن صیام کے کان عطا و بخشش ہیں
تورات عین فیوضات ہے مسلمانو
وہ واضحی کی شرح اور یہ معنی واللیل
عجیب دن ہے عجب رات ہے مسلمانو

شجر حجر درودیوار جاگیں تم نہ اٹھو
 بڑے ہی شرم کی یہ بات ہے مسلمانو
 جگانا چاہو جو سوتے ہوئے مقدر کو
 نہ سو آج کوئی بات ہے مسلمانو
 جو سویا کہو یا جو جاگا سو پا گیا مقصود
 ہزار بات کی اک بات ہے مسلمانو
 نزول رحمت باری کی ہے گھڑی جاگو
 اٹھو کہ نور کی برسات ہے مسلمانو
 اٹھے خدا کے پیارے رسول کے جانی
 ہزار آفریں کیا بات ہے مسلمانو
 جو چاہو مانگ لو بے پردہ ہیں خدا و رسول
 یہ وقت رفع حجابت ہے مسلمانو
 تھہر تھہر کے چلے قافلہ مدینے کا
 یہ لطف قطع مسافت ہے مسلمانو
 مدینے پہنچو تو بیدم کے جھرے پہنچانا
 یہی غریب کی سوغات ہے مسلمانو



خوشی کے ساتھ تحریر بھی کچھ نگاہ میں ہے
 کلیم خیر سے کیا آج جلوہ گا میں ہے
 کوئی مہر میں خوبی حسن ماہ میں ہے
 بھلا وہی جو بھلا آپ کی نگاہ میں ہے
 چڑا نہ آنکھ نظر چار کر میں دیکھوں تو
 مجھے ہے شبہ مرا دل تیری نگاہ میں ہے
 ہوئے ہیں دن یہاں کشتگان حضرت دید
 سنبھل کے چلنے کہ آنکھوں کا فرش راہ میں ہے
 میں سو رہا ہوں تصور میں وصل حال کے
 نصیب ہے کہ وہ بیدار خوابگاہ میں ہے
 کسی کی زلف میں ہوتی تو حسن کہلاتی
 یہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں ہے
 عدو ہے میں ہوں حیا بھی ہے شوختیاں بھی ہیں
 زمانے بھر کی سمائی تری نگاہ میں ہے
 میں کیا بتاؤں تمہیں حال رفتگان عدم

کوئی ہے زیست منزل تو کوئی راہ میں ہے
 تعینات سے گزرے تو یہ نظر آیا
 جو ذرے میں ہے وہی جلوہ مہر و ماہ میں ہے
 ہزار کرتی ہے مایوس بے رخی تیری
 امید عفو مگر چشم عذر خواہ میں ہے
 اثر ملے تو اسے دے کے لے رسید اس کی
 ہمارا نامہ غم جیب پیک آہ میں ہے
 مرا رہا تو حقیقت ہی کیا مرے دل کی
 بس ایک چیز ہے جب تک تیری نگاہ میں ہے
 ذرا لیا کوئی احسان جھک گئی گردن
 مرے لئے تو یہاں بار کوہ میں ہے
 کس ایسے نور کے پنکے سے لڑ گئی ہے نظر
 کہ آفتاب ہی ذرا میری نگاہ میں ہے
 وہ کہہ رہے ہیں مرے دل کی اضطرابی پر
 کہ مدعی سے بھی تیزی سوا گواہ میں ہے
 سنا ہے حضرت بیدم نے آج توبہ کی

خوشی شیوخ میں ہے وہوم خانقاہ میں ہے



عدو کے پھولوں کی یہ آبرونگاہ میں ہے
کہ ایک پھول اسی کا تری کلاہ میں ہے
وہی ہے دل میں جو کرتا ہے میرے دل کو تباہ
جو خون رلاتی ہے صورت وہی نگاہ میں ہے
جلائے مارے گرائے اٹھائے مت کرے
میں اس کے صدقے یہ تاثیر جس نگاہ میں ہے
جو دل سے نکلے تو شعلہ کہو شرارہ کہو
نہیں تو آہ میں کچھ ہے نہ واہ واہ میں ہے
اسی میں چن کے ملے کاش شربت دیدار
یہ ایک ہلکا سا پردہ جو جلوہ گاہ میں ہے
خطا یہ ہے کہ خطا کیوں نہیں ہوئی مجھ سے
میں بے گناہ ہوں تعزیر اس گناہ میں ہے
کہاں ہیں غیر بلا و مقابلہ ہو جائے

کہ امتحان وفا آج قتل گاہ میں ہے
 کسی کو مل کے کیا زندہ تو کسی کو ہلاک
 عجیب طرح کی تاثیر اس نگاہ میں ہے
 کلمہ کس سے مخاطب ہے نترانی گو
 تمہارے ساتھ کوئی اور جلوہ گاہ میں ہے
 سنہبھل کے منزل الفت کو طے کرو بیدم
 کہ طغراہ لفظ تادب کا میل راہ میں ہے

.....☆.....

مرا اشارہ یہ خبر سے قتل گاہ میں ہے
 کہ اک فلک کا ستایا تری نگاہ میں ہے
 اگرچہ ہونے کو دشمن بھی قتل گاہ میں ہے
 مگر شہید وفا آپ کی نگاہ میں ہے
 حسین یوں تو ہزاروں ہیں پر وہ بات کہاں
 جو بانکیں مری اس بانکے کچھ کلاہ میں ہے
 تری نہیں میں ہے ہاں ہاں میں نون مضمر بنیں

کہ جیسے نفی سے اثبات لالہ میں ہے
 تمہارے شیخ و برہمن ہیں دونوں حلقہ بگوش
 یہ بتکدے میں ہے وہ اپنی خانقاہ میں ہے
 مٹا دیا مری آشفة خاطری سے مجھے
 نہ لطف طاعت حق میں نہ کچھ گناہ میں ہے
 کلیم میں نے بھی دیکھا نہیں اگر اس کو
 تو کس کے حسن کا جلوہ مری نگاہ میں ہے
 مقام عشق میں محمود اور ایاز ہیں ایک
 یہاں تو فرق گدا میں نہ بادشاہ میں ہے
 یہ بے بلائے ہوئے کون آ گیا مرے گھر
 لو اب تو سمجھے کہ تاثیر میری آہ میں ہے
 دل ان کی مانگ میں صبر و قرار کھو بیٹھا
 یہ کیسی لوٹ مسافر کی شاہراہ میں ہے
 کسی نے حکم دیا اور کسی نے کی تعییل
 اسی قدر مری شرکت مرے گناہ میں ہے
 قیامت آئی کہ اس شے سے ہٹ گئی ہے نقاب

یہ آج کیا ہے کہ اک دھوم جلوہ گاہ میں ہے
 نکل رہا ہے ادھر میان سے ترا خنجر
 ادھر سے موت مری چل چکی ہے راہ میں ہے
 مقام وصل فنا و بقا سے آگے ہے
 سنا ہے حشر کا میدان اس کی راہ میں ہے
 نکل کے دل سے پھر برین کے پار گیا
 حضور دیکھئے یہ توڑ تیر آہ میں ہے
 ہمیں تو ان کی عطا کا ہے آسرا بیدم
 نہ اپنے نالوں میں تاثیر ہے نہ آہ میں ہے

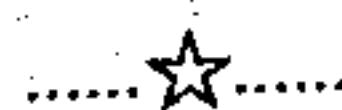
.....☆.....

قتل عاشق کیلئے جب عشق سامان لے چلا
 ڈھونڈ کر حسن ملاحظ بھی نہ ک دان لے چلا
 دل کو ساتھ اپنے خیال دید جاناں لے چلا
 گھر بھی ساتھ اپنے ہمارے گھر کا مہمان لے چلا
 تیرگی چھائی خیا کا سازو سامان لے چلا

روشنی گھونگھٹ لگا کر روئے تباہان لے چلا
 بعد مجنوں کے جنون وحشت کا سامان لے چلا
 دھجیاں دامن کی میرے گریبان لے چلا
 حضرت دیدار داغ ہجر امید وصال
 بے سرو سامانیوں پر بھی یہ ؟ لے چلا
 اے دل بیتاب کل کی ذلتیں بھی یاد ہیں
 پھر اسی کوچے میں ہم کو دشمن جان لے چلا
 لے چلا کیا بزم ہستی سے دل حرام نصیب
 یاس و حضرت لے چلا غمہائے ہجران لے چلا
 دائے محرومی کہ میں دیدار جاناں کے عوض
 بھر کے آنکھوں میں غبار کوئے جاناں لے چلا
 پارگاہِ عشق میں نذرانہ حسن و جمال
 میں دل مجروح اور یہ چشم گریان لے چلا
 دیکھ بیدم اشتیاق دید بھی کیا چیز ہے
 مجھے زار و ناتوان کو پاپہ جولان لے چلا

.....☆.....

وہ زہر کو سمجھے ہیں کہ داروئے شفا ہے
 شیشے میں بھرا ہے
 کہتے ہیں یہی درد محبت کی دوا ہے
 پی دیکھتا کیا ہے
 یاد آ گئی تازہ ہوئے پھر زخم نہانی
 لو مرنے کی ٹھانی
 درد آج مرے سینے میں کچھ کل سے ہوا ہے
 جی الجھا ہوا ہے
 کیا پوچھتے ہو عشق و محبت کے کرشے
 یہ طول ہیں قصے
 آزاد کوئی کوئی گرفتار بلا ہے
 اک حشر ہے
 کیوں آتی ہے روز اے شب فرصت ہے
 کیا تجھ کو مرے خانہ دیران میں دھرا ہے



بیکار ہیں تدبیریں عبث کوش بے جا
ہو گا وہی بیدم جو مقدار میں لکھا ہے
جو حکم خدا ہے

.....☆.....

ہوائے دو سوز غم مرے دل کی تمنا ہے
ہر اشک دیدہ پر نم مرے دل کی تمنا ہے
شب غم میں شریک غم مرے دل کی تمنا ہے
رفیق و مونس و ہدم مرے دل کی تمنا ہے
کسی فرقت میں سوز غم مرے دل کی تمنا ہے
کبھی یہ دیدہ پر نم مرے دل کی تمنا ہے
مر جان حزین طیبہ میں چھوڑے جسم خاکی کو
یہ اے فخر بنی آدم مرے دل کی تمنا ہے
تری چوکھٹ ہوا میرا سر ہو جدا ہوں تجھیت کے
بھی اے قبلۃ عالم مرے دل کی تمنا ہے

سوائے درد و کلفت اور کوئی پہل نہیں دیتی
 جب شاخ نہال غم مرے دل کی تمنا ہے
 الہی جان لیں وہ بھی کہ ہم پر مت گیا کوئی
 وہ میرا خود کریں ماتم مرے دل کی تمنا ہے
 بھری محفل سے دشمن کو عبث سے تم نے نکلوایا
 نکلنے کے لئے کیا کم میرے دل کی تمنا ہے
 زمانے بھر کی رسوائی ہو مجھ کو عشق میں حاصل
 بھلی ہو یا بڑی تباہم میرے دل کی تمنا ہے
 تمہیں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں کعبہ میں کلیسا میں
 تمہارے راز کی محروم میرے دل کی تمنا ہے
 دکھاتی ہے مجھے گھر بیٹھے نقشہ سازنے عالم کا
 میری آنکھوں میں جام جم میرے دل کی تمنا ہے
 دکھائے دیتی ہے دنیا کو نقشہ حضرت دل کا
 بڑی کمیخت نامحروم میرے دل کی تمنا ہے
 عبث ان کی خلاف وعدگی مجھ کو رلاتی ہے
 رلانے کو مرے کیا کم میرے دل کی تمنا ہے

ہوا بند ہے نہ کیوں رنگ پریدہ روئے عاشق کا
 نشان عشق کا پرچم میرے دل کی تمنا ہے
 نہ کعبے سے غرض اور نہ بت خانہ سے مطلب ہے
 نئی دنیا نیا عالم میرے دل کی تمنا ہے
 مری بے جان حسرت میں اسی سے جان پڑتی ہے
 مجھے تو عیسیٰ مریم میرے دل کی تمنا ہے
 تمہاری سختیوں سے ٹوٹ جائے غیر ممکن ہے
 بہت مضبوط اور مستحکم میرے دل کی تمنا ہے
 اسی پر آرے چلتے ہیں اسی کے لکڑے ہوتے ہیں
 شہید ابروئے پرخم میرے دل کی تمنا ہے
 اسے غصے کی گرمی سے اڑا دو ہو نہیں سکتا
 بھلا کیا قطرہ شبنم میرے دل کی تمنا ہے
 کسی کی بے نیازی لے خبر آ کر غرض کیا ہے
 دل مجروح کا مرہم میرے دل کی تمنا ہے
 لبوں تک آ نہیں سکتا حرف آرزو کوئی
 کسی کے راز کی محروم میرے دل کی تمنا ہے

تری خاموشیوں نے مدعائے دل کو لے ڈالا
کبھی بیدل کبھی بیدم میرے دل کی تمنا ہے

.....☆.....

غبار وادیِ مجنون کو محل کی تمنا ہے
تمہارے بعد یہ پیا کو منزل کی تمنا ہے
نہائے خون حسرت شع قاتل کی تمنا ہے
گلا تلوار پر رکھ دے یہ بسل کی تمنا ہے
کمال عشق میں معشوق بن جاتا ہے ہر عاشق
گلے مجھ کو گلے شع قاتل کی تمنا ہے
شمگر ہے کوئی تقدیر سے کوئی ستم کش ہے
کوئی قاتل کی ہے اور کوئی بسل کی تمنا ہے
الہی درطہ طوفان غم میں غرق ہو جاؤں
میں وہ کشتی ہوں جس کو بعد ساحل کی تمنا ہے
خدا نے منتخب جس کو کیا اولاد آدم میں
ازل سے مجھ کو اس انسان کامل کی تمنا ہے

نایا ہے بہت کچھ اضطراب قلب مضطرب نے
 ہمیں مشکل کشا سے حل مشکل کی تمنا ہے
 بہار آئی ہے پھر سودا ہوا ہے زلف پیان کا
 مجھے پھر ان دنوں قید سلاسل کی تمنا ہے
 نہ لوں گا میں اگر آ کر خضر بھی آب حیوان دیں
 کسی کے ہاتھ سے زہر بلاہل کی تمنا ہے
 تمہارے حاصل کی خواہش ہو یا ترک محبت کی
 ہماری جان کی لیوا ہے جو دل کی تمنا ہے
 وہ آئے بے بلائے مدعای بھی ہو گیا حاصل
 مگر دل کو ابھی تک جذب کامل کی تمنا ہے
 کرم مشتاق سائل اور میں مشتاق کرم تیرا
 ترے سائل کو تیری تجھ کو سائل گی تمنا ہے
 کہاں سے لاوں کس سے لاوں کیونکر لاوں اے بیدم
 کروں کیا روز ان کو اک نئے دل کی تمنا ہے



گلوں کو باغ میں شور عنا دل کی تمنا ہے
 حسینوں کو بھی ارمانوں بھرے دل کی تمنا ہے
 نکالے دیتے ہو جس کو سمجھ کر غیر کی حرمت
 وہ میری آرزو ہے وہ میرے دل کی تمنا ہے
 ہمارے دل سے پوچھو جان لیلی اس تمنا نے
 انہیں کیا ہے انہیں تو دل لگی دل کی تمنا ہے
 بجا ہے غیر اچھا غیر کی ہر آرزو اچھی
 نہ میں اچھا نہ کچھ اچھی مرے دل کی تمنا ہے
 یہی فقرہ اڑا لایا مرا اپنے پریو کو
 ابھی دیتا ہوں تم کو کیا تمہیں دل کی تمنا ہے
 یہ مجھ سے دور ہو جائے تو وہ آ جائیں پہلو میں
 وہ ان کی آرزو ہے یہ مرے دل کی تمنا ہے
 نہ نکلے گی کبھی یہ جان کی دشمن نہ نکلے گی
 ابھی کیا کھیل ہے کیا دل لگی دل کی تمنا ہے
 عبث غصے میں تم نے آئینہ کو چور کر ڈالا
 یہ میں کب کہا تھا یہ میرے دل کی تمنا ہے

جسے میں کہہ نہیں سکتا جسے تم سن نہیں سکتے
وہی ہے آرزو میری وہی دل کی تمنا ہے
مری ہستی ہی کیا اور میں ہی کیا ہاں چج تو کہتے ہو
نہ میرا دل ہے کوئی شے نہ پچھے دل کی تمنا ہے
وہ جب آئینہ دیکھیں میری صورت سامنے آئے
انوکھی آرزو میری نئی دل کی تمنا ہے
وہ آئیں تو جو کانٹا سا کھلتا ہے نکل جائے
یہ نشرت ہے مرے پہلو میں یا دل کی تمنا ہے
مرے پہلو میں بیٹھے چٹکیاں لے لے کے کہتے ہیں
کہاں ہے آپ کا دل کس جگہ دل کی تمنا ہے
ہمارے جذب کامل نے کسی کے منہ سے کھلایا
تمنائے دل بیدم مرے دل کی تمنا ہے

.....☆.....

وہ کام کئے آ کر اک تیر نظر تو نے
چبٹے ہیں کلیجے میں لی دل کی خبر تو نے

زخمی کئے آتے ہی دل اور جگر تو نے
 چھوڑا نہ کوئی پہلو اے تیر نظر تو نے
 گھبرایا ہوا گھر سے یہ کون چلا آیا
 کیوں دیکھ لیا اب تو نے
 توڑا مرا دل تو نے اس دل میں مرا کیا تھا
 بر باد کیا ظالم اپنا ہی تو نے
 دشمن نے تو اس در سے اٹھوا ہی دیا ہوتا
 پر اٹھ کے بٹھایا ہے اے درد جگر تو نے
 کل محفل جانان میں اٹھ اٹھ کے بٹھایا ہے
 احسان کیا مجھ پر اے درد جگر تو نے
 تمہی کو برا کہتا واللہ نہیں کہتا
 اک بار بھی اے داعظ پی ہوتی اگر تو نے
 جو تیرنے لئے اپنی ہستی کو مٹا بیٹھا
 بھولے سے کبھی ظالم لی اس کی خبر تو نے
 ایمان رہا قائم تو خود ہی بتا بیدم
 قدموں پہ جب اس بست کے یوں رکھ دیا سرتونے

.....☆.....

سہرا

رخ نوشاد پہ ہے سایہ یزدان سہرا
 جیسے بسم اللہ ہے زیب سر قرآن سہرا
 ماہ چہرہ تو ضیائے مہ تباہ سہرا
 کیا ہے اس رخ سے ہے ہمدست و گریبان سہرا
 کہتی ہیں لائی ہیں پھولوں کا جو پربان سہرا
 باندھ لے باندھ لے اے رشک سلیمان سہرا
 قربان صل علی صل علی کہنے لگیں
 دیکھ کر آج ترا سرو خرامان سہرا
 صدق کر دیتے زلینغا کی طرح جانِ عزیز
 دیکھ لیتے جو تیرا یوسف کنعان سہرا
 نظر دیدہ بدین کی نگہبانی کو
 خرو حسن ہے نوشاد تو دربان سہرا
 چڑھ کے گوندھا ہے ہر اک پھول پہ سوبار درود
 کیوں ہو یمن و سعادات کا سامان سہرا

کیا یہ نوشے کے سرپاپ کی بلائیں لے گا
 سر کا آتا ہے جو نا گوشہ و امان سہرا
 یہ لکنا نہیں پھولوں کا ہے تحریک نشاط
 شادی و عیش کا ہے سلسلہ جنباں سہرا
 سر پہ ولہا کے رہے سایہ و امان حضور
 اور مبارک ہو اسے حضرت جیلان سہرا
 گلِ مضمون کا تو اک ہار بنائے بیدم
 لائے ہیں گلشن فردوس سے رضوان سہرا



شمیم صحیح دم نے جب نوازا اہل گلشن کو
 تو بھجوئے دیے پہلے مری شاخ نشیمن کو
 چھپاتے ہو عبشت گھونگھٹ میں اپنے روئے روشن کو
 ہوائے شوق نظارہ رکھے گی درپہ چلمن کو
 مرا سینہ پسند آیا خیال روئے روشن کو
 مبارک شمع قصر لا مکان صحرائے ایمن کو

کوئی حد ہے کہ دورت کی کہ جب قربت پر آتے ہیں
 تو سو سو حیلوں سے وہ جھاڑتے جاتے ہیں دامن کو
 جوانی نے انہیں بھی کشمکش میں ڈال رکھا ہے
 جھکاتی ہے حیا شوخی اٹھا دیتی ہے گردن کو
 موزن نے ازل میں مجھ سے انداز فغان سکیا
 بتائی طرز نالہ میں نے ناقوس برہمن کو
 قیامت ہے مرے دل کا دکھانا میں وہ بلبل ہوں
 کہ اے گل ایک نالہ میں ہلا دوں سارے گلشن کو
 دس اس بکے وار میں مرتے ہیں سواں کے اشارے میں
 میں خنجر پر تیرے ترجیح دوں گا تیری چتوں کو
 براہی کا عوض بھی میرے مذهب میں بھلائی ہے
 ہمیشہ یاد کرتا ہوں دعا کے ساتھ دشمن کو
 ترے ہاتھوں سے اے جوش جنوں میں شگ آیا ہوں
 گریبان سی نہ پایا تھا کہ پھاڑا تو نے دامن کو
 ذرا ہم بھی تو دیکھیں طور پر کیسی تجلی
 چمک کر پھونک دے یار چلن کو

نہ جانے کیا خیال آتا ہے اکثر جب وہ آتے ہیں
 بڑی حضرت سے پھروں میں میرے مدفن کو
 یہ ہے حب وطن غربت میں جب مجھ کو ملا کوتی
 تو میں نے دوست سے بھی پہلے پوچھا اپنے دشمن کو
 جہاں میں کوچھ جاناں میں پہنچا یہ گرمی دہڑ سے
 مرے نظارے سے کیوں ضعف آ جاتا ہے چلسن کو
 خدا یا اس آئے بحر و زnar کا رشتہ
 جناب شیخ نے چاہا ہے اک طفل برہمن کو
 تعجب ہے انہیں میں ان کے ٹھکراتے ہی جی اٹھا
 وہ آئے تھے فقط گھر سے مٹانے میرے مدفن کو
 تماشے کی طرح سے دیکھئے بے تابیاں میری
 تزانہ ہی سمجھ کر آپ سنئے میرے شیوں کو
 برنگ نگہت گل باغ میں ہوں اور نہیں ہوں میں
 یہ بھلی ڈھونڈتی پھرتی ہے کیا میرے نشیمن کو
 صلائے عقل و دانش کب ہے بیدم مانع وحشت
 نکل جاتا ہے مجھوں توڑ کر زنجیر آہن کو



میر ہو اگر قسم سے شاخ گل نشمن کو
 چپک کر بلبلیں سر پر اٹھا لیں صحن گلشن کو
 عجب کیا پھونک دے ان کی نگاہ گرم گلشن کو
 مثل ہے اک چنگاری جلا دیتی ہے خرمن کو
 سنبھل کر روندھنا اور شہسوار ناز مدفن کو
 مری خاک اڑے گی تاک کر تیرے ہی دامن کو
 اجڑا ہے صبا جس طرح سے میرے نشمن کو
 یونہی برپاد کرنا تھا مرے دشمن کے خرمن کو
 وہ وحشی ہوں کہ جب فارغ ہوا جیب و گریبان سے
 تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا صحرا کے دامن کو
 قفس میں بھی لپٹ جاتی ہے آ کر بوئے گل مجھے سے
 وہی الفت ہے میرے ساتھ اب تک اہل گلشن کو
 ادائے یار تیری سادگی پر جان جاتی ہے
 کوئی پوچھے میرے دل سے تیرے بیسا کھیوں کو
 سُخنی ہے اب تو میرے دل میں یوں نظارہ بازی کی

کہ بدلوں آنکھ کے پردے سے ان کی در کی چشم کو
 میں اس مردم شناسی اور سمجھہ کے صدقے ہو جاؤں
 سمجھہ رکھا ہے دشمن دوست کو اور دوست دشمن کو
 یہ قتل عام کی تکلیف کیوں سرکار فرمائیں
 اشارہ کیجئے مژگان کو ایما چشم پر فن کو
 زمین شعر کو رنگیں بناتی ہے زبان اپنی
 ہمارے چچھے لگشن بنادیتے ہیں لگشن کو
 کیا صد چاک اپنا سینہ یوں راہ رسائی دی
 نگاہ حضرت آگیں کا ہے کتنا پاس چشم کو
 کرے گا حشر میں غمازیاں یہ خون ناحق کی
 مرے مرے بھی پہلے تم تراشو اپنے دامن کو
 میرا پیغمبر واقف ہے ان کی بدزماجی سے
 کہ باتیں کر رہا ہے دیکھتا جاتا ہے چتوں کو
 خدا رکھے مرا سوز جگر بے طرح کام آیا
 اسی اک شمع نے روشن کیا ہے کنج مدن کو
 عجب تقسیم ہے قسام قسمت میں ترے صدقے

کہ بیتابی مجھے دی شوختیاں بس ان کی چتوں کو
 کن آنکھوں سے تو ان کا گھورنا دیکھا نہیں جاتا
 کہو تو خاک بھر کر بند کر دوں چشم روزن کو
 محبت مذہب اپنا صلح کل مشرب ہمارا ہے
 کریں گے شیخ کو آداب پالا گن بہمن کو
 خدا رکھے تمہارا نام مٹئے دو نشان میرا
 تم آؤ شوق سے آ کر مٹا دو میرے مدفن کو
 اگر بے پردہ ہو جاتا یقین ہے حشر ہو جاتا
 گرا دیں بجلیاں مجھ پر ہلا کر تو نے چلن کو
 جو کر دیتی ہے بلکڑے انتظار یار کی وحشت
 نگاہ منتظر کے تارے سیتا ہوں دامن کو
 وہیں بجلی بھی میری خوبی قسم سے گرتی ہے
 جہاں میں چار تنکے جمع کرتا ہوں نیشن کو
 ہمیں دونوں جہاں میں ہے اسی کا آسرا بیدم
 یہ کیوں کر ہو کہ پا کر چھوڑ دیں ہم ان کے دامن کو

.....☆.....

مشتراد

کعبہ و کلیسا میں وہ کہتے ہیں کہ کیا ہے
 سب سجدوں کی جا ہے
 ان کو تو مرے درد بھرے دل میں مزا ہے
 یاں رہنا روا ہے
 جب ان سے بیان کیجئے تکلیف جدائی
 اللہ رے جدائی
 فرماتے ہیں یہ دل کے لگانے کی سزا ہے
 چاہت مزا ہے
 رسم قفس و قید سے واقف نہیں اصلا
 سکھانا صیاد
 یہ طاہر دل تازہ گرفتار بلا ہے
 نازوں کا پلا ہے
 پرکالہ آتش ہے مری آہ شر بار
 پھونکا مرا گھر بار

مرا نہ مری خمن ہستی کا پتا ہے
 بس نام خدا ہے
 بیدم وہاں خط کی نہ پیامی کی رسائی
 کیونکر ہو سنائی
 بیکار ہیں نالے عبث آہ و بکا ہے
 اب ہونا ہی کیا ہے

.....☆.....

کلیسا میں ہو کعبہ میں ہو بہت خانے کے اندر ہو
 غرض یہ ہے کہیں ہو ان کا نظارہ میسر ہو
 بس اب اس کونہ پوچھو رہنے دو کیا کیا ہو کیونکر ہو
 کثاری ہو چھری ہو تیر ہو نشتر ہو خجڑ ہو
 مرا سران کی چوکھٹ ان کی چوکھٹ ہو مرا سران ہو
 اگر قسمت میں چکر ہے تو اس روپہ کا چکر ہو
 قیامت میں جو یارب تابش خورشید محشر ہو
 تو سر پر چتر بن کر سایہ دامان حیدر ہو

وہ آئیں جبکہ مشاق تھا آپ سے باہر ہو
 یہ کیا ملنا کہ جب ملنا نہ ملنے کے برابر ہو
 شہنشاہِ حسیناں ہو پر یزاوں کے افر ہو
 کوئی بہتر ہے عالم میں تو تم بہتر سے بہتر ہو
 بس اس میں شک نہیں عاشق نوازی ختم تم پر
 خدا رکھے تمہیں تم آفتاب ذرہ پروانہ ہو
 تمہاری صلح ہو یار اٹھنا دونوں قیامت میں
 کمان ہو جھک کے ملنے میں تو کچھ جان میں خنجر ہو
 میں لفظ شکر پر نامے کو اپنے ختم کرتا ہوں
 جو کہنے پر ہوں آمادہ تو اک شکوؤں کا دفتر
 قیامت سی قیامت ہے یہ تیرا بے نقاب آنا
 کہیں ایسا نہ ہو اے فتنہ گر و بالِ محشر ہو
 کہاں آنسو مرے دامن کہاں اس بحرِ خوبی کا
 خدا کی شان ہے اک قطرہ ناچیز گوہر ہو
 غلط سمجھا جو تم کو دشمن جان میری جان سمجھا
 قرارِ قلبِ مضر ہو نیم روح پرور ہو

لکھا ہو جس میں ان کے آستان پر جہبہ سا ہونا
 وہ قسمت میری قسمت ہو وہ میرا ہی مقدر ہو
 تمہارا عکس عارض گر پڑے صحن گلستان پر
 زبان برگ گل پر نعرہ اللہ اکبر ہو
 غبار قیس صرف اس خوف سے دب کرنہیں اٹھتا
 کہ محمل میں مبادا خاطر لیلی مکدر ہو
 ہوا ہوں دفن مل کر تن پہ خاک کوچہ جانان
 الہی اس تینیم سے نماز صحیح محشر ہو
 مجھے دنیا شراب دید ہی محشر میں اے ساقی
 اگر حصے میں زاہد کے سے تینیم و کوثر ہو
 میسر ہو اے کیا خاک اطمینان کہ بات
 حیات و موت جس کی منحصر ہاں اور نہیں پر ہو
 یہ حسرت ہے کہ بیدم زندگی ہو یا مرا مرنا
 جو کچھ ہونا ہے اب تو کوچہ جانان میں چل کر ہو



جو سر ہو خنجر ابرو مرا سر نذر خنجر ہو
 میں جی جاؤں اگر ایسی سرافرازی میسر ہو
 روانہ جب تیری جانب یہ قلب زارو مضطرب ہو
 تو پچھے یہ ہو آگے اس کے ارمانوں کا لشکر ہو
 بہار اس طرح اب کے دیکھنا ہم کو میسر ہو
 کہ ہم ہوں اور تم ہو میکدہ ہو دور ساغر ہو
 گرفتار محبت ہو کے آزادی میسر ہو
 جو لیلی بیڑیاں پہنانے تو مجنوں کا زیور ہو
 خداوند انہ جس میں الفت آل پیغمبر ہو
 وہ دل ہی نہیں بہتر ہے اس کا نام پتھر ہو
 بھلا ایسے مریض ہجر کو آرام کیوں کر ہو
 مسیحا کے دعا کرنے سے جس کا حال ابتر ہو
 میں دل ہی دل میں اس کو آئینہ رو کہہ تو گزرا ہوں
 غصب ہو گر خیال خاطر جاناں مکدر ہو
 کس کے پرذے کر ڈالے یہ کس کی دھجیاں کر دیں
 کہیں ایسا نہ ہو دست جنوں دامانِ محشر ہو

صروت بھی ہے دامن گیر اور لڑتے بھی جاتے ہیں
 جو غصہ ہو تو صاحب سامنے آنکھیں ملا کر ہو
 سراپا ان کا یہ کہنے کیلئے تیار ہوں لیکن
 کمرہ کا وصف لکھنے کیلئے عنقا کا شہپر ہو
 مشابہ یار کے ابرو سے ہو کر آبرو پائی
 نہیں تو ایک بل کہا یا ہوا لوہا بھی خنجر ہو
 میں اپنی دیدہ دیدار جو کا سرمہ آنکھوں گا
 اگر قسمت ہے خاک کوچہ، جاناں میسر ہو
 جہاں ہو ساحل مقصود دریائے محبت کا
 وہیں پر کشتی عمر رواں کا میری لنگر ہو
 دعا یہ ہے کہ یا رب یوں بسر ہو زندگی میری
 تو کل میرا تکمیل ہو قناعت میرا بستر ہو
 بڑھا دوں جوڑ کر طول شب فرقہ کے ٹکروں سے
 جو شکوؤں سے مرے کم وسعت دامان محشر ہو
 تمنا ہے کسی کی خوابگاہ ناز میں بیدم
 مری آنکھوں کے پردے ہوں مری پلکوں کی جھال رہو



پیارے نو شاہ پہنچ کر تے سر پر سہرا
 کیا اتراتا ہے اللہ اکبر سہرا
 بکھری جاتی ہیں لڑیں پھولوں کی رخساروں پر
 موتی اور پھولوں کی کرتا ہے نچادر سہرا
 بدھی شانے پہ حنا پاؤں پہ رخ پر عازہ
 ناز کرتا ہے تے سر پر پہنچ کر سہرا
 جس نے دیکھا تجھے خوش ہو کے بنائیں لیلیں
 زیب دیتا ہے کچھ ایسا تے رخ پر سہرا
 مالیں پھولوں کی لائیں گے مگر ہم بیدم
 لائے ہیں یہ در مضمون کا بنا کر سہرا

.....☆.....

لڑی ہیں جب سے آنکھیں مجھ کو دو بھر زندگانی ہے
 دل آکھ رہا ہے ان پہ اک دن جان جاتی ہے
 ہزاراں زاریاں صدقے تے پاپندر گیسو پر

ترے کوچے میں مرثنا حیاتِ جاودائی ہے
 لگا رکھا ہے سینے سے ترنے دردِ محبت کو
 اسے کیونکر مٹاؤں دل سے یہ تیری نشانی ہے
 عزیز و بعدِ مدت وہ تملے ہیں قتلِ عاشق پر
 مرے آگے سے ہٹ جاؤ کہ وقتِ جانفشاںی ہے
 یہ تیرے اٹھتے جو بن ہیں کہ فتنے ہیں قیامت کے
 بلا ہے قہر ہے آفت ہے یا تیری جوانی ہے
 غبارِ قیس ہر سو ڈھونڈتا ہے ناقہٗ یلائی
 خدا یا کیا ابھی تک اس کو شوق سا ربانی ہے
 تری ہر ہر ادا پر جان صدقے دلِ تصدق ہے
 ستم کو بھی سمجھتا ہوا کہ تیری مہربانی ہے
 تم اپنے مصطفیٰ رخ کی سنو تو داستان کہہ دوں
 فسانہ قیس و وامق کا گئی گزری کہانی ہے
 تصدق اپنے میخواروں کا صدقہ اپنے مستون کا
 وہ مے دے ساقیا جس میں نرورِ جاودائی ہے
 وہ آئیں بھی تو کیوں کر آئیں میں جاؤں بھی تو کیونکر

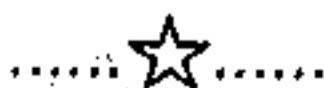
نزارت ان کو مانع مجھ کو عذر ناتوانی ہے
 کھلے تو ایسے کھل کھیلے کوئی ذرہ نہیں خالی
 مگر اک مجھ سے پردہ ہے مجھی سے نترانی ہے
 کیا بیدم مجھے شمشیر ابرو واہ کیا کہنا
 غصب کا کاٹ ہے تجھ میں قیامت کی روائی ہے



ہستراو

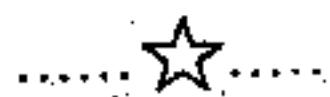
آنکھ برچھی کی انی تھی کہ سنجاںی نہ گئی
 دل کا خون ہو کے رہا
 جب پڑی سینے پہ میرے کبھی خالی نہ گئی
 جان کو ساتھ ہو
 کششہ ناز سے کہتی ہے یہ مقتل میں قضا
 کچھ بس نہ چلا
 تم بچاتے تو رہے جان بچانا
 نہیں کچھ بس نہ چلا

میکدے حرم و دیر و کلیسا میں گئے
 ہم جہاں جا کے رہے
 دل سے تو اتری تصور خیالی نہ گئی
 تجھ کو ہی سجدہ کیا
 زلف کے بھیس میں یہ کالی بلا آئی ہے
 یہ گھٹا چھپائی ہے
 یا یہ ناگن ہے کہ جو آپ سے پالی نہ گئی
 میرا دل آ کے ما دسا
 دل سی شے کہو کے وہ کہتے ہیں شکایت کیسی
 اب حکایت کیسی
 تم سے رکھی نہ گئی تم سے سنجھالی نہ گئی
 ہم سے بیجا ہی گلا
 تب کہا ان سے کہ پھر تم میرے دشمن سے ملے
 کہہ کے قائم نہ رہے
 بولے بیدم یہ تیری خام خیالی نہ گئی
 اور تیرا شک نہ گیا



سہرا

نو شاہ تیرا ہے وہ انوکھا سہرا
 نہ سنا ہم نے نہ اس شان کا دیکھا سہرا
 رشتہ اس کا نگہ چشم خدا بینا ہے
 پھولوں کی جا پہ ہے انوار کا گوندھا سہرا
 ہر روز ہے یا ماہ شب قدر ہے رخ
 یہ شعاعیں نظر آتی ہیں ہمیں یا سہرا
 نظارہ ہیں کل اہل نظر کی آنکھیں
 پھولوں کے سرے پہ ہے تار نظر کا سہرا
 جتنے احباب ہیں سب کچھ دعا ہے بیدم
 شادی راس آئے مبارک ہو خدا یا سہرا



میں مل کر غبار کوئے جانان ہو گیا
 مجھ نکلے سے عجب کارنامہ ہو گیا

وحشت دل رحم کر اب تو میں عریاں ہو گیا
 پر زے دامن کے اوڑے نکڑے گریبان ہو گیا
 جس نے دیکھا روئے روشن محو حیران ہو گیا
 جس نے زلفوں پر نظر ڈالی پریشان ہو گیا
 وہ ملے قسمت پھری بدلتے مرے لیل دنہار
 ہو گیا ہر درد کا اور خوب درمان ہو گیا
 اس کی صورت دیکھ کر عالم کو حیرت کیا ہوئی
 دیکھ کر یہ شکل عالم خوب وہ حیران ہو گیا
 لے رہا تھا زخم دل کیا کیا مزے اے چارہ گر
 شور بختی سے مری خالی نمکدان ہو گیا
 جلوہ گاہ ناز کے پردے سے چھپیں اچھی نہیں
 یہ بھی کیا دست جنون میرا گریبان ہو گیا
 جس کو ہم دلدار سمجھے بائے نکلا دل شکن
 جس کو اپنی جان سمجھے دشمن جان ہو گیا
 مانگتا ہوں جب دعائے وصل ان کے سامنے
 نہ کے فرماتے ہیں مانگے جاؤ جی ہاں ہو گیا

موت آ جاتی شب فرقہ سے پہلے مجھ کو کاش
 اب تو کچھ بے موت ہی مرنے کا سامان ہو گیا
 بخت خفتہ جاگ اٹھا کہتے ہیں آ کر خواب میں
 لیجئے اب تو علاج درد پہاں ہو گیا
 اب وہ آئے ہیں تو کیا کیجئے کہاں ٹھہرائے
 دل تو وقف حسرت و اندوہ خرمان ہو گیا
 قمریوں کی طرح میں کوکوہی کرتا رہ گیا
 مجھ سے جب رخصت مرا سرو خرامان ہو گیا
 بزم دشمن میں جلا دل کو اگر جانا ہی تھا
 کیوں نہ یہ کم بخت شمع بزم جاناں ہو گیا
 ابروئے دلدار محراب عبادت ہے مری
 مصحف رخسار جاناں اپنا قرآن ہو گیا
 قسمت اپنی ہے طبیعت اپنی ہے اپنی پسند
 قیس لیلی پر فدا میں تم پر قربان ہو گیا
 کیا بلا ہے کیا سیہ بختی ہے کیا اندر ہے
 اک زمانہ ہی اسیر زلف پیچان ہو گیا

چارہ گر ڈھونڈا کریں بھر رہائی ہر طرف
 جسم اور اک نقش بر و دیوار زندان ہو گیا
 قبر کا کھلا نہ ہیم خڑاے بیدم اُے
 جو نلام حضرت شاہ شہیدان ہو گیا

.....☆.....

سینہ پر داغ نذر نوک پیکان ہو گیا
 ایک غنچے پر فدا سارا گلستان ہو گیا
 تیرے در پر اے میجا سب کا درمان ہو گیا
 ایک میں ہی کیوں تختہ مشق طیان ہو گیا
 آرزوؤں کی برائی وصل جاناں ہو گیا
 جب دعاوں سے اثر دست و گریبان ہو گیا
 دیکھ کر دامان محشر کو بھی مچلا طفل اشک
 قطرہ سے دریا ہوا دریائے طوفان ہو گیا
 خواب میں دیکھا انہیں سوتے ہوئے جاگے نصیب
 پردے پردے میں علاج درد پہنہاں ہو گیا

کب رہا خالی مرا کاشانہ دل خیر سے
 تم چلے پہلو سے اٹھ کر درد مہمان ہو گیا
 ہے گدائی بادشاہی مفلسی ہے منعی
 بوریا میرے لئے تخت سلیمان ہو گیا
 داد محشر کے آگے خوبہا اچھا ملا
 قتل پر میرے مرا قاتل پشیمان ہو گیا
 جب کہا مولا علی مشکل کشا مشکل کشا
 اپنا ہر مشکل سے مشکل کام آسان ہو گیا
 تیرے چھپنے سے ہوا آنکھوں میں اک عالم سیاہ
 روز روشن بھی مجھے شام غریبان ہو گیا
 زلف سلجنھاتے رہے یا مجھ سے انجھے بار بار
 ہائے عیش وصل بھی خواب پریشان ہو گیا
 زخم بھرنے ہی کو تھے لذت طلب دل کے مگر
 رک گیا دان ہاتھ اور خالی نمکدان ہو گیا
 صدقے ایسے بھولے پن کے ایسے بھپن کے ثار
 وہ نہیں سمجھے زمانہ کس پر قربان ہو گیا

بس تڑپتے ہی تڑپتے آ گیا دل کو قرار
 بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہو گیا
 آپ نے وعدہ کیا اور کام میرے بن گئے
 لطف سے پہلے ہی میں ممنون احسان ہو گیا
 ہرگز پے میں ہے تیرے حسن کی جلوہ گری
 تو تو میرے دل میں آتے ہی مری جان ہو گیا
 حلقة رندال میں غم ہے خانقا ہوں میں خوشی
 آج اک بیدم خرابانی مسلمان ہو گیا

.....☆.....

سہرا

تو انوکھا تیرا عالم سے نزالا سہرا
 چاند ہے تو تو ہے تجھ چاند کا بالا سہرا
 مائیں باندھ کے جب گائیں مبارکبادی
 نہس کے نوشاد نے شrama کے سنبھالا سہرا
 پیارے نوشاد ترے دل کی صرادیں بر آئیں

راس لائے تجھے اللہ تعالیٰ سہرا
 اللہ اللہ یہ تحلی تیرے سہرے کے شار
 چھپ گیا چاند جو مقفع سے نکلا سہرا
 موتی اور پھولوں کے آئے ہیں بہت اے بیدم
 گوہر نظم کا اک تو تو بنا لا سہرا

.....☆.....

اب وہ پہلا سا ترا لطف و کرم بھی نہ رہا
 لطف تو لطف وہ انداز ستم بھی نہ رہا
 نہ رہے ان کو اگر مجھے محبت نہ رہی
 نہ رہے ان کو اگر پاس قسم بھی نہ رہا
 ان کے کوچے میں رقینوں کی چہالت دیکھی
 ہمنشین مٹنے پر اپنے مجھے غم بھی نہ رہا
 جذبہ دل نے مرے کھنچ بلایا آئے
 اب تو میں آپ کا ممنون کرم بھی نہ رہا
 تم ستانے سے مرے خوش ہو تو میں بھی خوش ہوں

اب مرا رنج و الم رنج و الم بھی نہ رہا
 دیکھ کر کوچہ جاناں کی بھاریں زاہد
 اب تو میں شائق گزار ارم بھی نہ رہا
 رہنا کس کو بنائے رہ الفت میں کوئی
 جانے والوں کا ادھر نقش قدم بھی نہ رہا
 تو ہی تو اول و آخر ہے جب اے جان جہاں
 پھر کوئی چیز میرا ہست و عدم بھی نہ رہا
 جنم ٹھہری جو محبت تو میں مجرم ٹھہرا
 اور ستم تیرا مرے حق میں ستم بھی نہ رہا
 ہر جگہ میرے لئے جلوہ گریار بنی
 اب تو کچھ تفرقہ و یو حرم بھی نہ رہا
 میرے ہوتے ہوئے غیروں پہ جفاں کیسی
 اب اچھوتا ترا انداز ستم بھی نہ رہا
 آنکھیں پھرا گئیں اور ڈھل گیا منکا بیدم
 عیسیٰ جب آئے کہ بیمار میں دم بھی نہ رہا



گھر میں رہی نہ گھر کی بات روزن در کو کیا کہوں
 کہہ لگ کیا ان پہ حال دل دیدہ تر کو کیا کہوں
 گم تھا خیال ما و من میں شب وصال میں
 صحیح دلا دی ان کو یاد مرغ سحر کو کیا کہوں
 قبر کہوں بلا کہوں فتنہ حشر زد کہوں
 تنخ ادا کو کیا کہوں تیر نظر کو کیا کہوں
 چلتے ہوئے لگ کے آگ خمن عقل وہوش میں
 بھل کا کام کر گئی ان کی نظر کو کیا کہوں
 وعدہ حشر کر کے آپ جاتے ہیں جائیں مگر
 یہ تو بتاتے جائیں درد جگر کو کیا کہوں
 سارے جہان کے خوب و تیری قسم ترے سوا
 کچھے نہیں نگاہ میں اپنی نظر کو کیا کہوں
 بیدم خستہ دل کو روز مارے بھی اور جلاۓ بھی
 سحر کہوں کہ معجزہ ایسی نظر کو کیا کہوں



سہرا

اندھامان نے تو اک دھوم پڑی سہرے کی
گویا نو روز ہے ایک ایک گھڑی سہرے کی
سر اٹھا مالنیں نوشہ کے قدموں سے یہ کیوں
یا خدا کون سی مشکل ہے اڑی سہرے کی
پیارے نوشہ ترے پھول سے رخساروں پر
لہریں لیتی ہے صرت سے لڑی سہرے کی
نظر بد سے بچانے کیلئے دولہا کو
ہو گئی نیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی
دکنے کیلئے موئی کی نظر ہو بیدم
مث طور ہے ایک ایک لڑی سہرے کی

.....☆.....

پردہ داری کے عوض بدنام و رسوا کر دیا
اے خیال یار کیا کرنا تھا اور کیا کر دیا

خوب بیمار محبت کا مداوا کر دیا
 مار ڈالا پھر بھی کہتے ہو کہ اچھا کر دیا
 ان کو سکتہ ہو گیا کیا اشارہ کر دیا
 اے نگاہ یاس آخر تو نے یہ کیا کر دیا
 سینکڑوں کو راہ پر لائے ترے کھوئے ہوئے
 کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیح کر دیا
 ایک ساغر میں کیا ساقی نے زاہد کو غلام
 سروک چھینئے ہی میں بازار تقویٰ کر دیا
 پوچھتے ہو تو کہے دیتا ہوں کس نے جان لی
 پھر نہ یہ کہنا کہ تو نے راز افشا کر دیا
 ان کے جاتے ہی بیابان کی طرف جانے کو تھے
 صدقے اس وحشت کے جس نے گھر کو صحراء کر دیا
 مرحبا اے جلوہ دیدار کیا کہنا ترا
 دیکھنے والے کی آنکھوں کو تماشا کر دیا
 حیرت افزا ہیں یہ حسن و عشق کی تیر نگیاں
 لیلی کو مجنون کیا مجنون کو لیلی کر دیا

اک تری چشم کرم نے ساقی بندہ نواز
 ذرہ کو خورشید اور قطرہ کو دریا کر دیا
 یہ کیا فرقت میں ان کی یاد نے آ کر سلوک
 جیسے بٹھائے جگر میں درد پیدا کر دیا
 آنکھوں ہی آنکھوں میں بیدم کہہ گئے ہم حال دل
 پر دے ہی پر دے میں اظہار تمنا کر دیا



یاد کر لیتے ہیں ہم کو بادہ کش ہر جام پر
 آج تک مے چھڑ کی جاتی ہے ہمارے نام پر
 سر کو چکر آتے ہیں ساقی خیال جام پر
 اشک بھرا آتے ہیں آنکھوں میں گھٹا کے نام پر
 ٹھن گئی ہے آج وہ چپ ہوں نہ میں خاموش ہوں
 میں دعاوں پر ملا ہوں اور وہ دشناں پر
 دل کے آ جانے کو ہم سمجھے پیامِ موت ہے
 ابتدائے عشق میں پہنچی نظرِ انجام پر

آپ کیا جائیں کئے کس طرح ایام فرق
آپ کیوں پوچھیں کہ کیا بیتی دل نا کام پر
جھومتی ہیں ڈالیاں گلشن میں ان کو دیکھ کر
پھول صدقے ہو رہے ہیں عارض گلفام پر
کیوں نقاب رخ الٹ کر دیا محشر پا
خیر تو ہے کیوں تلے بیٹھے ہو قتل عام پر
صدقے ان کے عارض گلگوں کے نور صح وصل
بھر کی راتیں تصدق زلف عنبر فام پر
واہ ری قسمت کہ جب پہنچا یہاں تک دوسرے
کہہ دیا شیشے نے کچھ سر رکھ کے دوش جام پر
اب کہو کیوں کر پچے صیاد سے بلبل غریب
پھول بکھرائے ہوئے بیٹھا ہے ظالم دام پر
ماند ہو جائے ابھی ساری تحلی چاند کی
وہ ذرا بن ٹھن کے آئیں جو اپنے بام پر
ہم خمار الودگان عشق کا مذهب ہی کیا
نذر سانی کر پچے دریو حرم اک جام پر

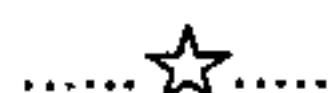
خاک ہونے پر بھی تو برباد ہی رکھا مجھے
 قهر نوٹے یا الہی گردش ایام پر
 آپ تو خوش ہو گئے برباپ کے غیروں کی مراد
 خیر جو گزری سو گزری عاشق ناکام پر
 بیدم اب اللہ حافظ ہے تمہاری جان کا
 منحصر ہے زندگی جب نامہ و پیغام پر



چار بیت رامپوری

اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں
 دل کے ہوئے دوٹکڑے جب چار ہوئیں آنکھیں
 اس رخ نے بنایا ہے آئینہ حیرانی
 اس زلف نے بخش ہے اسباب پریشانی
 جس نے کیا دیوانہ وہ چال ہے متانی
 اس بست کی مرے حق میں تکوار ہوئیں آنکھیں
 اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

سب لخت جگر میرے اشکوں میں بہا بیٹھیں
 اسرار نہانی کو لوگوں میں گناہ بیٹھیں
 بے پوچھے مرے رخت ہستی کولٹا بیٹھیں
 گویا کہ مرے گھر کی مختار ہوئیں آنکھیں
 اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں
 فرقت میں قسم کھا کر راتوں کا گیا سونا
 ہر دم کا بلکنا ہے دن رات کا ہے رونا
 سامان ہیں مرنے کے اس بت کا جدا ہونا
 ہر وقت کے رونے سے بیکار ہوئیں آنکھیں
 اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں
 عالم سے نرالا ہے ساقی ترا میخانہ
 بیہوشوں میں ہشیاری ہشیار ہے متانہ
 بے ساغرو بے شیشه بے بادہ و پیکانہ
 متوا لا ہوا بیدم سرشار ہوئیں آنکھیں
 اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں



تضمین نعمتیہ بر غزل حضرت جامی علیہ الرحمۃ

اے عین کمال با کمال
 اے زینت بزم بے مثالی
 اے شان جمیل و ہم جمالي
 اے مظہر حسن لا یزالی
 مرآت جمال ذوالجلالی
 با خاطر ریش و ختنہ حالی
 در پر ہے کھڑا ترے سوالي
 اللہ نہ پھیر اس کو خالی
 اے مظہر حسن لا یزالی
 مرآت جمال ذوالجلالی
 تم سے نہ ہو جب مراد حاصل
 پھر جائے کہاں تمہارا سائل
 اے مهر عطا و ماہ کامل
 در شان کمال تست نازل

آیات مکارم و معالی

واللیل ہے زلف کا اشارہ
 والشنس ہے رخ کا استعارة
 شاہا مل کا جمال آرا
 انوار بجلی قدم را
 رخسار تو احسن المجالی
 آزاد کھاں کھاں یہ پابند
 ناکارہ کھاں کھاں ہنر مند
 اے ساقی مجلس خداوند
 احرام حريم تو نہ بند ند
 جز درو کشان لاو بای
 بیدم ہے جو کچھ مرا تو رہا
 مایل بربیا ہے یا قصع
 پر ذات ہے اس کی ہے توقع
 جامی بو ظالف تزرع
 مشغول بو و علی التواں



تضمین بر غزل مولانا شافی

یہ کیا سنتے ہی ہم چپ ہو گئے یوں صورت سون
 شیشم زلف نے یہ کس کی آ کر ڈال دی الجھن
 یہ خون رلوار ہی ہے ہم سے کس کی سریگین چتوں
 نگاہ کیست ایں یا رب کہ آتش زد بجان من
 برنگ برق خاطف سوخت مشت استخوان من
 ہر آس و حسرت و حرمان سے ہے آبادی غربت
 سراپا غم کی صورت بن گئی ہے شادی غربت
 مدد کا وقت ہے اے خضر منزل ہادی غربت
 فقادم بیکس و بے آشنا درواذی غربت
 جدا شد ہریکے از ہمراں و مہراں من
 خیال زلف میں جب بیٹھے بیٹھے جی مرا الجھا
 تو پڑھ کر دم کیا سینے پہ واللیل اذا یغشی
 بسر کی دشت غربت میں پوچھو نہ کس طرح شاہا
 جز آہ آتشیں و گریہ ہائے نشیب جا شا

نیا یہ کس برائے پرش سوز نہان من
 احبا تو گئے سب کہہ کے اللہ حافظ و ناصر
 مدد کر جذب دل اپنے ثبات عزم کے
 اندر ہیری رات ریگستان میں تنہا کیا کروں آخر
 نہ آواز جرس نے نقش پائے ہر دن ظلم
 کہ نیاید نشان یاربے نام و نشان من
 مری غربت پہ خون روئی ہے بیدم بیکسی میری
 اداسی دیکھ کر سکتے میں ہے آزردگی میری
 غریق بحر اندوہ و الم ہے زندگی میری
 مدد یا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری
 امیر کشور عرفان شہ ہندوستان من

.....☆.....

تضمین

سورہ واللیل ہے زلف معنبر سر بسر
 پڑھ لیا والشنس رخساروں پہ جسب ڈالی نظر

اے سراپا نور کی صورت مرے رشک قمر
 مصحف روئے تو مارا ہست قرآن دگر
 عاشقانِ رادین دیگر ہست ایمان دگر
 آنکھیں دکھلا کر کے بیدا کی ہیں جس نے کی صف
 طایرِ ایمان ہے تیر نانکا جس کی ہدف
 اے زہے قسمت کہ اب آتا ہے وہ میری طرف
 لغزش متانہ در رفتارِ دو جامِ بکف
 رخصت اے تقویٰ کہ یار آیدا بسامان دگر

.....☆.....

تضمین

میں کیا بتاؤں کہ تم کیا ہو یا حبیب اللہ
 حسینِ جمیل ملیح دو جیہہ ظلِ اللہ
 جو بدر چہرہ تو واللیل ہے یہ زلف سیاہ
 خطبَ کلامِ کلیم رخت کلامِ اللہ
 چہ خطہ رخ چہ جبین لا الہ الا اللہ

چھٹے گا ہم سے نہ تاحرش گوشہ مشہد
 کہ جان دے کے یہ پائی ہے دولت سرد
 عبشت علاج میں بیدم کے ہے یہ جدو کد
 قتیل خنجر عشق تو برنسی خیزد
 اگر سچ بگوید کہ قم باذن اللہ

.....☆.....

تضمین دیگر

ہر اک اہل دل آج با چشم پنجم
 یہ کہتا تھا بکتنے ہیں بازا میں ہم
 جو تو مشتری ہو تو اسے جان عالم
 بنوک سنانت جگر میفو شم
 بہ تنخ ادائے تو سرمی فرڈشم
 سنو جب نہ بیدم کی تم بندہ پور
 تو پھر کہئے کس سے کہے دل کی جا کر
 کہاں جائے اب چھوڑ کر آپ کا در

اسیری زپرواز گزار
بہتر بکنخ قفس بال و پرمی فروشم

.....☆.....

تضمین دیگر

اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی
انہیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی
مگر کسی سے نہ کی تھی جو میرے ساتھ میں کی
درون سینہ من زخم بے نشان زوئی
بچیر تم کہ عجب تیر بیکمان زوئی
حریم خاص کے پردوں کو تھام کر بیدم
عجب درد سے کرتا ہے نالہ پر غم
فغان یہ ہے کہ جیبی و سید عالم
کجا روم بکھ گویم بگوچہ چارہ کنم
کہ تیر عشق مرا اندرون جان زوئی

.....☆.....

تضمین دیگر

وہ مہ جبیں خدا کے حبیب خاص نبی
 وہ ہاشمی و قریشی جوان مطلبی
 وہ جن کو دیکھ کے موئی کو تاب ہی نہ رہی
 رب عقل و دلم راجمال آن عربی
 درون غمزہ مستش ہزار بوائجی
 کہیں سنی نہیں سر جوش ایسی مے خواجہ
 پلاۓ جام مجھے جس کے پے یہ پے خواجہ
 حواس و ہوش اڑاۓ گئی وہ شے خواجہ
 ہزار علم و ادب واشتم من اے خواجہ
 کنون کہ مست و خرام صلائے بے ادبی



خمسین بر رباعی حضرت مولانا فضیحت شاہ صاحب

وارثی بازید پوری قدس اللہ

دل سرائے تو یار رسول اللہ
 دیدہ جائے تو یار رسول اللہ
 جان فدائے تو یار رسول اللہ
 من گدائے تو یار رسول اللہ
 خاکپائے تو یار رسول اللہ
 خشہ و پرالم فضیحت تو
 بیدم و بیدلم فضیحت تو
 نفۃ دل چشم نم فضیحت تو
 امت عاصیم فضیحت تو
 بتلائے تو یار رسول اللہ
 کنون کہ مست و خرام صلائے بے ادبی



تضمین دیگر

چلے تھے یوں تو دل ناتواں پہ وار کئی
 مگر نگاہوں کی برقھی جگر کے پار گئی
 تم تو یہ ہے کہ دل کے ساتھ اور نئی
 دروں سینہ من زخم بے نشان دوئی
 بھیر تم کہ عجب تیر بیکمان زوئی
 کراہتا ہے کچھ اس درد سے دل پر غم
 کہ آہ آہ کے نالوں سے تنگ ہے بیدم
 مقام رحم ہے اے رشک عیسیٰ مریم
 کجا روم بکہ گوئیم گوچہ چارہ کنم
 کہ تیر عشق مرا اندر ون جان زوئی



تضمین دیگر

یہ متنانہ روشن بھولے ہوئے بالائی وپستی
 ارے ایسی بھی ہوتی ہے کسی کو پی کے بدستی
 سنی تھی اور نہ دیکھی تھی کبھی ایسی زبردستی
 گرفتی شیشہ دل را شکستی رضتی
 صدائہمی شیندم جا بجا انداختی رفتی
 تری الفت کے پردے میں نہاں ہیں کلفتیں بے حد
 ملا کر خاک میں بیدم کو بیٹھا ہے سر صرف
 ابھی بھولے نہیں ہم قصہ منصور اور سرمد
 محبت ایں چنیں عشق نوازی ایں چنیں
 زدی کشتی شکستی ریختی انداختی رفتی

.....☆.....

حضرت پیدم دارثی کے کلام کو اردو زبان اور ہندی زبان میں وہی فوتوپت
حاصل ہے جو دریا خرا میں حضرت مولانا حامی دارث ملی شاہ صاحب قبلہ
قدس سرہ گاپے صدر کے نظر امام مشائخ پر حاصل تھی۔

آئندہ زمانہ میں اردو زبان بخششیت زبان کے جس قدر ترقی کرے گی اس
میں ظالب و ذوق وغیرہ کے چرچے بھی ترقی کریں گے کہ وہ اردو شاعری
کے روایات تھیں کلام پیدم اردو میں روحانی جان پیدا ہو گی۔ اس
لئے میں کلام پیدم کا وجہ کائنات میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں، دنائی
سے خیر مقدم کرتا ہوں اوسی وجہ سے خیر مقدم کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ پیدم
خلاص ہی پسا کلام ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ خلاص کی تفسیر و تشریح
ہے اور جب تک اردو کے دم میں دم باقی ہے، کلام پیدم ہمیشہ باقی رہے

گا۔

حسن ظایہ دہلوی

